شرما مینیجنگ ڈائرکٹر شو تنتر پریس لمیٹڈ مظفر نگر میں طبع ہوئی

ہزار جلد — قیمت فی جلد ۱۰/

श्री १०८ परमहंस सर्वानन्द ।

स्वतन्त्र प्रेस लिमिटेड, मुजफ्फरनगर ।

فہرست مضامین

نمبر شمار	خلاصہ مضمون	صفحہ
۱	گوروا ستتی	۱
۲	پرارتھنا	۳
۳	دیباچہ	۴
۴	رادھا سوامی کا جنم	۲۷
۵	حالات رائے بہادر سالگرام جی ۲؎	۳۶
۶	،، پنڈت برہم شنکر جی ۳؎	۴۲
۷	،، بابو کامتا پرشاد جی ۴؎	۴۵
۸	،، سر بابو آنند سروپ جی ۵؎	۴۸
۹	٥؎ کی لنشکامتا	۶۰
۱۰	،، کا بھوجن	۶۳
۱۱	،، ،، بھوگ بلاس	۶۷
۱۲	استری دھرم	۸۰
۱۳	موجودہ تعلیم استری سکشا کا نتیجہ	۹۴
۱۴	٥؎ کا کرودھ	۹۵
۱۵	٥؎ کا لوبھ	۱۰۶
۱۶	٥؎ جی نندت سے بلہ اوتار کا سوامی دیال کے حالات مقابلہ	۱۱۹
۱۷	٥؎ کا موہ	۱۲۵
۱۸	،، ،، اہنکار	۱۳۰
۱۹	برہمن کون ہے۔	۱۴۱
۲۰	کھشتری کون ہے	۱۴۸
۲۱	ویش کون ہے۔	۱۵۰
۲۲	شودر کون ہے	۱۵۴
۲۳	اوتار ٥؎ کا گورو نانک صاحب سے بلہ مقابلہ	۱۵۷
۲۴	اپدیشک ہی چال چلن بناتی ہے	۱۶۲
۲۵	گرہست آشرم کے فرائض	۱۷۴
۲۶	ست سنگ کی ترقی کا سبب	۲۰۰
۲۷	ست سنگ سے واپسی کا شکنجہ	۲۰۴
۲۸	اوتار ٥؎ کی [illegible]	۲۰۶

نمبر شمار	خلاصہ مضمون	صفحہ
۲۹	اوتارمت کا دوسرے مذاہب کے آچاریوں سے مقابلہ	۲۱۲
۳۰	نیچ دہار کا مذاق	۲۱۵
۳۱	اوتار کی دفات پرتھا کا ردن کرنا	۲۱۹
۳۲	اوتار کی روشن ضمیری	۲۲۱
۳۳	اوتار کی عدول حکمی	۲۲۲
۳۴	وشے آنند و برہم آنند کا مقابلہ	۲۲۶
۳۵	دُرجن کی تعریف	۲۲۷
۳۶	دُرلبھ پرش کون ہے	۲۲۹
۳۷	پرا اپکار کون چیز ہے	۲۳۰
۳۸	جگت کیا ہے؟	۲۳۲
۳۹	برہم آنند کا پرتیکش انوبھو	۲۳۲
۴۰	پرشارتھ کیا ہے	۲۳۲
۴۱	من اور بدھی کے دھرم	۲۳۳
۴۲	سوتنتر کون ہے	۲۳۳
۴۳	مکمل مذہب کون ہے	۲۳۳
۴۴	ادھکاری کون ہے	۲۳۴
۴۵	جگیاسو کو اُپدیش	۲۳۴
۴۶	وید پڑھنے کا کون ادھکاری ہے	۲۳۵
۴۷	سنیاس کی اقسام	۲۳۶
۴۸	یوگ اور گیان کا فرق	۲۳۷
۴۹	دنیا اور گیان	۲۳۷
۵۰	جیو اور من کا بھید	۲۳۸
۵۱	سنتوش کی تشریح	۲۳۸
۵۲	برہم کیا ہے	۲۴۰
۵۳	موکش کیا ہے	۲۴۰
۵۴	نردکلپ سمادھی کیا ہے	۲۴۱
۵۵	سرشٹی کیا ہے	۲۴۱
۵۶	گورو کون ہے	۲۴۲
۵۷	اوتار کا طریقہ یوگ ابھیاس	۲۴۳

اوم نمو شیوآینمہ

گوروا ستُتی

(۱) اوم گورو ہی برہما گورو ہی وشنو اور سری گورو دیو ہی مہیشر ہیں اس پرکار
جو گورو ساکھشات پربرہم روپ ہیں اون گورو دیو کو نمسکار ہے۔

(۲) سری گورو دیو کی مورتی دھیان کا مول گورو دیو کے چرن کمل پوجا کا مول
گورو دیو کا واک منتر کا مول اور سری گورو دیو کی کرپا موکھش کا مول ہے

(۳) اون سری مت پرم برہم گورو دیو کی بندنا کرتا ہوں سری مت پرم برہم
گورو دیو کا بھجن کرتا ہوں سری مت پرم برہم گورو دیو کا سمرن کرتا ہوں۔
اور اون سری مت پرم برہم گورو دیو کو نمسکار کرتا ہوں۔

(۴) میرے ناتھ سری جگناتھ ہیں میرے گورو سری جگت گورو ہیں میری آتما
اکھل سنسار کے سبھی جیووں کی آتما ہے۔ اسلئے اون جگناتھ جگت
گورو اور آتم سروپ گورو دیو کو نمسکار ہے۔

(۵) جس پری پورن برہم سے یہ منڈلا کار برہمانڈ اکھنڈ روپ سے بکھرا ہوا
پڑی ویاپت ہے اوس برہم کے پرم پد پرم دھام کا مارگ جس گورو دیو نے

صفحہ
۲۳۴
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۸
۲۴۰
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳

دکھلایا ہے اون گورو دیو کو نمسکار ہے۔

(۶) اگیان روپی اندھکار سے اندھے ہوئے اگیانی جیووں کے نیتر جنھوں نے گیان روپی انجن کی سلائی سے کھولدئے ہیں۔ اون گورو دیو کو نمسکار ہے۔

(۷) جو نت شدھ سویم پرکاش نراکار نرنجن نت بودھ گیان روپ اور آنند سروپ گورو سویم برہم ہے اون کو نمسکار ہے۔

(۸) جو ایک ماتر موَرتی بھید یا شریر بھید کے وبھاگ سے ایشور اور گورو دونو ہی اس آتما و آتم دیو کے روپ ہیں شریر روپ گرہ ہیں اکاش کی طرح سروتر براجمان ہیں اون ایشور اور گورو روپ آتم دیو شیو جی کو نمسکار ہے۔

(۹) اوم سچدانند موَرتی پرپنچ رہت شانتی آلمب رہت تیجو سروپ شیو روپ گورو کیلئے نمسکار ہے۔

(۱۰) نت آنند سروپ پرم سکھ کے بردان کرنے والے کیول گیان موَرتی برہمانڈ سے پرے آکاش سم تتو جسی آدی مہا واکیوں کے لیکش ایک نت نرمل اچل روپ سروپ بدھیوں کے ساکھشی بھوت سبھی بھاؤں سے اتیت تین گنوں سے رہت اون سدگورو کو نمسکار ہے۔

اوم۔ اوم۔ اوم ہری اوم تت ست

اوم

پرارتھنا

ہے ناتھ اس داس نے سب کام لوک اور پرلوک کا
تیرے ہی سمندھ کر دیا ہے یعنی آدا ور انت تجھکو ہی سونپ دیا ہے
اب یہ پرارتھنا ہے کہ میرے من کو ہر وقت اپنے سمرن اور
دھیان ہیں ہی لین رکھ کیونکہ یہ من میرا آدھین نہیں ہے۔
اور بغیر اسکے استھر ہونیکے تیرا تپ اور دھیان ہو نہیں سکتا میرا
مطلب کیول تیرا ہی دھیان ہے۔ ہے ناتھ اپنے درشن کا آنند کرپا کرکے
مجھکو دو تاکہ برہم آنند کی گتی کو پہنچ جاوں۔ جبکہ نشچے کر کے میں نے اپنا شریر
اور پران تجھکو نچھاور کر دیا ہے۔ اوسکی رکھشا تم ہی کرو گے۔

اوم۔ اوم۔ اوم
شانتی

اوم

دیباچہ

پیارے ناظرین۔ یہ شریر ایک سنیاسی کے روپ میں آپ صاحبان کی سیوا کیلئے حاضر ہوا ہے۔ بعض سجن جو یہ خیال کرتے ہیں کہ سادھو بنکر خوب لڈو کچوری کھانا یا کیول مون دھارن یا ایکانت باس کرکے اپنی ہی موکش کا اوپائے کرنا ایک طرح پر خود غرضی ہے اس کے متعلق میری التماس ہے کہ کسی حد تک اون بھائیوں کا ہر ایک تارک الدنیا کیلئے ایسا خیال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ جگت ایک بہت اپار سمندر ہے اور جیو اسکے چکر میں پڑا ہوا رات دن حیران اور پریشان رہتا ہے۔ اس کا کارن ہی

پانچ بھوت۔ جل۔ تیج (اگنی)۔ پرتھوی۔ وایو۔ آکاش ہیں اور اسکے منبع
پانچ گیان اندریاں۔ آنکھ۔ ناک۔ زبان۔ کان۔ توچا ہیں۔ لیکن اسکے مگرمچھ بھی
پانچو وشے۔ کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار ہیں جو اس جیو کی خوراک ہیں۔
پانچ پران۔ پران۔ اپان۔ اودان۔ سمان۔ دیان اور اس جیو کیلئے سمندر کی لہریں
پانچ کرم اندریاں۔ ہاتھ۔ پانوں۔ منہ۔ گدا۔ لنگ } ہیں جنکی ترنگوں کا شمار نہیں ہے
اور من۔ بدھی۔ چت۔ اہنکار۔ ایک پہاڑ ہے جس سے یہ سمندر نکلتا ہے۔

اور شبد۔ اسپرش۔ روپ۔ رس۔ گندھ اس اپار سمندر کے پانچ بھنور ہیں
لیکن اسکی کشتی اور ملاح کا کہیں کچھ پتہ نہیں چلتا ہے۔ اب ہم آپ
صاحبان کو حیوانات میں سے تمثیل کے طور پر بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ ہرن
کو ایک شکاری کے شبد کا ہی وشے ہے جس سے وہ مست ہو کر پکڑا
جاتا ہے۔ ہاتھی کو ایک بناوٹی ہتھنی کے اسپرش کا وشے ہی قید کراتا ہے
پروانہ ایک روپ کے وشے میں اندھا ہو کر اپنے آپ کو جلاتا ہے ایسا
ہی چکور کا حال ہے مچھلی کیول رس کے وشے سے جال میں پکڑی جاتی ہے
اور بھنورا سگندھی کے عشق میں کنول میں پھنسکر اپنی جان دیتا ہے جس
سے ظاہر ہوتا ہے کہ جانوروں میں تو صرف ایک ہی وشے ہے جس
کے سبب سے بیچارے اپنی جان کھو دیتے ہیں جس منش جاتی میں
یہ پانچوں وشے موجود ہیں اُن کی کیا حالت ہوگی۔ ہر ایک جانتا ہے کہ
منش جیو کو سب سے پہلے گربھ دکھ جس کو ۹ ماہ تک اُلٹا لٹکنا پڑتا ہے
چاروں طرف مل۔ موتر۔ خوراک بھی ایسی غلاظت کی۔ ہاڈ۔ ماس۔ لہو
کے سوائے کچھ نہیں اپوتر ہی اپوتر ہے ایسی سخت سزا دنیا میں کسی جیلخانہ
کی سنگین کوٹھری کی بھی نہیں ہو سکتی پھر اس مصیبت کی کوٹھری سے
نکلتے وقت جنم کا مہا دکھ جس کے یاد کرنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے
ہیں پھر بڑھاپے کا دکھ زندگی میں ہر وقت بیادھی اور چنتا مثل مشہور ہے

کہ چتا تو مُردہ کو جلاتی ہے لیکن چنتا جیتے ہوئے کو بھسم کرتی ہے سب سے
آخر مرن کا دُکھ محنت سے کمائی ہوئی دولت استری پُتر محل اٹاری
باغ باغیچوں دنیا کے تمام پدارتھوں سے یک لخت جُدائی کیسا
سخت عذاب ہے۔ اس سنسار روپی سمندر سے جیو کو پار جانے
کیلئے بڑے بڑے دشوار گذار راستے ہیں۔ پچھلے بزرگوں کا قول
ہے کہ پرانایام اور یوگ سادھن سے ہی آتما کی اوننتی اور پرماتما کی پراپتی
ہوتی ہے جب تک آتما اور پرماتما کی دونوں لکڑیوں کو خوب آپس میں
گھسانہ جاوے برہم اگنی پرچنڈ نہیں ہو سکتی جپ۔ تپ۔ ست کی
بلیوں سے ہی اس جیواتما کا جہاز پار ہو سکتا ہے۔ یہ جیونٹ کی طرح
کبھی بالک۔ کبھی جوان کبھی دولتمند کبھی نردھن کبھی بڑھاپا جو سارے
شریر کو مضمحل کر دیتا ہے سوانگ بدلتے بدلتے مرجاتا ہے۔ جبتک
انسان اپنی زندگی میں جیون مکت نہیں بنتا مرکر موکش کو حاصل
نہیں ہو سکتا۔ اسلئے ہر شخص کو جس نے پورن برہم چریہ کر کے
گھرست اور بان پرست آشرم کی تکمیل کی ہے اوسکو اپنی عمر کے
چوتھے حصہ میں جیون مکت ہونے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

مہاتما وہی لوگ کہلاتے ہیں جو ہر ایک جیو کی بھلائی چاہتے ہیں
اور خود دھرم پر چلنا، دوسروں کو دھرم پر چلانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

اسی طریقہ سے وہ اپنی موکش کی تدابیر کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جبتک پہلے اپنے آپ کو نہ بناویگا اور خود نہ ہوگا تو دوسروں کو کیسے بنا سکتا ہے۔ جب تک لمپ کی چمنی خود صاف نہیں ہوتی دوسروں کو بھی روشنی نہیں پہنچا سکتی۔ پس سالم دماغ لوگ ہی دنیا کے رہنما ہوتے ہیں وہی ملکوں اور قوموں کی کایا پلٹ سکتے ہیں۔ جو شخص اپنے جذبات پر حکمران نہیں بن سکتے۔ وہ دوسروں پر کیا اثر پیدا کرے گا۔ جو تعلیم انسان کو جذبات پر قابو کرنے کا طریق نہیں سکھلاتی وہ ہمیشہ جرائم کے بڑھانے میں مددگار بنتی ہے اور قابل مذمت ہے۔ جن اصحاب نے نہ صرف اپنے زمانہ کے آدمیوں بلکہ آئندہ نسلوں کو ہزاروں سالوں تک مقناطیسی قوت سے قابو رکھا ہے وہ مکمل دماغ رکھتے تھے۔ ایک انسان کالج کی تعلیم کے بغیر دنیا میں ترقی کر سکتا ہے یا اعلیٰ دماغی کی عدم موجودگی میں دولت مند اور عہدہ دار بن سکتا ہے مگر وزنی اور سالم دماغ کے بغیر دوسروں پر اپنا اثر نہیں جما سکتا ہے۔ یا قایم نہیں رکھ سکتا ہے۔ اوس پرم برہم پرماتما کا ہزار ہزار بار دھنیاد کہ جس کی پورن دیالتا سے اس جگت کا پالن ہو رہا ہے۔ اور جس نے یہ منش دیہ عطا فرما کر سزا اور جزا کا مستحق قرار دیا ہے اور جس کی قدرت کاملہ کا تماشہ ہر پھول اور پتے اور پھل سے اچھی طرح پر ظاہر ہو رہا ہے۔ اپنے

ہاتھوں کی لکیریں دیکھنے سے ہی ہاتھ میں کیسا گلدستہ نظر آرہا ہے سوائے اوس پرم برہم پرماتما کے کوئی دوسرا ایسی صنعت نہیں کر سکتا۔ اور یہ محض تماشا ہی نہیں ہے بلکہ قائمی اور تندرستی جسم کے لئے ضروری ہے۔

کیا کوئی شخص ایسی زبان رکھتا ہے کہ اوسکی صنعت یا نعمت عظمہ کا شکریہ بھی ادا کر سکے۔ ہرگز نہیں۔ آدمی کے تو ایک زبان ہے اگر کوئی ہزار زبان والا بھی ہو تو بھی ممکن نہیں کہ کوئی حصہ اُسکی عنایات بیغایات کا برنن کر سکے بار بار ڈنڈوت پرنام اوس پرمیشر سچدانند کو جس نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک مشت خاک سے جسم پاک بنایا۔ اور طاقت گویائی اور عقل عطا فرما کر اشرف المخلوقات کے نام سے معزز فرمایا۔ کہتے ہیں کہ دوزخ کے عذابوں سے تو ایک میعاد پر رہائی ہو جاتی ہے لیکن آواگون سے چھوٹنے کی کوئی میعاد نہیں ہے۔ بلکہ مثل دورہ ہرٹ کے ہے کسی اتفاق اور اچھے کرموں سے ہی جسم انسان ملتا ہے اسلئے اگر اس جسم میں تدبیر رہائی کر دی جاوے تو بیڑا پار ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ کشتی تو جڑ ہے لیکن بذریعہ ملاح کے ہزاروں کو پار اتار دیتی ہے۔ جیسا کہ بغیر سیڑھی کے بالاخانہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ اسی طرح پر کرم ہیں جو سنسار ساگر سے پار اوتارتے ہیں اور اعلیٰ منزل پر پہنچا دیتے ہیں۔ خیال تو

یہ کرنا ہے کہ پرماتما نے یہ منش دیہہ کیوں عطا کی ہے۔ کس غرض کیلئے دُنیا میں آیا۔ کیا کام اس کو کرنا ہے۔ پر برہم پرماتما کون ہے اور اس سے اس کا کیا تعلق ہے۔ کیونکہ ہر شخص دُنیا میں کسی نہ کسی غرض کے لئے آیا ہے اس لئے ضرور کوئی غرض ہوگی۔ جواب صاف ملتا ہے کہ نیک اور بد کی تمیز کرتے ہوئے گیان حاصل کر کے زندگی اور موت کے متواتر دُکھ اٹھانے سے پاک ہونیکے لئے ہے ورنہ چرند پرند۔ درند۔ حیوانات جمادات۔ نباتات یا انسانوں میں فرق ہی کیا ہے۔ جیسے پتا کا پُتر انش ہے۔ اسی طرح برہم کا جیو انش ہے۔ برہم سچدانند سروپ شُدھ بدھ اور نِت مُکت ہے۔ جیسے پُتر اگر پتا کا انوکرن کرے تو ضرور پتا کے موافق ہی کیرتی کا پاتر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے اگر جیو اپنے پتا روپ کے سروپ برہم کو نہ بھولے تو ہمیشہ سُکھی رہے۔ لیکن جیو پرماتما کو بھولکر وشے بھوگ سے ترپت اور سکھی ہونا چاہتا ہے۔ اس کا ہی یہ پھل ہوتا ہے کہ سنسار روپ جنم مرن کے چکر میں پڑ کر گھٹی جنتر کی طرح نیچے اوپر گھومتا رہا ہے سنسار میں کوئی ترپت اور سکھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جہاں پر جنم مرن ساتھ لگے ہوئے ہیں وہاں سکھی کا ہونا ممکن ہی نہیں پس منش کا جیون وشے آنند میں لین ہونے کے لئے نہیں ہے۔ کیونکہ سکھ بھوگ میں نیرت رہنے سے منش پشو تو کو پراپت ہوتا ہے۔ بلکہ منش دیہہ آتم پراپتی برہم ساکھشات

کاریا آتم ورش روپ امرت تتو اور نت آنند پراپت کرنیکے لئے ہے،
اور یہ منش جنم میں ھی ہوسکتا ہے اس سنسار میں منش شریر پراپت کرنا
ہی بڑا مشکل ہے۔ اور آتم پراپتی کے ذریعہ پرش روپ سے پیدا ہونا
اور بھی زیادہ مشکل ہے۔ انسان سمجھتا ہے کہ جس استری کیلئے تو ہزار فریب
سے دھن اکٹھا کرتا ہے۔ جن بچوں کا فکر تجھے ہر وقت دامنگیر ہے سب
تیری آنکھ بند ہونے پر تجھے شہر خموشاں میں اکیلے چھوڑ جاوینگے اس وقت
صرف پربھو کی سہایتا درکار ہوگی اسلئے مبارک ہیں وہ لوگ جو سوالس
سوالس میں پرماتما کا ہی نام سمرن کرتے ہیں۔ اور ایک سوالس بھی
بغیر ذکر پرماتما ضائع نہیں کرتے اور اپنے وقت کو قیمتی سمجھکر اس کی قدر
کرتے ہیں۔

بڑے بھاگ مانش تن پاوا ۔ سُر دُرلبھ ست گرنتھن گاوا
سادھن دھام موکش کر دوارا ۔ پائے نہ جے ہی پرلوک سنوارا

اے زخاکت آفریدی خاکپا ہوشیار باش
خاک بودی خاک گردی او میاں بیدار باش

خاک سجدہ کرتے کرتے خاک میں جب مل گئی
اور خاک کو رتبہ ملا تو آسماں پر چڑھ گئی

سُت دارا اور لکشمی پاپی ہیہ کے ہو ۔ سنت سماگم ہری کتھا یہ جگ دُرلبھ دو

پُنیہ پُنج ہُو لِ ہی نہ سنتا ست سنگت سنسرت کرنتا

دُنیا میں کوئی اپنے آپ کو کال کرال سے نہیں بچا سکتا۔ بیشمار سیٹھ ساہوکار رئیس۔ زمیندار۔ راجہ۔ مہاراجے۔ تعلقہ دار۔ صوبہ دار۔ راج راجیشر چھتر پتی اور چکرورتی سمراٹ بھی خالی ہاتھ آتے اور چلے جاتے ہیں اور دولتمند یا بادشاہ سے کنگال ہو جانا تو ایک معمولی سی بات ہے۔ پرجاپتی برہما نے دیوراٹ اندر سے کہا تھا کہ یہ آتما پاپ۔ جرا مرتیو سے رہت۔ وشوک ہے۔ بھوک پیاس سے رہت ست کام ہے۔ اس کی کامنائیں سدا ست روپ دھارن کرکے سروتھا پورن ہوا کرتی ہے۔ بست شنکلپ ہے۔ یہ ایک طرح پر ایسی وستو ہے کہ جسکے جاننے اور پہچاننے کی خواہش کرنی چاہیئے جو اس آتما کا انوسندھان انویشن دشٹرون اگر چہ کا ہے جو اسکو سمجھ کر جان اور پہچان سکتا ہے۔ وہی سبھی لوکو ایشوریوں کو پراپت کرتا اور اپنی سبھی کامناؤں کو پورن کرتا ہے۔ جسمانی قوت کا دارومدار بھی اعتدال پر منحصر ہے نہ کہ خوراک پر اسلیئے سب سے زیادہ ضرورت انسان کو سادہ اور صاف ستھری زندگی بسر کرنیکی ہے اس کا دماغ سالم ہو۔ تندرست بھی وہی لوگ رہتے ہیں کہ جو اپنے قوائے جسمانی دماغ اور دل کا صحیح طور پر استعمال کرتے ہیں۔ صحت بھی صرف

دولتمندوں کا ہی ورثہ نہیں ہے۔ بلکہ بیماری بھی روحانی اصولوں
کی خلافت سے پیدا ہوتی ہے۔ کوئی بیماری ہمارے اندر داخل نہیں
ہوسکتی۔ جب تک ہم اوسے دعوت نہ دیویں۔ ہر ایک مرض کا آغاز
پہلے پہل انسان کے دل سے ہوتا ہے جس کا دل مضبوط ہے سب
خطروں کا مقابلہ کرنیکے لئے تیار ہے اوسپر کوئی مرض عائد نہیں ہوتا۔
دل و دماغ کی کمزوری سے ہی بیرونی جرائیم کو اندر داخل ہونے کا موقعہ
ملتا ہے۔ غصہ اور غضب تو والدہ کے دودھ میں بھی اثر پیدا کر دیتا ہے
یہاں تک کہ بعض وقت بچہ کی موت ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ غضبناک
لفظ گھوڑے کی بھی تنفس تیز کر دیتا ہے۔ سخت جذبات قوت ہاضمہ
بگاڑ دیتے ہیں۔ غصہ۔ غضب۔ انتقام۔ کینہ۔ نفرت کے جذبات
زیادہ دکھ دیتے ہیں اور کسی بیماری کے پیدا کرنے کا موجب بنجاتے ہیں
اسی لئے دنیا میں زیادہ تر اپنا نقصان بلکہ اپنی موت کو خود ہی مدعو
کرتے ہیں اور اُسکو قدرت کا نقصان بھی کہتے ہیں۔ ایشور یا خدا پر یقین
ہر ایک زمانہ میں اہل دنیا کیلئے اطمینان قلب کا موجب رہا ہے۔
جوں ہی انسان خدائی منزل میں داخل ہوتا ہے اُسکی روحانی کیفیت
بدل جاتی ہے اوسکے تمام تفکرات آہستہ آہستہ کم ہونے لگتے
ہیں۔ سنیاسی کا سب سے بڑا دھرم (فرض) یہی ہے کہ سب گھرست

وغیرہ آشرموں کو سب قسم کے کاروبار کا اعتقاد کرا کر ادھرم کے کاروبار سے چھوڑا کر سب شکوک کو رفع کر کے سچے دھرم کے کاروبار میں رغبت دلاوے۔ طرفداری چھوڑ کر برتاؤ کرنا دوسرے آشرموں کو مشکل ہے۔ جیسا کہ ایک سنیاسی سب طرف سے آزاد ہو کر دنیا کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ ایسا دوسرے آشرم والا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جو خود ہی دھرم پر نہیں چلتا وہ دوسروں کو کیا چلاوے گا۔ بھرتری ہری کا دا کیا ہے کہ جس منش میں نہ ودیا ہے نہ تپ ہے نہ دان نہ شیل نہ کوئی گن اور نہ دھرم ہے وہ مرت لوک میں پرتھوی پر ایک بھار ہے اور منش کے روپ میں جانور ہو کر پھرتے ہیں۔ اگر منش کو شانتی اور آنند پانا منظور ہے تو ست دھرم کو ہی گرہن کرنا واجب ہے۔ دھرم وہ سڑک ہے کہ جس پر آنکھ کھولکر چلنے سے منش اپنی منزل مقصود کو پہنچ جاتا ہے جو شخص ست دھرم کو گرہن نہیں کرتا وہ تمام عمر سنسار میں ڈوبا رہ کر تمام زندگی پشو کے سمان گذارتا ہے۔ دھرم ہی ایک پدارتھ ہے جو مرنے کے بعد بھی ساتھ دیتا ہے ورنہ کل دنیوی ساز و سامان وغیرہ کا جسم کے ساتھ ہی ناش ہو جاتا ہے اسلئے منش کو ست دھرم پر ہمیشہ اور ہر وقت کاربند رہنا چاہیئے۔ مجھکو عیسائی بھائیوں کی سوسائٹی میں بیٹھنے کا زیادہ موقعہ تو نہیں ملا لیکن یوروپین حکام عالیمقام کی ماتحتی میں رہنے اور ہندی ترجمہ

بائیبل وغیرہ یا اُردو پمفلٹ دیکھنے سے یہ معلوم ہوا کہ اُنہیں بھی سنیاسی یا پادری موجود ہیں وہ بھی خدا تعالیٰ کو ہی گاڈ مانتے ہوئے گرجا گھروں میں پرستش کرتے ہیں اور خدا کو بے شکل اور ذی شعور اور ہر جگہ موجود مانتے ہیں جیسا کہ باب اول آیت ۳ و ۴ سے ظاہر ہے۔ مسلمان بھائیوں کے ساتھ تو اُن کے عُرس ہائے مجالس وغیرہ بلکہ سوائے پرہیز کھان پان شادی وغیرہ میں ہر ایک طرح پر دوستانہ برادرانہ تعلقات شمول شادی غمی ہوتے رہے اُن کے ہاں بھی ہمارے یا سنیاسی موجود ہیں اور ہو چکے ہیں جیسا کہ شمس تبریز۔ مولانا روم۔ حضرت شبلی۔ منصور۔ خسرو۔ حضرت میاں میر ولیے شاہ وغیرہ کی لائف سے بخوبی ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کو ہی سب کچھ واحد۔ شاہد، حاضر ناظر سرب شکتیمان و قادر مطلق وغیرہ تسلیم کرتے رہے ہیں اور مسلمان بھائی پنجگانہ نماز اور تلاوت وغیرہ کے پورے پابند ہیں سوائے اس کے پوشیدہ نہیں ہے کہ پانچہزار سال پیشتر سوائے ویدک دھرم کے کوئی مذہب نہیں تھا۔ اوس کے بعد جب ادھرم کا پرکاش ہوا تو ویدک۔ پورانک۔ کرانی۔ قرانی۔ جینی۔ بودھ۔ یہودی۔ بام مارگی۔ کبیر پنتھی۔ داود پنتھی۔ نانک پنتھی۔ رامانندی۔ براہمو۔ دیو دھرمی۔ شاکنک کونڈا پنتھی۔ نوین ویدانتی۔ نارائن سوامی وغیرہ وغیرہ کا پرکاش ہوا۔ مگر اُن کے مقدس گرنتھوں اور پیشواؤں کے ساتھ تبادلہ خیالات کرنے سے

کافی اطمینان اور تشفی ہو جاتی ہے اور بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے کہ اُن میں سے کسی کو بھی ایشور پرماتما یا خدا کو سرب شکتیمان سرو ویاپک تسلیم کرنے اور اُس کی کل صفات سے انکار نہیں ہے اُسیکو سب کچھ جانتے اور مانتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ جس کو دھرم کہتے ہیں او سپر تمام مذاہب کا اتفاق ہے۔ وہ یہ ہے کہ مت کرو وہ کام دوسروں کیلئے کہ جس کو خود اپنے لئے کرنیکو تیار نہ ہو اور مثل اپنے سب کو دیکھو یہ ہے تمام دھرم کا لب لباب۔ وہ شئے کہ جسپر تمام دنیا کے لوگوں کو اختلاف نہ ہو اور جس کو سب بالاتفاق تسلیم کریں مثلاً سچ بولنا۔ خود غرضی سے پاک رہنا۔ پرائے مال و عورت کو دیکھکر حرام دل نہ ہونا۔ مستقل مزاج ... دنیا کے لالچ اور دھمکیوں کے جادو میں آکر ذات مطلق کو نہ بھولنا۔ کسیکو تکلیف نہ دینا وغیرہ وغیرہ گویا اس دھرم پر چلنے سے کبھی لڑائی جھگڑے نہیں ہوتے۔ لڑائی صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو اپنے ضمیر کی ہدایت کو کام میں نہیں لاتے۔ تمام مذاہب جو ایک دوسرے کے برخلاف ہوں ہرگز سچے نہیں ہو سکتے۔ سچا مذہب وہی ہو سکتا ہے جس کا اوپدیش شرسٹی کے شروع میں منشوں کے کلیان کے لئے کیا ہو وہ کل اوپدیش ویدوں میں لفظ بہ لفظ موجود ہیں شرسٹی کے شروع میں جبکہ ایشور نے منشوں کے فائدہ کے لئے ہوا۔ پانی۔ اناج۔ پھل

زمین۔ سورج۔ چاند ستارے۔ اگنی وغیرہ پدارتھ پیدا کئے تو اپنی دیالتا سے منش کو علم روحانی سے بھی محروم نہیں رکھا۔ صاف ظاہر ہے کہ سرشٹی کے ظہور ہونے پر منشوں کو آتمک سکشا دینے والا سوائے ایشور یا خدا کے کوئی دوسرا اوستاد وغیرہ نہیں تھا۔ اسلئے ایشور نے ویدودیا کا ظہور رشیوں کے ہردے میں کیا جنہوں نے اُس کا اُپدیش اپنی اولاد اور دیگر منشوں کو کیا۔ چونکہ ویدوں میں کسی راجہ یا مہاراجہ وغیرہ کا بالکل ذکر نہیں ہے بلکہ اون میں تمام ست ودیاؤں کا سوکھشم روپ سے ذکر ہے اسلئے وید ہی بالکل قدیم اور ایشوری گیان کہا جاسکتا ہے۔ اور ویدک دھرم ہی تمام دُنیا کے مذاہب میں سچا اور ایشوری دھرم کہا جاسکتا ہے۔ لیکن آپ کو سنکر تعجب ہوگا کہ دُنیا میں ایک ایسا دھرم یا مذہب بھی پیدا ہوگیا ہے کہ جو نہ ایشور کو نہ وید کو مانتا ہے جس نے دھرم کرم۔ گیان۔ دھیان۔ جپ۔ تپ۔ تیرتھ برت۔ اولیا۔ پیغمبر۔ رشی منی۔ ایشور یا خدا۔ سب کچھ بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ اور اپنا تھوک چٹوانا۔ یا غسل کا پانی چرنامرت بتلانا۔ اور اپنی من گھڑت پستکوں کو ہی دھرم پستکیں قرار دیکر غیر استریوں سے جائز ناجائز سیوا کا لینا ہی دھرم قرار دیا ہے۔ اور جس نے جملہ مذاہب سناتن دھرم۔ آریہ سماج۔ سکھ مذہب۔ مسلمان وغیرہ کی

بہت بُری طرح سے مذمت کی ہے جیسا کہ اُنکی پستکوں اور پریم پرچارک اور
اخبارات وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے اوس میں ایک بہت بڑی تعداد
غلط فہمی کا شکار ہو چکی ہے۔ آپ صاحبان نے سنا ہوگا کہ دیال باغ
آگرہ میں وہ رادھا سوامی مت کا ایک مٹھ ہے جسکی بنیاد سنہ ۱۸۶۱ء میں رکھی گئی
جسکو صرف ۷۶ سال کے قریب ہوتا ہے گو اس مت میں اس وقت
تک پانچ گورو بنے ہیں لیکن شروع میں اس مت کو بالکل پوشیدہ
رکھا گیا جس کے باعث چپ چاپ ہندوؤں کے اندر ایک گھن لگتا
رہا جس سے لاکھوں کی نوبت پہونچ گئی انہوں نے سکھوں کو نانک صاحب
اور گرنتھ صاحب اور دوسرے لوگوں کو سری رامچندر جی اور سری کرشن چندر
وید بھگوان۔ گیتا بھاگوت۔ رامائن آدی دھرم پستکوں اور ایشور پرماتما
اور دیوتاؤں رشی منی اور سچے مہاتماؤں وغیرہ کے لیے سینکڑوں دُربچن
لکھ کر گمراہ کیا ہے گویا ایک طرح پر ناستک اور ہرن شنکر سے بھی کم درجہ
دینا غلطی نہیں ہے اگر آپ اون کی تعلیم مختصر طور پر بھی سنیں گے تو آپ
صاحبان کو اون بھولے بھالے ہندو بھائیوں کی حالت زار پر ضرور
رحم آدیگا جو ناواقفیت یا کسی لالچ سے اون کے جال میں پھنسکر اپنا
دین ایمان کھو بیٹھے ہیں کیونکہ شروع میں شاگردوں کو یہ خوف دلایا جاتا
تھا کہ جو شخص اس گپت مت کو پرگھٹ کرے گا وہ بڑا پاپی بنے گا۔

اور اس مت کی پستکیں یا تعلیم غیر از مہا سوامی سے بالکل پوشیدہ رکھی جاتی تھیں اسلئے عام طور پر اس مت کا کسی سناتن دہرم۔ آریہ سماج۔ سکھ۔ جینی۔ ہندو مسلمان۔ بھائیوں کو پتہ نہیں چلا آج جبکہ دو لاکھ کے قریب سناتن دہرم سکھ بھائی اُس میں شامل ہو گئے اور کافی خزانہ اور مضبوط اسکیم بن گئی تو پانچویں گورو صاحب نے کھلم کھلا ہندو جاتی کے اندر ایک تفرقہ پیدا کر دیا اور آپ نے اردو بھاشا میں ایک کتاب تیھارتھ پرکاش کے نام سے تصنیف فرمائی جسکے تین حصے بنائے اوس کے مطالعہ سے پتہ لگا کہ ایشور پرماتما یا خدا وید بھگوان اور رشی دیانند آریہ سماج۔ سناتن دہرم۔ سکھ دہرم اور مسلمانوں۔ سنیاسی مہاتماؤں اور تیرتھ برت۔ جپ۔ تپ وغیرہ کے خلاف بہت کچھ زہر اُگلا ہے۔ اور بُری طرح سے اون کا کھنڈن کیا ہے۔ اور آپ نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ بنا بقول تواریخ کی روسے پچھلے مہاپرشوں کا اپنی تعلیم کا پرچار کرنے کے لیئے کھنڈن منڈن دونوں سے کام لینا پایا جاتا ہے اس لئے آپ نے بھی اون کا کھنڈن کیا ہے۔ اگرچہ اس قسم کا کھنڈن انسان کے دل میں نشتر کی حیثیت رکھتا ہے لیکن آپ کا خیال صرف اُن ناقص خیالات اور رسومات کا نقص قبیح دکھلانا ہے جو بزرگوں کی تعلیم کے نام سے مذہبی جماعت کا رنگ پکڑ جاتی ہے جیسا کہ صفحہ اول حصہ سویم تیھارتھ پرکاش سے ثابت ہے۔

چونکہ رادہا سوامی مت کی یہ تعلیم بالکل غلط اور بناوٹی محض اون کے رہنما کی نفس پروری پر مبنی ہے اور دیگر مذاہب کے خلاف اونکی نکتہ چینی ہرگز درست نہیں ہے آپ نے ییھارتھ پرکاش میں سناتن دہرمیوں کی طرف مخاطب ہوکر دریافت فرمایا ہے کہ کسی سادھو یا برہمن کو گورو دھارن کرتے وقت وہ کیا رسم ادا کرتے ہیں دیکھو دفعہ ۱۱۴-۱۲۴ حصہ دوئم اس لئے اس سرپرنے بھی بحیثیت ایک سناتن دھرمی اور سنیاسی کے تبادلہ خیالات کیلئے بابو آنند سروپ صاحب کی سیوا میں امورات معترضہ کی صحت کے لئے پتر ۲ نومبر ۱۹۳۵ء کو روانہ کیا۔ بابو مہابچند سکرٹری کی طرف سے کافی جواب نہ ملنے پر مکرر توجہ دلائی گئی کہ تصنیف رامصنف نیکو کُند بیاں دوسرا شخص جواب نہیں دیسکتا افسوس کہ ہم کو اوس کا بھی قطعی جواب نہیں ملا اسلیئے مجبوراً اب یہ سرپر اُنکی رچی ہوئی بانی اور اون کے عملدرآمد اور دھوکہ بازی کی تعریف اور سچے سادھو سنت مہاتما کا فوٹو پبلک کے سامنے رکھتا ہے تاکہ اسپر غور و توجہ فرماکر لوگ اپنے جیون کے سدھار کی خبر لیویں۔ مثال کے طور پر رادھاسوامی مت کی تعلیم کے چند فقرہ ہدیہ ناظرین کرتاہوں تاکہ آپ صاحبان آئندہ مفصل حالات پر شوق کے ساتھ توجہ مبذول فرمائیں گے۔

(۱) ہندو اور مسلمانوں میں جو اندھے ہیں اُنکے واسطے تیرتھ برت

مندر، مسجدوں کی پوجا ہے اور جن کے آنکھ ہے اُن کے واسطے وقت کے ست گورو (ذات خاص) کی پوجا ہے۔ دیکھو دفعہ ۱۳۴ صفحہ ۷۰ حصہ دوئم ستیارتھ پرکاش۔

(۲) رادھا سوامی دیال نے ویدوں اور دوسرے ہندو شاستروں میں اُلجھنے سے جیووں کو منع کیا کیونکہ ویدیں اٹکنے سے پانچ ناگ کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار ضرور ڈسیں گے اون کے زہر سے باربار جنم دھارن کرنا پڑے گا۔ اسلئے ویدوں اور کھٹ شاستروں کا نشیدھ کرکے کلیان کیلئے اپنی علیحدہ بانی رچی ہے اور وید کے بچنوں سے گر بڑائے ہوئے لوگوں کو ویدپشو کہنا درست ہے وید سمرتی پڑھنے سے انسان کو نجات نہیں ہوتی ہے دیکھو صفحہ ۲۴۳ ۲۴۴۔ حصہ سوئم ستیارتھ پرکاش۔

(۳) وید ابتدائے آفرینش سے کروڑوں برس گذرے نازل ہونا محض خیال ہے پانچہزار سال سے پہلے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ دیکھو دفعہ ۲۲۳ حصہ سوئم ستیارتھ پرکاش

(۴) وید کو غیر فانی سنسکرت سنگی کی پریشانی کا پارہ یکدم ۲۰ ڈگری اوپر چڑھ جاتا ہے۔ دیکھو ۱۲۲۔۱۲۳ حصہ سوئم ستیارتھ پرکاش

(۵) سنت پکاریں کھید۔ وید پشو مانیں نا ہیں۔ دیکھو سار بچن ہندی

بچن ۲۸ گڑھی ۵۶۔

(۶) بیشمار ایشور اور برہم رادہاسوامی کے پیدا کئے ہوئے ہیں دیکھو سار بچن وارتک صفحہ ۱۲۳

(۷) رادھاسوامی دیال کو زمانہ سابق کے اوتاروں۔ پیغمبروں اور سنتوں سے بڑا کہا سِت سنگیوں کے کیلئے بیجا نہیں ہے دیکھو صفحہ ۲۰۱ حصہ سویم ستیارتھ پرکاش

(۸) رادھاسوامی مت تیرتھ۔ برت۔ شرادھ۔ تریں اوتاروں موتیوں کی پوجا ایشور۔ دیوتاؤں۔ رشیوں۔ وید شاستروں میں شردھا نہیں رکھتا ہے دیکھو صفحہ ۲۰۲ حصہ سویم ستیارتھ پرکاش۔

(۹) برہما بشنو مہیش جو تینوں گنوں کے دھنی ہیں وہ بھی بھرم میں بھول رہے ہیں دیکھو صفحہ ۲۰۴ حصہ سویم ستیارتھ پرکاش۔

(۱۰) راگ راگنی سنی ہیں نے انتر جاکر ہمیرے نزدیک ہوئی ہندو مسلمان کافر بچن ۲۱ صفحہ ۵۰۴

(۱۱) کوئی داود کوئی نانک پنتھی۔ کوئی کبیر کوئی پلٹو سنتی۔ سب مل کرتے پچھلی ٹیکا۔ وقت گورو کا کھوج نہ نیکا۔ دیکھو سار بچن ہندی ۸

(۱۲) ہزاروں برہما۔ ہزاروں گورکھ۔ ہزاروں ناتھ۔ ہزاروں پیغمبر ترشنا کی اگنی میں جل رہے ہیں جسقدر رشی۔ منی۔ یوگی۔ جتی۔ گیانی

سنیاسی۔ پرم ہنس ہوئے اونکو مالک کے دربار میں دخل نہیں ہوا
وہ واہنکاری اور نگُرے تھے۔ اونکو سنت ستگور نہیں ملے دیکھو
سار بچن ہندی دفعہ ۱۵۶۔ ۲۴۹۔

(۱۳) راد ہا سوامی وید کتب اوڑائیں رہی دیکھو بچن ۲۱ صفحہ ۱۲۱
بچن ۳ کڑی ۶۵ ہندی سار بچن۔

(۱۴) راد ہا سوامی کہت بجھائی۔ تیاگو کرشن لیار (جھوٹہا) بیتھارتھ
پرکاش صفحہ ۲۵۰۔

(۱۵) الله۔ خدا رسول نہ مانی۔ اس میرے پیارے راد ھا سوامی
دیکھو سار بچن ہندی بچن ۳ صفحہ ۲۰۔

(۱۶) نہیں آتم پرماتم مانوں۔ اکشر نہیں نہیہ اکشر جانوں۔ صفحہ ۱۵۲
جل اچواے حقہ بھرے۔ پلنگ بچھاوے ہنتی کرے۔ دیکھو سار بچن ۸

(۱۷) پیکدان لے پیک کراوی۔ پھر سب پیک آپ پی جاوے۔
دیکھو صفحہ ۱۲۴۔ ۱۲۵ حصہ دویم یتھارتھ پرکاش۔

(۱۸) حضور مہاراج (رائے سالگرام صاحب) کے چرنا مرت
پرشادی۔ مکھ امرت۔ سادھو۔ مہاتما بھی گرہن کیا کرتی تھے اور اس
عمل سے غیر ست سنگی بھی وبائی بیماری سے محفوظ رہتے تھے۔ دیکھو
جیون چرتر ہندی۔ صفحہ ۸ رائے سالگرام صاحب۔

(۱۹) حضور صاحب (رائے سالگرام صاحب) چرنامرت. پرشادی مکھ امرت. پیکدان امرت. اپنے گورو لالہ شیو دیال جی کا ہمیشہ لیتے تھے دیکھو صفحہ ۲۳ دفعہ ۸۱ـ

(۲۰) گرلی دی سوامی کُل میرا اُودھرا جنم سُپھل اور تن من سدھرا دیکھو سار بچن نظم ہندی صفحہ ۸۹۷ ~~۸۹۸~~

(۲۱) حقہ حق حق بولی بولا. چلم الم کہوے سکھد رکھولا. دیکھو سار بچن نظم ہندی

(۲۲) گراس دیا پرشادی کا جب ہی. گھٹ کے پردہ کھل گئے تب ہی. دیکھو بچن ۲۳ ۱۵۲

(۲۳) رشی منی سب دھوکا کھایا. کیا ویاس باشسٹ بھلایا.

سار بچن ۲۲ صفحہ ۱۳۱ شبد ۳۸

(۲۴) برہما. وشنو. مہیش بھلانی. سیش گنیش کرم الگیانی.

سار بچن ۳ صفحہ ۱۹. ۲۵

(۲۵) رشی منی نارد آدی بہکانی. دیوی دیو رہے پچتانی.

سار بچن ۲۲ صفحہ ۱۳۱ ۴۸

(۲۶) رام نہ جانا کرشن نہ جانی. دہرو پر ہلاد نہ مرم پہچانی. سار بچن ۲۲ صفحہ ۱۳۱ ۴۸

(۲۷) حقہ بھر بھر داسی لائی. رادھا سوامی ڈھگ میٹھہ پلائی. ۴۲ صفحہ ۸۹۸

(۲۸) ست یگ دواپر تریتا بیتا. کا ہو نہ جانی شبد کی ریتا. سار بچن ہندی صفحہ ۷ ۱۴۵

(۲۹) کل یگ سوامی دیا وچاری. پر گھٹ کر کے شبد ادچاری "

(۳۰) سنت موج پھر کوئی نہ مارے۔ ایشور پرمیشر سب ہارے۔ ساربچن صفحہ ۱۸
(۳۱) گیان دھیان اور یوگ بڑا گا۔ تجھے سمجھیں نے اونکو تیاگا ،، ، صفحہ ۷
(۳۲) رادھا سوامی مانیں یوگ دھیان ری۔ رادھا سوامی مانین ہم گیان ری
(۳۳) رادھا سوامی کرم بھرم کاٹے ری۔ رادھا سوامی چرن جبھی چاٹے ری بچن صفحہ
(۳۴) وید کتب پوران ناوانی بت میرے پیارے رادھا سوامی۔ بچن شبد
(۳۵) ایشور پرمیشور بھر مانی۔ واہ میرے پیارے رادھا سوامی ،،
(۳۶) رادھا سوامی جب تپ جانیں بھرم ری۔ رادھا سوامی مانیں دھرم کرم ری
ساربچن صفحہ ۱۶۔
(۳۷) کیسے کروں کسک اُٹھی بھاری۔ میری لگی گورو سنگ یاری۔
ساربچن ہندی بچن ۲۷ شبد ۳ صفحہ ۵۳۷
(۳۸) دم دم تڑپوں چھن چھن ترسوں چڑھ رہی من میں خماری۔
ساربچن ہندی بچن ۲۷ شبد ۳ صفحہ ۵۳۷
(۳۹) سلگت جگر پھٹت نت چھاتی۔ اٹھن لگی ہیہ سے چنگاری
ساربچن ہندی بچن ۲۷ شبد ۳ صفحہ ۵۳۷
(۴۰) جیساکہ لوگ گول پتھر گاڑ کر یا ساگون کی للکڑی کا کھونٹا گاڑ کر دیہا دیو
اون سے مرادیں مانگتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں۔ ایسے ہی سکھوں کا
پستک (گرنتھ صاحب) میں اعتقاد ہے۔ دیکھو صفحہ ۹۸ حصہ سوم تیہار تھ پرکاش

(۱۸) ستگورو (ذات خاص سے مراد ہے) کا روم روم پوترا اور روحانیت سے لبریز
ہوتا ہے۔ ستگورو کے سپرش کئے یا درشٹی ڈال دینے سے کپڑے مٹھائی
وغیرہ ہیں اون کی اعلیٰ روحانیت و پرم پوترتا کا اثر آجاتا ہے اسلئے پریمی
جن اون کے تھوک اور زخم کی پیپ چرنودک۔ وضو کے پانی یعنی
ستگورو کی استعمال کردہ اشیاء کو بھی متبرک خیال کرتے ہیں اور قدر
کرتے ہیں۔ صفحہ ۱۱۴۔ ۱۱۵ ابھیارتھ پرکاش۔ حصہ دوم۔

پیارے رادھاسوامی صاحبان خاص طور پر اور غیر رادھاسوامی
عام طور پر اوپر لکھے ہوئے چند گورو صاحبان کی متبرک بانی پر ذرا ٹھنڈے
دل سے غور فرما کر وچار کریں گے اور مجھے معاف فرمائیں گے۔ کیونکہ
ودیا اور گیان کا ایک ایسا کھشتر ہے کہ جس میں ایک بچہ بھی بڑے ودیاوان
کی غلطی نکال سکتا ہے۔ ایک مورکھ سے مورکھ انسان بھی سمجھ سکتا ہے
کہ تھوک جیسی ناپاک چیز کیلئے ہر ایک اسٹیشن پلیٹ فارم مکانات
گاڑیوں میں نوٹس لگے ہوئے ہیں کہ مت تھوکو اس سے بیماری پھیلتی ہے
جسکو رادھاسوامی کے چیلے اپنے گورو کا تھوک اور پان کی پیک۔ اور زخم
کی پیپ چاٹنا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پرم دھرم سمجھیں اوسی سے اون میں
اعلیٰ روحانیت آجاوے اور یہ کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے کہ اون کا تھوک
مکھ امرت پان کی پیک وغیرہ سے سادھو مہاتما یا غیر ستسنگی

لوگوں نے بھی ہیضہ یا طاعون وغیرہ وبائی بیماریوں سے صحت حاصل کی ہو علاوہ اس کے جہاں پر گیان۔ دھیان۔ جپ۔ تپ۔ یوگ۔ کرم۔ دھرم دان۔ تیرتھ۔ ایشور یا خدا غرضکہ ۷۶ سال سے پیشتر کی تمام کارروائیوں سے انکار اور مخالفت تبھی ہو جو گورو کے منہ کی کورلی اور منہ سے نکلے ہوئے لقموں سے گھوٹ کے پردہ کھل جاویں اور جنم سپھل ہو جاوے اور دھڑا دھڑ بچہ پیدا کرنے سے اعلیٰ روحانی منزل طے ہو سکتی ہے تو پھر وہاں پر سوائے پاپ کرموں کے اور کیا نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے اسلئے مجبوراً اونکے ہر ایک گورو صاحبان اور سنگت کے پورے پورے حالات پیش کرنیکے لئے مجبور ہوا ہوں امید کہ معاف فرما کر برائے آئندہ کسی غلطی سے مطلع فرمائیں گے۔

اوم۔ اوم۔ اوم
اوم تت ست

باب اوّل

رادہاسوامی کا جنم

لالہ شیو دیال جی قوم کھتری ساکن آگرہ

نمبر۱- سب سے پہلے اس مت کے بانی لالہ شیو دیال جی قوم کھتری ساکن آگرہ ہوئے ہیں۔ جن کی بابتہ مالک کا اوتار بتلایا جا کر رادھاسوامی نام رکھا گیا ہے۔

آپ کی پیدائش ۱۸۱۸ء بتلائی جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ آپنے کسی قسم کا اوپدیش کسی شخص سے نہیں لیا۔ بلکہ خود آپ ہی اپنے والدین کو اوپدیش کرنے لگے تھے۔ گورونانک اور پچھلے سنت مہاتماؤں کو بچولیا ظاہر کر کے اپنے آپ کو ہی حقیقی مالک ستگورو بتلایا ہے اور آپنے چھ سال کی عمر سے ہی

اپنے مت کا پرچار شروع کر دیا تھا۔

آپ کی ہی دھرم پستکیں دیکھنے سے حسب ذیل اختلافات پائے جاتے ہیں۔

(۱) رادھا سوامی مت درشن میں لکھا ہے کہ اس مت کا آغاز جنوری ۱۸۶۱ء میں ہوا ہے۔ جو آپ کی ۴۳ سال کی عمر ہوتی ہے اسلئے چھ سال غلط ہے۔

(۲) تلسی صاحب ہاتھرس والے آپ کی چھوٹی عمر میں آپ کی والدہ مکرمہ کے پاس آیا کرتے تھے اور وہ انکی بھگتنی تھی اسلئے آپ کا اپنی والدہ کو اوپدیش کرنا قابل یقین نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو تلسی صاحب کی ضرورت نہیں تھی۔

(۳) تلسی صاحب نے تو آپکو بچپن کی حالت میں اشیرباد دی ہے کہ پرم سنت اوتار پرگھٹ ہوا ہے گویا تلسی صاحب کی پیشینگوئی سے ظاہر ہے کہ وہ آپ سے بھی بڑا درجہ رکھتے تھے اور سناتن دھرمی تھے کیونکہ اوس سے پہلے رادھا سوامی کا نشان بھی نہیں تھا۔

(۴) اس مت والوں نے تلسی صاحب کو فقیر کامل اور پرم سنت تسلیم کرکے اونکی انوبھوی کو منظور کیا اور اپنی سار بچن میں لکھا ہے کہ شبد سمجھائیں سنت کبیر۔ شبد بتاویں نانک پیر۔ شبد بتاویں تلسی دھیر

تلسی صاحب بنج کرجانا۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۱۳ شرت شبد کلپدرم

(۵) لالہ شیو دیال جی اپنے چیلہ سالگرام کی تنخواہ سادھو مہاتماؤں کے کھلانے میں دان کیا کرتے تھے اس سے ظاہر ہے کہ سادھو مہاتماؤں کو اپنا گورو اور سب کچھ جانتے تھے۔

(۶) جسقدر اوتار اور سنت سنگورو گذرے ہیں سب نے گورو دھارن کیا ہے۔ جیسا کہ رامچندر جی کے گورو بششٹ جی۔ کرشن جی کے گرو دُرباسا رشی۔ کبیر صاحب کے گورو رامانند جی وغیرہ ہوئے ہیں بلکہ کبیر صاحب نے تو گورو کے بغیر مالا پھیرنا۔ دان کرنا وغیرہ سب حرام بتلایا ہے۔

(۷) آپ کی تعلیم ہے کہ ادس مالک کل کی بنج دھارنے جیوں کے اودھار کے نمت سنت۔ چولہ دھارن فرمایا گویا ایک چولہ چھوڑنے پر اوس دہار کی کارروائی معرفت دوسرے چولہ کے شروع ہوئی تاکہ سلسلہ جیووں کے اودہار کا متواتر جاری ہے اول تو سمجھ میں نہیں آتا ست یگ دُواپر۔ ترتیا بلکہ نصف کلجگ ختم ہونے تک مالک کل نے جیووں کے اودہار کا دھیان کیوں نہیں کیا بالکل فراموش کردیا اور پھر اگر اسکو صحیح مان لیا جاوے تو جبکہ رادہاسوامی کا نام تک موجود نہیں تھا تو کس منشیہ چولہ کی دہار آپ کے شریر میں آئی۔ بہرحال وہ سناتن دھرمی ہوگا

اس کے علاوہ ایسی دہار تو ماتا کے حمل ہیں ہی آیا کرتی ہے جیساکہ سری رامچند۔ سری کرشن چندر۔ کبیر صاحب۔ نانک صاحب وغیرہ کی مثال موجود ہے۔ کیا ۳۴ سال کی عمر میں بھی آجاتی ہے۔ اگر تھوڑی دیر کیلئے ۳۴ سال کی عمر میں بھی ناممکن کو ممکن تسلیم کرلیا جاوے تو وہ ۳۴ سال تک کی ملین دہار کہاں چلی گئی یا دونوں دہاریں شامل بھی ہو جایا کرتی ہیں۔

(۸) آپنے لکھا ہے کہ پچھلی ٹیک و رسوم دزبانی جمع خرچ جو دوسرے متوں کی جان ہے وہ سخت ناپسند ہے۔ صرف وقت کے گورو کی مدد سے ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ بلکہ زندہ گورو کے بغیر اوس پاک ہستی کے ساتھ واسطہ ناممکن بتلاتے ہیں تو ایسی حالت میں بھی لالہ شیودیال جی کا گورو ہونا ضروری ہے جو سناتن دھرمی ہوگا۔

(۹) اگر زندہ گورو کی ضرورت ہی نہیں ہے اور واقعی اون کا کوئی گورو نہیں تھا تو پچھلی تعلیم غلط ہو جاتی ہے اور آیندہ کسی شخص کو بھی گورو کی ضرورت نہیں رہتی ہے بلکہ زندہ گورو کی غلاظت چاٹنا بیہودہ حرکت اور شرمناک اصول ہے۔

(۱۰) آپ کی دہرم پتنی کا نام شری متی نرائندیوی تھا۔ ۳۴ سال کی عمر کے بعد اوس کا نام رادھا اسلئے تبدیل کیا گیا کہ آپ کا نام رادہاسوامی رکھا جاسکے

کیونکہ خاوند کو سوامی کہا جاتا ہے۔ سوامی کے معنے مالک یا ٹھاکر کے
ہیں۔ جیسا کہ سابق سیتارام۔ رادھا کرشن۔ رادھے شیام۔ اوتاروں کے
نام تھے۔ حالانکہ وہ تو جسم کے ہی نام تھے۔ کیونکہ ایک اوتار کو نام
تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۳ دفعہ ۷۸ صفحہ ۳۳
دفعہ ۹۸ ستیارتھ پرکاش۔ گویا پرمارتھی نام رکھنے کا رواج جاری کیا گیا

(۱۱) آپ لکھتے ہیں کہ پچھلے کل سچے مذہبوں کے بانی مبانیوں نے
اپنے تئیں کل مالک یا ست کرتار یا اون کا اوتار نہیں بیان کیا برخلاف
اس کے حضور رادھا سوامی دیال نے ہی اپنے آپ کو ظاہر کیا ہے۔
اسلئے سوائے حضور رادھا سوامی دیال کے کوئی مالک کا اوتار نہیں
تھے۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۷۸ دفعہ ۱۴۲ رادھا سوامی مت درشن۔ حالانکہ ستیہ پرش
اور انامی استھان کے اوتار صرف وہ ہی سنت کہلاتے ہیں جو
براہ راست اوس پد سے آکر دنیا میں جیووں کا اودھار کرتے ہیں
باقی اور لوگ جو ابھیاس کر کے ترقی کر جاتے ہیں وہ اوتار نہیں کہلاتے
اون کے لئے اوتار کا لفظ استعمال نہیں ہوتا۔ آپ نے تو ۳۸ سال
ضائع کر کے ست سنگ حاصل کیا ہے یہ تو اپنے منہ میاں مٹھو
کی مثال ہے۔ عقلمند قابل جو ہوتے ہیں وہ کبھی اپنے آپ کو بڑا
نہیں کہا کرتے۔ بریں عقل و ہمت بباید گریست کا مسئلہ ہے

ثنائے خویشتن گفتن نہ زیبد مرد عاقل را
چو زن پستان خود مالد حظوظ نفس کے یابد

(۱۲) سُنا ہے کہ مالک کل لالہ شیو دیال جی بغرض حصول اولاد موتی کٹڑہ کے جتی جی کی بہت سیوا کیا کرتے تھے اگر یہ صحیح ہے تو کیا مالک کل کی یہی تعریف ہے اور مالک کل میں اولاد پیدا کرنیکی طاقت بھی نہیں ہوتی ہے۔

(۱۳) یہ بھی معلوم ہوا کہ لالہ شیو دیال جی اکثر بیمار رہتے تھے جسکی وجہ سے حکیم کے نسخہ اور ڈاکٹروں کے زیر علاج رہتے تھے اگر واقعی درست ہے تو کیا اوتار بھی بیمار ہوکر دوسروں کے محتاج رہا کرتے ہیں مجھے اس وقت سرب یوآنند سروپ جی صاحب کا اوپدیش بموقعہ نمائش الہ آباد جنوری ۱۹۳۵ء یاد آتا ہے جسمیں فرمایا ہے کہ جب منش کے اندر اوسکی ادھیاتمک دھار کے بہاؤ میں رُکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے تو اُسے کوئی نہ کوئی شریرک روگ لگ جاتا ہے جیسا کہ بغیر پانی کھیتی سوکھ جاتی ہے۔ دیکھو صفحہ ۶ ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء دفعہ الہ پریم پرچارک تو کیا مالک کل کے ادھیاتمک دھار کے بہاؤ میں رکاوٹ آگئی تھی یا موجودہ رہنما صاحب کا اوپدیش صحیح نہیں ہے دونوں میں سے کس کو صحیح سمجھا جاوے۔

(۱۴) آپ کا غیر استریوں کیلئے یہ اُپدیش ہے کہ جو استری سچے سادھ سنت کے اوپدیش سُننے سے پرہیز کریگی یا پچھلے زمانہ کے رسوم کے مطابق مہاتماؤں کے اوپدیش سُننے کے لئے پردہ سے باہر نہ آویگی اور اپنے تئیں اندھیری کوٹھری میں چُھپا کر عمر گذاریگی وہ دھرم سے محروم رہ کر چوراسی کے چکر میں بھرمیگی اور پردہ میں رہنے کا یہ پھل ملے گا کہ ایک دن پشو کی نیچ جونی دھارن کرکے ننگی دھڑنگی پھریگی کیا یہ ٹھیک ہے اور ایک اوتار کے لئے یہ مناسب ہے جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس ہنش جنم میں ہی پشو کی جونی دھارن کرنے سے پہلے شبو جی آپ کی چیلی اپنے مکان محلہ مائی تھان سے محلہ پنّی گلی میں سربازار ننگی دھڑنگی آکر مالک کل کے سامنے ننگی دھڑنگی پھرنے لگی اور مالک کل اُس کو اپنے دیدار کا بہرہ خیال کرکے کچھ اعتراض نہیں سمجھتے تھے۔ ملاحظہ ہو دفعہ ۱۴ جیون چرتر مالک کل۔

(۱۵) لکھا ہے۔ جل اچوائے حقہ بھرے۔ پلنگ بچھاوے بنتی کرے

حقہ حق حق بولی بولا ۔ چلم الم کھوئے سکھدر کھولا

حقہ بھر بھر داسی لائی ۔ رادھا سوامی ڈھگ بیٹھ پلائی

کیا مالک کل رادھاسوامی دیال ایک اوتار ہوتے ہوئے حقہ بھی پیا کرتے تھے اور ایسی خدمات غیر عورت چیلوں سے لیا کرتے تھے۔ اور حقہ پینے والا بھی

کبھی اوتار کہلا سکتا ہے خیر اگر یہ حقہ تمبا کو اچھی چیز اور دھرم میں شامل ہی
تو موجودہ رہنما صاحب کو اس سے کیوں نفرت ہے اور دیال باغ میں
. . . . . . بیچارے غریب ست سنگیوں کو جو عادی تمباکو نوشی
ہیں سخت ممانعت کر کے اونکو حقوق رہائش سے بھی کیوں محروم کر دیا
گیا ہے۔ جیسا کہ ہم کو ایک اور ہی کے ست سنگی سے معلوم ہوا۔ دونوں
صورتوں میں کونسا عمل صحیح ہے اگر پہلا غلط ہے تو اوتار کی تعریف میں
فرق آتا ہے اگر حال کا صحیح نہیں ہے تو اپنے جدامجد گورو یا مالک کل
کے خلاف عمل کی کیا وجہ ہے۔ دیکھو شرائط اوخال ست سنگ دفعہ ۲

(۱۶) ایک اور عجیب بات ہے کہ مالک کل کے حقہ پیتے ہوئے
دوسری چیلی بکو جی اون کے پاؤں کا انگوٹھہ چوستی رہتی تھی اور اس کو
دودھ کا مزہ آتا تھا اگر کوئی ست سنگی چرن چھوتا تو وہ نہیں چھوڑتی اور
مالک کل دوسرے پاؤں کے انگوٹھہ کی ہدایت فرماتے۔ ملاحظہ
ہو دفعہ ۶۵ جیون چرتر۔ کیا یہ عمل مہاتما کے یوگ کی صفت میں آتا ہے

(۱۷) یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لالہ شیودیال جی مالک کل اوتار کہلانے
والے ایک مساۃ بکو جی اپنی چیلی کے عشق میں جو اون کو زندگی میں
حقہ پلایا کرتی اور انگوٹھہ چوستی تھی مرتیو یعنی چولہ چھوڑنے اور گپت ہونے
کے بعد بھی دیال لوک سے روزانہ لوٹ کر بکو جی کے گھر آگرہ تشریف

لاتے رہے اور اس کی سیجوں پر زیبائش دیتے اور حقہ نوشی اور بھوگ بلاس کرتے رہے ہیں جیسا کہ دفعہ ۶۵۔ ۶۹۔ ۷۰ جیون چرتر ہندی لالہ شیوبرت دیال جی سے ظاہر ہے۔

کیا آپ کا یہ دعوی کہ رادھاسوامی کا سچا گورو زمانہ سابق کے اوتاروں سنتوں پیغمبروں سے بڑا ہے۔ برہما۔ وشنو مہیش جو تینوں گنوں کے دھنی ہیں بھرم میں بھول رہے ہیں۔ برہما نے موہ پھیلایا۔ مہادیوا ہنکار سے بھرے ہوئے ہیں کرشن جی بار بار جنم دہارن کرتے ہیں غلطاں ہیں دنیا کے لوگ کس کا آسرا لیکر بھوساگر سے پار ہوں اون گورادھاسوامی کا زندہ گورو تلاش کرنا چاہیئے۔ کسی بھی حالت میں صحیح ہوسکتا ہے اور تشریح بالا اپنے گورو کی دیکھ کر باعث نفرت تو نہیں ہے کیا گورو کوئی انسان ہو سکتا ہے بلکہ وہ تو کوئی اور ہی چیز ہے۔ وہ آدرش ہے۔

(۱۸) آپ کی وفات کے بعد کچھ عرصہ آپ کے بھتیجہ سیٹھ سودرشن سنگہ نے سلسلہ ست سنگ جاری رکھا۔ اوسکی وجہ غالباً سرورت دہار کا پتہ نہ لگنا یا رائے سالگرام صاحب کی بوجہ سروس عدم فرصتی کا موجب ہوسکتا ہے یا کوئی اور خاص بات ہے۔

(۱۹) مرتے وقت لالہ شیو دیال جی نے یہ کہا تھا کہ میرا مت ست نام اَنامی کا ہے رادہاسوامی مت تو سالگرام کا چلایا ہوا ہے ملاحظہ ہو جیون چرتر ہندی صفحہ ۱۱۱ لالہ شیو برت دیال جی

رائے سالگرام صاحب قوم کایستھ ماتھر محلہ پیپل منڈی آگرہ

(نمبر ۲) دوسرے نمبر پر اس مت کے گورو رائے سالگرام صاحب ہوئے۔ بتلایا جاتا ہے کہ آپ بجائے ۹ ماہ کے ۱۸ ماہ تک والدہ کے پیٹ میں حمل میں رہے آپ کا بہت سا حصہ پہلی عمر کا اپنشدوں شاستروں کے مطالعہ اور سنیاسیوں کی سنگت میں گذرا۔ بہت چھوٹی سی عمر ۸ سال کی میں آپ کی شادی ہوگئی۔ آپ نے حسب رواج خاندان کے متھرا کے گوکلیے گوسائیں خاندان میں سے اپنا گورو بنایا لیکن گورو کے ساتھ یہ شرط رکھی کہ اگر کوئی قابل گورو مل گیا تو آپکو چھوڑ دونگا۔ یہاں تک کہ اپنی کل تنخواہ بچوں کے لیے چھوڑ کر باقی سادھو مہاتماؤں کو کھلاتے تھے۔ اور ایشور اور گورو کو ایک ہی سمجھا کرتے تھے۔ ۳۲ سال تنہائی میں آپ نے ابھیاس بھی کیا ہے۔ اب دیکھئے کسقدر عمر کے بعد کس طرح آپ رادھاسوامی بنجاتے ہیں۔ ل

(۱) آپ ڈاکخانہ میں بعہدہ انسپکٹر مامور تھے۔ لیکن لالہ شیودیال جی کے حقیقی بھائی بھی محکمہ پوسٹ آفس میں کوئی عہدہ دار بارسوخ تھے اونہوں نے آپ کو اپنے بھائی سے ملواکر ایک سوسائٹی بنوادی

اور سلسلہ ست سنگ کا جاری کیا جو ۱۸۶۱ء میں تھا۔ گویا اس سے پہلے رادھا سوامی کا نام نہیں تھا بلکہ رائے صاحب نے ہی یہ نام دھرا ہے۔ کیونکہ لالہ شیو دیال جی تو معمولی تعلیم کے آدمی تھے اور رائے صاحب تعلیم یافتہ گورمنٹ سروس میں تھے۔

(۲) رائے صاحب نے ۱۷ سال تک لالہ شیو دیال جی کا ست سنگ کیا جب جون ۱۸۷۸ء میں لالہ شیو دیال جی گپت ہوئے تو آپ کا نام گورمکھ چیلہ سمجھ کر اخلاقاً چرن سیوک حضور مہاراج مشہور کیا گیا۔

(۳) چونکہ آپ سروس میں تھے اسلئے لالہ شیو دیال جی کے بعد ۹ سال تک آپ نے کوئی کام ست سنگ کا شروع نہیں کیا بلکہ لالہ شیو دیال جی کے بھائی اور بھتیجہ ست سنگ کرتے تھے وہ اس کے انچارج رہے۔

(۴) چونکہ انگریزی سلطنت کا غدر کے بعد ہندوستان کے اندر ابتدائی زمانہ تھا یوروپین افسر نہیں تھے اسلئے رائے صاحب پوسٹماسٹر جنرل ہو گئے تھے۔ اور آپ نے حکام سے یہ کہدیا کہ محکمہ ڈاکخانہ جات میں بجائے تعلیم یافتہ اشخاص کے میں اپنی مرضی کے موافق ملازمان کی بھرتی کروں گا اس لئے کہ معمولی

قابلیت کے آدمی اس کام کو زیادہ مستعدی و تندہی سے کرتے
ہیں۔ اونکو زیادہ ترجیح دیجاوے گی چنانچہ جس شخص نے بھی رادہاسوامی
مت منظور کیا اور آپکی شاگردی اختیار کی اوسکو بلا کسی تجربہ یا پہلی خدمت
کے سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ کے عہدہ تک خود مقرر کرتے رہے۔ اور
کسی کو روپیہ پیسہ کی بھی امداد دی اس وجہ سے اُن کے وقت میں روپیہ
کی امداد اور ملازمت کے لالچ نے ست سنگیوں کی تعداد میں
اضافہ کر دکھلایا۔ جیسا کہ این۔ ڈبلیو۔ پی کے ملازمان کی فہرست
سے ثابت ہے۔ کہتے ہیں کہ عیسائی۔ انگریز۔ مسلمان۔ امریکن۔ پارسی
اون کے چیلہ بن گئے۔ بلکہ ایک شخص جرمنی سے آکر اپنی والدہ کے
لیے تحریری اوپدیش لے گیا جس کا ثبوت ہی شاید ہوسکتا ہے موجودہ
حالت میں تو عیسائی مسلمان چیلہ پچھلے زمانہ کا کوئی معلوم نہیں ہوتا۔
(۵) آپ نے ۱۸۸۷ء میں اپنے گورو کی وفات کے ۹ سال بعد
سروس سے ریٹائر ہونے پر ست سنگ روحانی تعلیم کا کام شروع
کیا۔ اور چند کتابیں اپنے گرو کی مکھ بانی ظاہر کرکے شائع کرائیں
اور اونکو گپت رکھا۔ مندر کی طرح اپنی آرتی کرائی اور چیلوں کو
جھوٹا کھلانا شروع کیا جس سے ظاہر ہے کہ لالہ شیو دیال جی نے

کوئی پستک نہیں لکھی ہے۔

(۶) آپ چرنامرت ۔ پرشادی ۔ مکھ امرت ۔ پیکدان امرت اپنے گورو مہاراج کا روزانہ لیا کرتے تھے اسلئے اہل برادری نے پنچایت کرکے آپکو برادری سے خارج بھی کر دیا تھا۔ لیکن آپ نے برادری کے مکھیا کے لڑکے کو ایک بھنگن کے ساتھ الزام لگا کر گرفتار کرا دیا تاکہ آپ کو برادری میں واپس لے لیا جاوے۔ ملاحظہ ہو جیون چرتر رائیصاحب

(۷) یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ اگر رائیصاحب سالگرام جی گورمکھ چیلہ کو مالک کل لالہ شیودیال جی سے اون کی وفات کے بعد کچھ مشورہ لینا ہوتا تھا تو وہ بکوجی مالک کل کی چیلی کے ذریعہ دریافت کیا کرتے کیونکہ وہ روزانہ بکوجی کے گھر آیا کرتے تھے اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے اندر مالک کل کی نج دھار نہیں آئی اور نہ گورمکھ چیلہ منظور کیا گیا ایسی صورت میں رادھاسوامی مت کا یہ دعویٰ کہ ست گورو مرتے وقت اپنی دھار دوسرے کے چولہ میں چھوڑ جاتے ہیں اس مت میں دوسرے متوں کی طرح گدی نشینی نہیں ہوتی ہے غلط ہو جاتا ہے۔ بلکہ یوں کہو کہ یا تو رادھاسوامی دیال موکش نہیں ہوئے یا مسماۃ بکوجی کے چولہ میں پرگھٹ ہوتے ہیں اسلئے اُسکو ہی گدی نشینی ہونا واجب تھی دیکھو جن ۱ صفحہ ۱۱۲

(۸) لوگوں نے لالہ شیو دیال جی سے مرتے وقت پوچھا تھا کہ ہم کو کس کے سپرد فرماتے ہیں تو سوامی جی نے رائے سالگرام صاحب بہادر کی طرف جو بڑے ہنس کہلاتے تھے اشارہ کیا تھا۔ یہ مضمون بھی غلط ہو جاتا ہے جبکہ اونہوں نے وفات کے بعد سوائے بکو جی کے اپنے ہنس کو دیکھا بھی نہیں اور کوئی مشورہ نہیں دیا۔

(۹) آپ نے سنساری جیووں کو جنم مرن سے بچانے کیلئے یہ دیکھ کر کہ ہمارے بھیجے ہوئے جیو مدت سے (یعنی ست یگ دواپر ترتیا۔ لغدہ کلجگ) نہایت ہی تکلیف میں ہیں اور چوراسی کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں ایسا آسان طریقہ یوگ ابھیاس کا ظاہر کیا کہ ہر ایک شخص اس طریقہ سے ابھیاس کرکے جنم مرن کے چکر سے چھوٹ سکتا ہے خواہ مرد عورت جوان بوڑھا ہو جو آج تک کسی نے نہیں بتلایا اسلئے گذشتہ زمانہ کے لوگ منزل مقصود تک نہیں پہونچے۔ آفرین ہے ایسے طریقہ یوگ ابھیاس پر جو میں نے خود اپنے چشم سے دیکھا ہے کہ پاخانہ پھرنے کی طرح اوکڑو بیٹھ کر اور بدن کو چادر سے ڈھک کر ۴ منٹ میں ہی انکا یوگ ابھیاس ہو جاتا ہے۔ جب ہی تو لالہ شیو دیال جی دیال لوک سے روزانہ بکو جی کے پاس آتے ہیں اور منزل مقصود نہیں ملی ہے۔

(۱۰) آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادہ اجودھیا پرشاد جی نے سلسلہ ست سنگ جاری رکھا۔ غالباً دہار کا پتہ نہیں لگا ہوگا۔ بلکہ یہ سنا جاتا ہے کہ پیپل منڈی کا ست سنگ علیحدہ ہی ہے اوس کا دیال باغ والوں سے کچھ تعلق نہیں ہے نیز آجتک باہم فریقین مقدمہ بازی کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ ایسی حالت میں تو یہاں سے آئندہ الہ آباد و بنارس و دیال باغ وغیرہ ست سنگ کا سلسلہ ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اور سب فرضی دھینگا مشتی کا کام معلوم ہوتا ہے امید کہ کوئی صاحب اسپر مزید روشنی ڈالیں گے

پنڈت برہم شنکرجی ایم۔ اے قوم برہمن ساکن بنارس

(نمبر ۳) رائے سالگرام صاحب کی وفات ۱۸۹۸ء پر تیسرے گورو اس مت کے پنڈت برہم شنکرجی ایم. اے جو گورنمنٹ سروس میں ایک معزز عہدہ دار تھے گدی نشین ہوئے. آپ کی بابت معلوم ہوا کہ پرم گورو مہاراج نام رکھا گیا۔

(۱) رائے صاحب کے مرتے وقت شاگردوں نے پوچھا تھا کہ پنڈت برہم شنکرجی کو جو گورمکھ چیلے کہلاتے تھے بلوایا جاوے تو آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے منع کر دیا تھا۔ گویا اُن سے ناخوش تھے اونکے بعد رائے صاحب کے صاحبزادے نے ست سنگ شروع رکھا مقام آگرہ۔

(۲) پنڈت جی نے بھی دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۷ء تک زیادہ تر الٰہ آباد میں اور کچھ عرصہ بنارس میں ست سنگ کیا لیکن پنڈت برہم شنکر نے رائے صاحب کا جھوٹا نہیں کھایا اور نہ خود اپنا جھوٹا دوسرں کو کھلایا کیونکہ رائے صاحب برہمن نہیں تھے۔ بہت ممکن ہے یہی وجہ رائے صاحب کی خفگی کی ہو۔

(۳) سنا ہے کہ آپ نے صرف ایک پستک انگریزی میں لکھی ہے اور ادن کے ست سنگی نے پنڈت جی کے بچنوں کو ہندی زبان میں پانچ حصوں میں شائع بھی کرایا ہے لیکن آج تک ہم کو اُن کے مطالعہ کا موقعہ نہیں ملا ہے۔

(۴) پنڈت جی کی نسبت ایک خاص بات معلوم ہوئی ہے کہ اپنے سب چیلوں کو چھوڑ کر بغیر بھگتی اور سیوا اور ست سنگی ہونے کے بلکہ ایک کٹر سناتن دھرمی و آریہ سماجی کو خواب میں ایک جنٹلمین خوبصورت لمبا نوجوان گلے میں ہار پہنکر ہنستا ہوا درشن دے اور ایک کافی عرصہ کے بعد چٹھی کا جواب دیا کہ میں نے ہی اُس رات کو درشن دئے تھے بلکہ ادس کے لئے یکہ ہانکا اور قلی بنکر اسباب اٹھایا۔ اور ٹکٹ کلکٹر بنکر ٹکٹ تقسیم کیا اور تمام مسافران پلیٹ فارم کو اپنی ہمشکل بنایا ہے جیسا کہ بابو سر آنندسروپ صاحب کے جیون چرتر ۱۱ اگست سنہ ۱۹۳۴ء سے ظاہر ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ آخر وقت وفات اپنی دھار ایسے چیلہ کے سر پر میں سیوکای کے بعد بھی نہیں چھوڑی۔ بلکہ ایک ایسے شخص کو دی جس کو کچھ لوگوں نے قبول بھی نہیں کیا۔

(۵) یہ بھی سنا گیا ہے کہ آپ نے ایک سرکلر میں یہ بتلا کر ست سنگ

میں کپڑا بُننے کا کارخانہ جاری کرنے کی تجویز ہو رہی ہے یہ اپیل کی گئی تھی کہ
ست سنگی لوگ کارخانے کے حصص خریدیں۔ اور یہ کارخانہ اوس مقام پر
جاری ہو کہ جہاں آپ پنشن لیکر قیام فرمادیں گے۔ جس کی تعمیل
آپ کے خاص چیلہ آنند سروپ صاحب نے تیسری پشت
میں ادا کی ہے۔ آپ کے جانشین سرکار صاحب بھی نہیں کر سکے۔

دیکھو پریم پرچارک ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۳۳ء صفحہ ۷

بابو کامتا پرشاد جی بی۔ اے ایل ایل۔ بی قوم کایستھ ساکن قصبہ مرار

(نمبر ۴) پنڈت برہم شنکر جی کی وفات کے بعد ۱۹۰۷ء میں اگرچہ حق تو سر بابو آنند سروپ جی کا ہی تھا جن کو بغیر سیوکائی بھی غیر ست سنگی ہوتے ہوئے خواب اور بیداری میں درشن دئیے تھے۔ لیکن اُن کی ناتجربہ کاری وغیرہ کی وجہ سے بابو کامتا پرشاد جی صاحب کو مسند نشینی ہوئی اور اُن کا نام پرم گورو حضور سرکار صاحب رکھا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے وقت میں دہار کا سلسلہ کچھ بند ہو گیا کیونکہ بہت سے ست سنگیوں نے آپ کو گورو تسلیم نہیں کیا۔ اسلیئے رادھاسوامی مت کی بہت سی شاخیں بن گئیں۔ جیسا کہ دہلی۔ لدھیانہ۔ آگرہ بیلی منڈی۔ غازی پور۔ بنارس۔ الہ آباد۔ بیاس وغیرہ وغیرہ۔

(۱) آپ نے اکتوبر ۱۹۰۷ء سے ۷ دسمبر ۱۹۱۳ء تک کچھ عرصہ غازیپور باقی حصہ مرار ضلع شاہ آباد وکوہ منصوری وغیرہ میں ست سنگ کیا آپ کے زمانہ میں بھی بہت سے آدمی شریک ست سنگ ہوئے۔

(۲) آپ نے مارچ ۱۹۱۰ء میں رادھاسوامی ست سنگ کی ایک

سبھا قایم کر کے حساب کتاب کے متعلق مفصل و مشرح آئین بنائے
جس سے قاعدہ میں آیا۔ چونکہ آپ وکیل تھے۔

(۳) کہتے ہیں کہ آپ ست سنگ سے کچھ معاوضہ نہیں لیتے تھے
بلکہ وکالت کے پیشہ سے اپنا اور اپنے متعلقین کا گذارہ کرتے تھے
ست سنگی لوگ آپ کو مالک کل یا عالم الغیب کے نام سے منسوب کیا کرتے تھے

(۴) شروع ۱۹۱۱ء میں مجھ کو بھی غازی پور آپ کے ست سنگ
کا موقعہ ملا معلوم ہوا کہ آپ وکالت تو ضرور کرتے ہیں لیکن اکثر مقدمات
کا فیصلہ عدالت ہائے سے آپ کے خلاف ہوتا ہے جس سے مجھے آپکے
عالم الغیب اور مالک کل ہونیکا وشواش نہیں رہا۔ ورنہ سب مقدمات
سچے اور کامیاب ہونا واجب تھے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نے ایک
موکل سے پچاس روپیہ محنتانہ وصول کیا لیکن اوس تاریخ پر مقدمہ
پیش نہیں ہوا تو آئندہ دوسری تاریخ پر موکل سے دوبارہ پچاس روپیہ
مطالبہ کر کے پیروی کا وعدہ کیا جس سے موکل ناراض تھا۔ اور ہم کو
بھی یہ عمل مالک کل اور ست گورو عالم الغیب کی صفت کے خلاف پایا گیا

(۵) اوسی وقت رات کو کیمپ میں ایک ست سنگی کے خیمہ سے چوری ہوگئی
مرض پلیگ کا زور و شور تھا تو آپ نے پولس میں رپورٹ کرانیکی ہدایت
کی اور عالم الغیب ہونے کی حالت میں بھی چوری کا پتہ نہیں بتلا سکے۔

(۶) میں نے یہ بھی دیکھا کہ اچھے اچھے شریف گھرانے ست سنگیوں کی لڑکیاں بیوی وغیرہ تو سرکار صاحب کے گھر میں جا کر اُنکی ہر ایک طرح کی خدمت اشنان کرانا بدن پر مالش کرنا۔ دھوتی پہنانا۔ دھوتی دھونا۔ حقہ بھرنا۔ پنکھہ کرنا۔ برتن چوکہ کرنا۔ پلنگ بچھانا ہر ایک اونچ نیچ سیوا کرتی تھیں لیکن ایک مرد ست سنگی زینہ کے نیچے کسی حکم کی انتظار میں کھڑا رہتا تھا اُسکو گھر میں جانے کی اجازت نہیں ملتی تھی۔ اور سرکار صاحب کی بیوی بچوں سے پردہ تھا۔ میں نے پوچھا کہ مالک کل کی بیوی تو مثل والدہ کے ہوتی ہے پھر چیلوں سے پردہ کا موجب۔ تو ہر ایک جواب میں خاموشی یا معافی کا لفظ ملتا تھا۔

(۷) سرکار صاحب ایک آم چوس کر پھینکتے تھے تو لقیہ جس ست سنگی کے ہاتھ لگتا۔ وہ اپنی موکشش سمجھتا تھا۔

(۸) آپ نے بہت سا روپیہ فنڈ سبھا سے بھٹ جات کیلئے اپنے بھتیجہ کو قرض دیا تھا جو غالباً وصول نہیں ہوا تھا۔

(۹) شام کو چبوترہ ست سنگ پر آپ کی چاندی کی کرسی اور چاندی کی چوکی پر چاندی کا حقہ لگتا تھا اور ایکطرف مرد دوسری طرف عورتوں کی محفل ہو کر سرکار صاحب کے ناک کے درمیان میں سے چادر کھینچی جاتی تھی جس سے ایک آنکھ مردوں کی طرف اور دوسری عورتوں

کی طرف رہکر ایک ہاتھ سے پرشاد مردوں کو دوسرے سے عورتوں کو تقسیم فرماتے تھے۔

(۱۰) ست سنگ میں اول کچھ ڈاک کے خطوط کی آمدورفت کا پڑھنا لکھنا دستخط اور بذریعہ ڈاک ہی باہر کے لوگوں کو اوپدیش کا پرچہ بھیجا جایا کرتا تھا بعد میں دو چار بھجن ہو کر آرتی کے بعد جلسہ برخاست ہو جاتا تھا۔

چونکہ میرے کسی اعتراض کا جواب نہیں ملا اور کوئی بات قابل اطمینان نہیں پائی گئی۔ اسلئے بغیر اوپدیش کے واپس چلا آیا۔

(۱۱) آپ نے بھی بہت سخت بیماری کا مقابلہ کرکے چولہ چھوڑا ہے۔ جو اوتار کی صفت سے باہر ہے۔

سر بابو آنند سروپ جی قوم کلال ساکن انبالہ

(نمبر ۵) بابو کامتا پرشاد جی کے بعد سر بابو آنند سروپ جی کو دسمبر ۱۹۱۳ء میں گورو پدوی کا فخر حاصل ہوا۔ اگرچہ آپ گورمکھ چیلہ تو پنڈت برہم شنکر جی کے ہی تھے۔ لیکن بوجہ ناتجربہ کاری اون کی جگہ سے تو محروم رہے۔ آخر آپ کی ہوشیاری اور بیدار مغزی کام آہی گئے اور آپنے ہاتھ مار ہی لیا۔

(۱) آپ کا انبالہ شہر پنجاب کے ایک قوم کلال یا کلوار جن کا پیشہ عموماً

شراب سازی یا دوکانات آبکاری کرنا ہے۔ گھرانہ میں جنم ہوا جسکو آپنے ٹڈل
کلاس کھشتری ظاہر فرمایا حالانکہ کھشتری ورن میں فسٹ سکنڈ تھرڈ کلاس
کی کوئی تشریح نہیں ہے۔ بلکہ منوسمرتی ادھیائے اشلوک ۳۱ اور رگ وید منڈل ۲
سوکت ۲۰ منتر ۷ میں کھشتری ورن کی تشریح راجپوت یعنی (راج پتر) اور
ٹھاکر کے نام سے درج ہے۔ ٹھاکر کے معنی سوامی۔ مالک۔ اوتار
کے بھی لکھے ہیں۔ اور زمانہ قدیم میں بھارت ورش پر یہی قوم حکومت
بھی کیا کرتی تھی۔ چنانچہ صرف رامچندر جی۔ شری کرشن جی۔ مہاتما
گوتم بدھ۔ مہابیر۔ جینیوں کے ۲۳ تیرتھنکر منو مہاراج گورو نانک صاحب
سے گورو گوبند سنگھ صاحب تک۔ اگور دیہ سب کھشتری ہوئے
ہیں۔ پرانے زمانہ میں تو کھشتریوں کے صرف دو خاندان سورج بنسی
چندر بنسی تھے۔ اس کے بعد چار خاندان اور شامل ہوکر ۴ خاندان
اور ۳۶ کل پائے جاتے ہیں۔ دیکھو پرتھی راج راسو چندر بروائے
جلد ا صفحہ ۴۵۔ اس میں کلال کو چھتری نہیں لکھا ہے۔ البتہ بہت
عرصہ کے بعد رپورٹ مردم شماری یو۔پی ۱۹۰۱ء صفحہ ۲۴۲ پر
کھشتری کی تفصیل میں خانہ ۷ پر کھشتری۔ کرار درج ہے اگروا…
صاحب جی مہاراج کا جنم اُن کرار قوم سے ہے تو برو… مردم شماری
زمانہ حال انٹر کلاس یا تھرڈ کلاس کچھ بھی کہو سمجھے جاسکتے ہیں۔

ورنہ کلال یا کلوار کوئی کھشتری قوم نہیں ہے۔ لیکن اسی مردم شماری
میں خانہ نمبر ۸ پر وہ جاتیاں بھی درج ہیں کہ جن کے ہاتھ سے کہیں کہیں
برہمن۔ کھشتری ویش درج جاتیاں پانی پی سکتی ہیں۔ اور کہیں کہیں
نہیں پی سکتیں۔ اوسمیں بھی کورمی کے بعد قوم کرار کا اندراج ہے اگر
اوس سے مراد ہے تو مجھے یاد ہے کہ ہمارے بزرگ بھی قوم کلال
یعنی کلوار کے ہاتھ سے پانی نہیں پیتے تھے۔ جنکا کہ خانہ نمبر ۸ سے تعلق
ہے۔ اور میں یہاں تک بھی جانتا ہوں کہ پنڈت منی اندر داس کبیر پنتھی
انبالہ کی طرف کے باشندہ بابو آنند سروپ صاحب کی برادری بلکہ
اون کے کلاس فیلو ہیں۔ اون کا بیٹا جوالاپور ہردوار میں بابو منوہر پرشاد
ٹھیکیدار دہرہ دون والوں کے ماتحت دوکان آبکاری (شراب کی فروختگی
کا کام کرتا تھا۔ اور وہ قوم سے کلوار ہیں چونکہ خانہ نمبر ۴ اور خانہ نمبر ۸ میں
ایک ہی لفظ کرار درج ہونے سے میں مغالطہ میں آگیا ہوں حالانکہ
کلال کی تشریح نہیں ہے اسلئے اگر کوئی صاحب اس کی مزید تشریح
فرماویں گے تو میں بہت مشکور ہونگا۔ اس تکلیف دہی کی معافی کا
خواستگار ہوں۔ کیونکہ مجھے کلال کے کھشتری ہونے میں بہت ہی
زیادہ اشتباہ ہے۔ اور صاحب جی مہاراج نے اپنے آپ کو
غلط طور پر مڈل کلاس کھشتری تحریر فرما کر دوجاتی لوگوں کو اپنا

لعاب دہن اور پکیدان کا چرنامرت پلایا ہے ۔ کیونکہ منوسمرتی کے ۸۵ ۔
۸۶ میں لکھا ہے کہ دس پدھک (قصائی) کے سمان ایک تیلی اور
دس تیلی کے سمان ایک کلال اور دس کلال کے سمان ایک بیسوا کا درجہ
ہے ۔ اسلئے اُن سے دان لینا بھی مہاپاپ ہے غالباً اسی لئے صاحب جی
مہاراج نے ہندو شاستروں کا نشیدھ کر کے اپنے آپکو فضیلت بخشی ہے

(۲) آپ کے پتا اور دادی پورے سناتن دھرمی تھے آپ بچپن
میں اپنی دادی کو پوتر کتابیں رات کو پڑھ کر سنایا کرتے تھے جس سے یہ
دادی کا سب سے پیارا تھا ۔ وہ اس کے خوبصورت چہرہ کو عزت سے
دیکھا کرتی تھی یہ ایشور سے محبت کرتا تھا اور کبھی پوجا کو نہیں چھوڑتا تھا
اس اعتقاد کا یہ نتیجہ ہوا کہ امتحان میٹریکلیشن میں فیل ہو کر بعد میں گرٹ کے
ذریعہ پاس ہونے کا فخر حاصل ہوا ۔ اُس وقت سے ایشور کے دیالو ہونیکا
پورا یقین ہو گیا ۔ اور زیادہ عبادت شروع کر دی گویا کٹر سناتن دھرمی
کہنا چاہئیے ۔

(۳) ڈی ۔ اے ۔ وی کالج میں داخل ہونے پر بھی کالج کی تعلیم کو
چھوڑ کر لائبریری کالج سے مذہبی کتابیں جسقدر ملتی پڑھتا رہتا تھا ۔ اور
ایشور کے مہربان ہونے کا خواہاں رہتا تھا ۔ اسلئے مہاتما ہنسراج جی کو یوگ گرو
بنایا انہوں نے اس کے لئے گورو گیتا کی کلاس کھولدی ۔

(۴) آپ درختوں۔ پرندوں۔ سڑکوں سے یہ خواہش کیا کرتے کہ اُسکی پرارتھنا کو ایشور کے پاس پہونچاویں۔ بلکہ بہت سے پرندوں کو خرید کر ایک ایک کے کان میں ایشور کے پاس پرارتھنا پہونچانے کی درخواست کر کے چھوڑتے تھے کہ تم آزاد ہوا ور خوشی ہو تمہاری ایشور ضرور سنے گا جس سے ظاہر ہے کہ آپ پورے سناتن دھرمی تھے۔

(۵) آپ کو بچپن میں دادی اور پتا کے سامنے جبکہ وہ ایک سنیاسی مہاتما کو بھوجن کرا رہے تھے اون مہاتما نے یہ آشیرباد دی کہ یہ بچہ بادشاہوں کا بادشاہ ہوگا۔ لیکن دادی اور پتا نے اوس کے اوپدیش کی پرواہ نہ کر کے اُس کی اچھی پرورش نہیں کی بھول گئے اوسکے بعد دادی اور پتا کی وفات پر جبکہ خرچ سے تنگ ہوگئے اور اپنے آپ کو بیوی کا گذارہ کرنیکے ناقابل سمجھا تو کالج سے یہ سوچ کر کہ جب تک کوئی کامل گورو یا ایشور پرماتما نہ ملے گا واپس نہیں آؤں گا۔ بھاگ کر بنارس اور وہاں سے کاٹھیاوار پہونچے جب پانچ یوم تک بھوک اور پیاس خرچ نہ ہونیکی وجہ سے برداشت کر کے معذور ہوگئے تب اس وقت ایک سنیاسی مہاتما ملے اونہوں نے اوپدیش کیا کہ آنند سروپ تیری تلاش فضول ہے ایشور تیرے دل کے اندر ہے اسپر واپس ہونے کا ارادہ کیا اور سسرال کو خط لکھا تو وہ آکر کاٹھیاوار سے اپنے گھر لیگئے۔ سسرال میں رہتے ہوئے عرصہ کے بعد ایک تیسرا

گورو خواب میں دیکھا جسنے یہ اوپدیش کیا کہ آنند سروپ کیوں روتے ہو
وہ ایشور پرماتما اپنے بھگتوں کی زیادہ پرواہ کرتا ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ بھگت
اس کی پرواہ کریں۔ اوسوقت تسلی ہوئی کہ پرارتھنا قبول ہو گئی۔ یہ
سب کچھ آپکی جیون چرتر مورخہ ۱۱ اگست سنہ ۱۹۳۴ء اخبار لیڈر سے واضح
ہے۔ پس اگر یہ صحیح ہے تو آپکو بھی کچھ شبہ رہتا ہے کہ یہ سب کچھ سناتن
دھرم کی تعلیم اور ایشور بھگتی اور شردھا پریم اور سنیاسی مہاتماؤں کی
آشیرباد کا نتیجہ نہیں ہے آپ نے اپنی جیونی میں گوتم بدھ سے اپنے
کو مشابہ کیا ہے حالانکہ مہاتما بدھ تو کہتے ہیں کہ میں نے جوانی کی حالت
میں کالے بال ہوتے ہوئے اور ماتا پتا کو بلکتے ہوئے چھوڑکر گیرو ے
بستر دھارن کر کے کسی اننت سکھ کی کھوج میں جنگل کی راہ لی۔ کیونکہ تمام
پیدا کئے ہوئے پدارتھ ناشوان ہیں۔ امرت آنند کا شانت سمندر تو
ہردے میں لہریں مار رہا ہے۔ بیوقوفی سے ایک ایک بوند کے لئے
ویاکل ہو کر روتے ہیں۔ کیا آپ صاحبان غور فرماوینگے کہ اس سے
منحرف ہونا ایک اصل مرد انسان اور کھشتری دھرم کا کام ہے؟
آپ کی آئندہ کارروائی پر غور تو فرمادیں کہ کیا کیا جوہر دکھلایا ہے
(۲) چونکہ آپ تو کٹر سناتن دھرمی۔ اور مہاتما ہنسراج کے چیلہ بنکر
کٹر آریہ سماجی ہورہے تھے۔ لیکن تنگدستی بیروزگاری بھوک

بیوی کے فکر نے مجبور کردیا تھا۔ اور آپ کے بڑے بھائی رادھاسوامی مت کے فیلو تھے اور اپنے بھاگ جانے سے بھائی کی ناراضگی کا بہت خوف تھا۔ اسلئے ایک عرصہ بعد سسرال سے اپنے بھائی کے پاس پہنچکر یہ سوانگ بنایا کہ اپنے بھائی سے اونکے گورو پرم گورو مہاراج کا فوٹو دیکھکر بتلایا کہ عرصہ ہوا سسرال میں ہی یہ صورت رات کو خواب میں دکھلائی پڑی تھی اور اُس نے اپنا نام رادھاسوامی نام بتلایا تھا۔ چنانچہ بموجب حکم بھائی صاحب فوراً بابو برہم سروپ جی کو چٹھی لکھکر اوپدیش منگوالیا کہ لالچند سوری لاہور سے اس مذہب کی کتابیں دیکھکر اپنا کام شروع کر دو۔ اس سے جھٹ نوکری بھی مل گئی گویا پچھلی تمام باتوں پر پانی پھیر دیا۔ اور فوراً رادھاسوامی بن بیٹھے۔

(۷) جب بابو برہم شنکر جی کی گدی ہاتھ نہیں آئی تو بابو کامتا پرشاد جی کو خوش کرنے کے لیئے آپ کیا کہتے ہیں کہ آپ کی مسند نشینی پر سب سے پہلے آنند سروپ ہی حاضر ہوا۔ پچھلے گورو صاحب کے وقت میں جو ایشور پرماتما کے خواب میں درشن ہوئے تھے وہ تو گویا غلط رہا۔ لیکن خاص ایشور کا ملنا تو حسب خواہش سرکار صاحب بابو کامتا پرشاد کے ہی وقت میں ہوا۔ بلکہ اُنکے زمانہ میں بہت بہت سے عمدہ تجربہ حاصل ہوئے گویا ساکھشات شری کرشن کے درشن ادس کی پوری شکل اور آدی کرت فارم ہیں

نصیب ہوئے اور شری کرشن نے آنند سروپ جی کو سُن دیش جس کو
پار برہم پد کہتے ہیں رہنے کا استھان دیا لیکن اوس نے بغیر اجازت پرم گورو
سرکار صاحب یعنی (بابو کامتا پرشاد جی) عاجزی کے ساتھ لینے سے انکار
کر دیا۔ صاحبان جائے غور ہے اول تو رادھا سوامی مت والوں کو شری کرشن
درشن ہی کیوں دیتے جو اون کے خلاف ہیں اونکو لبار یعنی جھوٹا بتلاتے ہیں دوسرے
شری کرشن جی کے درشن ساکھشات آدی کرت فارم میں ملنا اور موکھش پدوی
حاصل کرنیسے انکار کرنا بلا اجازت اپنے گورو بابو کامتا پرشاد جی کے یہ تو بابو
آنند سروپ جی کیسے ہی سچے سیوک کا فخریہ کام تھا۔ مطلب تو یہ معلوم ہوتا
ہے کہ ایسی باتوں سے بابو کامتا پرشاد جی کو پرسن کر کے اونکی گدی حاصل
کرنا تھا۔ صاحبان کیا اس بیان کی کوئی صداقت بھی ہے۔ اگر سچ بھی
ہے تو موری کا کیڑا تو موری میں ہی رہیگا۔ اوس کو موکھش پدوی کہاں
نصیب۔ اس سے زیادہ بدقسمتی کیا ہو سکتی ہے!

(۸) جب بابو کامتا پرشاد کی سخت بیماری کا پتہ لگا تو گورو کی
خدمت کیلئے بہت بیتاب ہوئے۔ یہاں تک کہ رخصت نہ ملنے
کی وجہ سے فکر میں بہت کمزور بلکہ قریب المرگ ہو گئے آخر
سول سرجن صاحب نے یہ سمجھکر۔ اب تو یہ مرجاوے گا رخصت
دیدی اور آپ ایسی حالت میں سرکار صاحب کے پاس پہونچے

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لیکن ڈاکٹروں نے اون کے ساتھ ملنے کی اجازت نہیں دی۔
تو اوسی روز شب کو الہام ہوا اور گورو صاحب کی پوری شان دیکھی۔
اوہو آخر کار سرکار صاحب تو گپت ہو گئے اور اون کی دہار آنند سروپ
صاحب کے چولہیں آکر صاحب جی مہاراج نام رکھا گیا۔ ملاحظہ ہو
اخبار لیڈر ۱۱ اگست ۱۹۳۴ء بموقعہ سالگرہ ۵۴ سالہ۔ صاحبان آپ
سربابو آنند سروپ جی صاحب کی جیونی مندرجہ بالا کو سنکر اندازہ
لگا سکتے ہیں کہ یہ طریقہ رادھاسوامی مت میں گدّی حاصل کرنے اور
شاہوں کے شاہ کہلانے کا ہے۔ نہ کسی میں دہار آتی ہے اور
نہ کسی کی دھار جاتی ہے یہ سب ڈھکوسلہ دہوکہ بازی ہے۔
حالانکہ شاہوں کے شاہ تو وہی کہلا سکتے ہیں جنکو کچھ طلب نہیں ہے
اور روٹی اور لنگوٹی تک سے بھی سنتوش وان بیٹھے ہوئے ہیں۔
جیسا کہ نیچے لکھا ہوا ہے۔

چاہ گئی چنتا گئی منوا بے پرواہ جسکو کچھ نہ چاہیئے سو ہے شاہنشاہ

سنسار ساگر ڈوب کر غوطہ پڑا ہی کھا رہا۔ اگیان سے بہو سندھو میں بہتا چلا ہی جا رہا
یہ تو سب جانتے ہیں کہ جو شخص ۳۲ سال تک معمولی سے بھی کم حالت
میں بلکہ فاقہ کشی کی نوبت تک پہونچا ہو اس کے لئے ایسی گدّی کی
شان کیسے خطرناک ہو سکتی ہے۔ بڑے میاں سو بڑے میاں۔

چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ آپ کے سابقہ گورو صاحبان نے تو جیسا کچھ بھی کیا صرف اپنے چیلوں تک ہی محدود کرکے عام جنتا سے مخفی رکھا۔ لیکن آپ نے تو کھُلم کھُلا بالکل غلط سلط لکھ کر تمام ہندو مسلمان سکھوں کی متبرک پستکوں اور زیارت گاہوں کو ہیچ ثابت کرکے صرف اپنی ہی پوجا اور تھوک و غلاظت چاٹنے اور اپنی تصانیف کو الہامی بتلا کر ایک قسم کا طوفان بےتمیزی برپا کر دیا ہے۔ جیسا کہ آپ لکھتے ہیں۔ جب خدا کو سجدہ کرتے ہیں تو صرف ذہن میں خدا کا تصور ہوتا ہے اور اُسی تصور کو سجدہ کرتے ہیں۔ مگر یہ تصوری خدا اصلی خدا نہیں ہے۔ یہ خدائے ثانی محض آپ کے ذہن کی پیداوار ہے۔

شری گرنتھ صاحب میں ہر قسم کے راگ راگنیاں۔ چونیسے۔ کبت۔ سوئے۔ چھند چوپائی۔ بارہ ماسہ۔ بسنت ہولی۔ سبھی قسم کے کلام سنتوں کی بانی میں ملتے ہیں اور کبیر صاحب نے تو بجاسوں ایسے شبد بنائے ہیں۔ بس پسنک گورو کا کام نہیں دیتی اگر وید الیشور کرت ہیں تو ماننا ہوگا کہ خود الیشور کو پہیلیاں کہنا منظور ہے وید منتروں میں سیکڑوں قصے ملتے ہیں اوس زمانہ میں عوام کی بچپن کی حالت بچوں کیسی عقل اور بچوں کیسے سوال وجواب تھے۔ اپنی چال چلانے کیلئے خود مطلبیوں نے اپنی طرف سے اخلاق سے گری ہوئی باتیں داخل

کر کے اصلی روحانی تعلیم سے سچے سناتن دھرم کا ملیامیٹ کرنے کا
انتظام کر دیا۔ دیکھو صفحہ ۲۳۳۔۲۳۴۔۱۴۱۔۲۴۱ اسلئے اب ہم آپ کی روحانی
تعلیم اور اخلاق سے بھری باتیں اور معقول تصنیفات کی مختصر طور پر
تشریح کرنا ضروری خیال کرتے ہیں تاکہ آپ صاحبان اسپر دھیان
دیکر کم از کم ایک دفعہ مطالعہ فرماکر دوسرے بھائیوں کو گمراہی سے
تو بچا دینگے۔ میرے خیال میں اس طرف توجہ دینا ہر ایک ہندو مسلمان
سکھ بھائی کا ضروری فرض ہے۔ آئندہ آپکو اختیار ہے۔

میں دیال باغ کے کارخانہ جات۔ سکول۔ کالج۔ ڈائری فارم
جوتہ سازی۔ ٹیکنیکل مکینکل وغیرہ اور انتظامات سر و سامان دنیاوی
کے متعلق تو کچھ کہنا نہیں چاہتا خواہ آپ کتنی بھی تعریف کریں۔
میرا مطلب تو صرف مذہبی اصول اور برائے نام ست سنگ کی
طرف توجہ دلانیکا ہے۔ کیونکہ جو بھائی دنیا کے جھگڑوں۔ کاروبار
خانگی اور ملازمت کا زمانہ پورا کر کے صرف عاقبت سدھار کیلئے
ست سنگ کا نام سنکر اس میں اپنا دین ایمان خراب کر کے پچھلی
کمائی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور اپنی تکلیفات ظاہر کرنے کا
اونکو موقع ہی نہیں رہتا ہے اون کے لیے چور کی اماں کوٹھی
میں سر دیوے اور رووے والا مسئلہ ہو جاتا ہے کیونکہ وہاں پر تو

گورو دیوتا ست سنگ کی آڑ میں لوگوں کو بدھو بنا کر اپنا اُلّو سیدھا
کرتے ہیں اسلئے میرا مطلب تو صرف ست سنگ کے لفظ پر بحث
کرنا اور عام ست سنگی لوگوں اور عام سنساری جنتا کو ہوشیار
کرنے کا ہے تاکہ کوئی دھوکہ کھا کر سچی روحانی تعلیم اور مذہب یا
ست سنگ کے خیال سے اُدھر کا رُخ نہ کریں ہاں اگر دین
و ایمان کی پرواہ نہ کر کے صرف دنیاوی ساز و سامان اور روٹی
کی تلاش کے لئے وہاں جاتے ہیں تو اُنکی مرضی ہے لیکن اپنے
دھرم اور دین و ایمان اور بزرگوں کی شان و شوکت کا برقرار رکھنا
ہر ایک ذی فہم انسان پر لازمی ہے کیونکہ جو اپنے ہی دھرم میں
کچھ نہیں پاتے ہیں وہ اپنا دھرم کھو کر بھی کچھ حاصل نہیں کر سکتے ہیں
دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا رہتا ہے جیسا کہ رادھا سوامی مت
کے سابقہ رہنماؤں نے اپنے اپنے گھر پر ست سنگ کیا ہے ایسے
ہی عالیجناب نے بھی اول ہی اول انبالہ میں اپنے گھر پر تو بوجہ
معمولی حیثیت کے کافی جگہ نہ تھی اس لئے جیند ہاؤس کرایہ پر لیکر کام
شروع کیا تھا چونکہ آپ مہاتما ہنسراج جی کے چیلہ ہو کر کٹر آریہ سماجی
بھی کہلانے لگے تھے اس لئے آریہ سماج انبالہ والوں نے آپ کی
حرکات دیکھکر جو سوالات کئے اُن کا آپ قطعی جواب نہیں دے سکے

اور وہاں سے بھاگ نکلے۔ آخر چھ ماہ کے بعد دیال باغ آگرہ میں
رونق افروز ہوئے۔ آپ نے لکھا ہے کہ دیال باغ آگرہ میں
روحانی تعلیم ہوتی ہے اور آپ نے ست سنگیوں کیلئے بغیر اپنے
مطلب کے نشکام ذرا سا بھی معاوضہ اور فائدہ کو دھیان میں نہ
لاکر کام کیا یہ سب کچھ غلط ہے۔ آپ کو روحانی فیض پہنچانے کی قدرت
قطعی حاصل نہیں تھی۔ بلکہ بازیگر کی طرح ہزاروں سیدھے سادھے
لوگوں میں شردھا قایم کرا کر اون کے روپیہ پیسے اور بیش قیمت وقت
کو ضائع کیا گیا ہے۔ چونکہ دفعہ ۸۰ حصہ دویم ستیارتھ پرکاش میں آپنے
دوسرے متوں کی طرف اشارہ کر کے ست سنگیوں کو بہکایا ہے۔
اسلئے ہم اُسکی تشریح بھی کر دیتے ہیں۔ آپ صاحبان کو ذرا غور اور
بچار سے کام لینا چاہیئے۔

نشکام کی تعریف

سناتن دھرم نے نشکام کے متعلق کیا اچھا بتلایا ہے

نشکام کریہ اسدا من میں رکھ کچھ کامنا، نس سوارتھ ہو نج دھرم کرمت سوار کی کرھاونا
نشکام آتما رام رجھت برہم درشن پا رہے، تلین ہو کر برہم میں مرسے امر ہو جائے ہی
اب ہم آپ کی نشکامتا بتلاتے ہیں۔

(۱) یہ تو ظاہر ہے کہ آپکی معمولی تعلیم اور بہت غریب گھرانہ کا جنم تھا کالج سے ایسی مفلسی کی حالت میں فرار ہوئے کہ بغیر پیسے کے پانچ پانچ یوم تک فاقہ کشی کی نوبت پہنچی آخر سسرال سے امداد کا خواستگار ہونا پڑا۔ اور پھر رادھا سوامی مت کا سہارا لیکر ایک ادنی درجہ کی ملازمت اختیار کی جسکو خود اپنی سوانح عمری میں فخریہ طور پر تسلیم فرمایا ہے۔ رادھا سوامی مت ہی کی بدولت آپ اپنے خیال کے نزدیک بادشاہوں کے بادشاہ بلکہ خدا کے باپ بنے ہوئے بیٹھے تھے۔ جیساکہ چند فقرہ جات سے ظاہر ہے۔

اللہ خدا رسول نہ مانی۔ ایشور پرمیشور سب ہار۔ وید کتب پُران نادانی نہیں آتم پرماتم باتوں وغیرہ وغیرہ سے ظاہر ہے۔ اسکے علاوہ سنا ہے کہ۔

(۲) آپکو ست سنگ سبھا سے مبلغ تین ہزار روپیہ ماہوار بطور جیب خرچ ملتا تھا۔ اور دُنیا بھر کی سیر کیلئے فرسٹ کلاس ریزرو گاڑی اور خرچہ الاؤنس علیحدہ

(۳) اسکے سوائے جو ست سنگی گورو کے سامنے پیش ہوتا ہے اوس کے ذمہ تین روپیہ حسب ذیل۔ بھینٹ۔ بھنڈارہ آتے ہیں اور ایسا ہی والیسی کے وقت لازمی رکھا گیا ہے۔ جو بھینٹ چبوترہ ست سنگ پر پیش ہوتی ہے وہ تو سبھا کے فنڈ میں داخل ہوتی ہے مگر جو دولتخانہ پر پیش ہوتی ہے وہ ذاتی تصور ہوتی ہے اس لئے آپ اکثر مکان پر ہی درشن دیتے تھے جس سے کافی آمدنی ہوجاتی تھی۔

(۴) اس کے علاوہ آپ کتابوں کی تصنیف بھی فرماتے تھے جو نانک کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ اون کی معقول قیمت رکھی جاتی تھی۔ اور بطور تبرک ہر ایک ست سنگی کو خریدنا پڑتی تھی جو کچھ بچ رہتی تھیں اون کے لئے اپنے سکول کالج وغیرہ کے لڑکوں سے ڈرامہ کھلوا کر بجائے ٹکٹ تماشہ کے ہر ایک تماشائی کو ایک کتاب اپنے ہاتھ میں رکھنا لازمی قرار دیا گیا تھا جس سے خوب ہی روپیہ حاصل ہوتا رہا۔

(۵) آپ کے دو شاہزادہ کنور ہیں اونکی ولایت تک تعلیم اور دونوں کو دیال باغ سے کافی تنخواہ ملتی ہے۔ یہ سب کچھ ست سنگ کی بدولت ہی

(۶) آپ نے ست سنگ کے روپیہ سے ایک علاقہ راجبراری خریدا جو بہت زرخیز تھا۔ آپ نے اوس سے ایک کافی رقم بطور منافعہ اور فروختگی لکڑی وغیرہ سے حاصل کی اور جب اوس میں کوئی آمدنی کا ذریعہ نہیں رہا تو واپس ست سنگ کی بھینٹ چڑھا دیا۔ آپ اوسمیں ہر سال بطور سیر کے تشریف لیجاتے رہے علاوہ اس کے اور بہت سی منافع کی باتیں ہیں۔

(۷) آپ کو ست سنگ کی بدولت گورنمنٹ عالیہ سے سرکا خطاب عطا ہوا وغیرہ وغیرہ کیا اسی کو لنشکام کہتے ہیں اور بھگوان نسکراچار گورو نانک صاحب۔ کبیر صاحب سکھدیو۔ مولانا روم۔ گوتم بدھ

سوامی دیانند۔ میراں بائی۔ وویکانند۔ حضرت عیسیٰ۔ رام کرشن۔ دہر وغیرہ آپ سے بھی کم درجہ کے ہوئے ہیں جنکو کچھ لیا قرار دیتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں رشی منی سب نے دھوکہ کھایا۔ نہیں تپ برہم نہیں تب آتم یہ آپ کی تعلیم ہے۔ واقعی پچھلے سب مہاتماؤں نے آپ کی طرح چیلوں کو بدھو نہیں بنایا اس لئے آپ ہی افضل رہے۔

رادھاسوامی مت کے گوروکا بھوجن لسٹر

سناتن دھرم میں مہاتماؤں کی بھکشا کے لئے لکھا ہے کہ بھوجن صرف جیون کی رکھشا کے لئے ساتوکی ہونا چاہیئے۔ نہ کہ زبان کے رسا سواد کیلیئے۔ چند بچنوں سے آپ کو ظاہر ہوگا۔

کھانے پینے میں نہیں آسکت ہونا چاہیئے۔ بھوجن کیسے ہلکا سدا استھر اپنا چاہیئے

میٹھا سلونا مست چاہ کھانا — دے چھوڑ پیارے تن کا سجانا

کھانا لشا کا ہلکا بھلا ہے — اہار جھوٹھا کرنا برا ہے

شٹان کھا کے نہیں ہرش پایا — روکھا ملا تو نہیں جی جلایا

سادھو کڑھی آہار کر ایک ان کا کرتیاگ دے۔ بھوجن سلونے چٹ پٹے مشٹان میں تج راگ دے روکھا سوکھا ملے جیسا ملے مت ضد جیا دے۔ بھگونت پرشادی جانکر آہار کر سنمان دے اہار کرے من بھاؤ تا جیھیا کرے سواد۔ تاکہ تلک پورن بھری کو کہیئے پرشاد

کھٹا میٹھا چرپرا جھیا سب رس لے۔ چور اور کُتیا مل گئی پہرا کس کا دے اور لکھا ہے کہ۔ اپرمت اہار سے دیہہ من او تیجت ہوتا ہے۔ ادیجنا کا ہی نام چنچلتا ہے اس سے من اور پران کو کبھی شانتی نہیں ہو سکتی اسلئے اہار وغیرہ میں ساودہان رہنا ضروری ہے شُدھ انّ کھانا چاہیئے کیونکہ جیسا کھاوے گا انّ ویسا ہی ہو جاوے گا من۔ بد دیانتی سے حاصل شدہ انّ کی بجائے بھوکا رہنا ہزار درجہ بہتر ہے۔ برخلاف اسکے آپ کا بھوجن اور بستر کا استعمال کیسا عجیب ہے۔

(۱) ہر ایک ست سنگی اعلیٰ اعلیٰ درجہ کے پرشاد بنا کر روزانہ بھینٹ چڑھاتے رہے جسکو آپ جھوٹا کر کے کچھ واپس دیدیتے۔ اوس میں اگر آپ کو نمکین یا چرپرے کی ضرورت پڑتی تو بذریعہ پریم پرچارک کار آمد نصائح کی شکل میں تاکید فرما دیتے تھے۔ آپ نے لکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ست سنگی اور ست سنگن چینی کھانے کے بڑے مشتاق ہیں کیونکہ سب لوگ میٹھی اشیاء کا پرشاد لاتے ہیں آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ چالیس سال کے بعد ہر کسی کو چینی کا بہت کم استعمال کرنا چاہیئے۔ اس عمر میں چینی کا ہضم کرنا بہت مشکل ہے اسی لئے بہت سے اشخاص اس عمر میں ذیابطیس مرض کے شکار ہو جاتے ہیں۔ انہیں بار بار پیشاب آتا ہے اور پیشاب میں چینی آتی ہے (ملاحظہ ہو پریم پرچارک تمبر ۱۶ فروری جلد سنہ ۱۹۰۳)

(۲) ہم نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ جب آپ حسب معمول بھوجن کرتے تھے تو اوّل نقارہ ترہی بجتا تھا اور پھر ایک درجن آدمی کھانا کھلاتے تھے۔ کوئی سٹول۔ کوئی میز۔ کوئی میز پوش کوئی سلفچی۔ کوئی ہاتھ دھلاتا۔ کوئی تولیہ۔ کوئی ٹرے۔ دسترخوان کوئی برف کا چاندی کا گلاس وغیرہ وغیرہ پیش کرتے اور چاندی کا ٹرے سونے چاندی کی پیالیوں سے شاہانہ ٹھاٹ کے ساتھ بھوجن ہوتا تھا۔ کیا اسی کو سادگی اور پورن یوگی سنت ستگورو کی تعریف کہا جاتا ہے۔ آپ نے الہ آباد کے پریمیوں کی بڑھیا دعوت کی بھی تعریف لکھی ہے جس میں کئی قسم کے سوادشٹ کھانے تھے اور جناب چیف جسٹس صاحب کے ہاں کی زوردار چاء کی دعوت کو بھی لکھا ہے گویا آپ برہمنوں کی طرح سے کھانے کے بہت شوقین تھے۔

(۳) رادھا سوامی مت درشن دفعہ ۲۶ صفحہ ۳۷ میں لکھدیا ہے کہ سادھ سنت مہاتما کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سے نرمل چیتن دھار ہر وقت ہر دم جاری رہتی ہے اسلئے اون کے چرن دھوکر پینا یا اُن کا استعمالی بستر پہننے میں بہت بھاری روحانی لابھ ہے۔ کیا خوب سادھ سنت مہاتما کی صفا

توآپ بین بنفسہ موجود ہی تھیں بس کیا تھا ہر ایک ست سنگی کا فرض ہو گیا کہ اعلیٰ درجہ کے پارچات پوشیدنی بنوا کر ہر سال مہاتما جی کی سیوا میں پیش کریں اور وہ بعد استعمال کے جب اون کی مرضی ہوا اپنا استعمالی پارچہ کسی بھی ست سنگی کو عطا کریں تو اسی میں اُس کی روحانی ترقی ہو جاتی تھی۔ کیا اچھا طریقہ نکالا گیا ہے آپ صاحبان ذرا ست سنگی بھائیوں کی عقل اور آپ جیسے سنت مہاتماؤں پر دھیان تو دیں۔

(۴) سنا ہے کہ آپ بنارس یونیورسٹی کے طلبار کو سندات تقسیم کرنے تشریف لیگئے کیونکہ آپ شہرت کے تو بہت خواہاں تھے اس لئے چانسلر وغیرہ سے میل رکھتے تھے تو آپ کے لئے اڑھائی تین سو روپیہ کی ست سنگ سے پوشاک بنوا کر دی گئی۔ یہی تو سنت مہاتماؤں کی تعریف ہے سنت مہاتماؤں کے لئے تو یہ لکھا ہوا ہے کہ

سامان کوئی نہ رکھ پاس ماہیں۔ چنتا نہ کوئی کر جیت ماہیں

تلسی داس جی نے لکھا ہے

کام کرودھ مد لوبھ کی جبتک گھٹ میں کھان۔ تلسی پنڈت مورکھا دونوں ایک سمان

آپ نے کام کرودھ مد لوبھ پر جس قدر قابو پایا ہوا تھا جو ایک سنت سنگورو مہاتما کے لیئے سب سے اول کام ہوتا ہے اوسکی تعریف ملاحظہ فرمایئے۔

کام کی تعریف

اس کے متعلق اول ہم سابقہ رشی منیوں کا کلام پیش کرتے ہیں جنکو آپ نفرت سے دیکھتے ہیں اور بچوں کی سی باتیں بتلاتے ہیں۔

ہے کام بیری گیان کا نج کام ہو نشکا رے۔ ہی ارتھ سادھک کام ہیں مت ارتھ سی رکھ کام رے
ہیں کام کے بس ہو کبھی ہیں کرودھ جنکو آئی ہے۔ نر لوبھ سنتے سی رہت ورلا کہیں پر پائے ہے
جو کام کرودھ آدمی پر جینڈ بیری۔ یہ چھین لیتے ہیں سب شکتی تیری

پیارے بھائیو کام روپی قلعہ فتح کرنے کے لئے آنکھ کی قربانی مطلوب ہے۔ اصلی مہاتما تو وہی ہے جو دنیا میں رہ کر اپنی چال چلے کثرت میں ہر وقت وحدت کو دیکھے من دگدلا پانی، آتما (دودھ) کی آواز بالکل ایک دوسرے کے خلاف ہے۔ آتما کی آواز ہی آکاش بانی ہے۔ جب آدمی آتما کی آواز پر چلنے کا عادی ہو جاتا ہے تو وہی آواز صاف آدمی کے بولنے کی

معلوم ہوتی ہے کیا اچھا بتلایا ہے۔

چشم بند و گوش بند و لب ببند　　گر نہ بینی سِرِّ حق بر من بخند

آنکھ کان مکھ ڈھانپ کے نام نرنجن لے۔ اندر کے پٹ جب کھلیں جب باہر کے پٹ
تب تک انکھیاں لس نہیں تب تک کام سوار۔ جب انکھیاں اپنی بنیں تو کام یہ خود اسوار
آنکھ کان چھپا بدی بسمین کرہی ترنگ۔ کام کرودھ مد لوبھ سے نیچے رہی اٹنگ
پر ناری پینی چھری کبہوں نہ لاہو انگ۔ پر ناری کے سنگ سے اندھو ہوت بھجنگ (راماین)

بھرتری جی نے کہا ہے کہ جب تک منش استری کو نہیں دیکھتا
دیکھنے کی خواہش اور بعد دیکھنے اوس کے قابو میں لانے کی خواہش
اور پھر قابو میں آنے پر علیحدہ نہ ہونے کی خواہش اسلئے اس کے
شیدائی ہمیشہ بن آئی مرتے ہیں۔

منو جی نے تو یہاں تک لکھدیا ہے کہ کسی جوان شخص کو
سگی بہن اور قریبی رشتہ دار جو بہن ماں چچی کے برابر ہو یا
نہیں رہنا چاہیئے۔ نہ اوس سے آنکھ ملا کر بات کرنا چاہیئے بلکہ
غیر عورت کی تصویر بھی دیکھنا درست نہیں ہے۔ مہاتما بدھ
نہایت حسین استری راج دولت کو تیاگ ایک بار ایسے موہ
ہوئے کہ بڑی مشکل سے اپنے اوپر قابو پایا۔ حضرت عیسیٰ
اس پتھر کی ٹھوکر سے گرتے ہوئے بچے۔ بشوا متر پراشر جیمنی

جیسے مہرشیوں نے تو گرنے میں کمال ہی دکھلایا۔ ہندوؤں کے
سرب سے بڑے دیوتا برہما۔ وشنو۔ مہیش بھی اس کے پربھاؤ
سے نہیں بچے ہیں۔ ملٹن جیسے ودیکی پرش اور موجودہ زمانہ کے بڑے
بڑے سادھک پرش بھی اندریہ سنیم نہیں کر سکے۔
کچ شکر آچاریہ کا چیلہ تھا جو سنجیونی ودیا سیکھنے آیا تھا دیویانی
شکر آچاریہ کی لڑکی تھی کچ اوس کو ماتا کہتا تھا لیکن دیویانی
اوس سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ حالانکہ دیویانی نے کچ کو
شراپ دیا کہ تیری ودیا نشپھل ہوگی۔ لیکن وہ اپنے دھرم سے
نہیں گرا اسکو برہمچریہ اور سناتن دھرم کہتے ہیں۔ بھیشم کو برہمچریہ
توڑنے کیلئے رشی منی وزیر امیر سب اصرار کرتے ہیں تاکہ نسل
قائم رہے اوس کا جواب ہے کہ تینوں جہان کو ترک کرنا
بہشت کی حکمرانی چھوڑنا یا اس سے بڑھکر بھی چھوڑنا منظور
ہے لیکن ست سے جدا ہونا گوارا نہ کروں گا۔ ہنومان کو
مہابیر برہمچریہ نے ہی بنایا۔ سناتن دھرم بتلاتا ہے کہ وشئے اور
زہر میں بڑا بھید ہے کیونکہ زہر تو دراصل زہر نہیں بلکہ اصل
میں وشئے ہی زہر ہے کیونکہ زہر سے تو ایک ہی شریر نشٹ ہوتا
ہے پرنتو وشئے آسکت سے اسنکھ بار پیدا ہو کر مرنا پڑتا ہے۔

اگیانی کا چت وشئے بھوگ کو نہیں چھوڑتا۔ اور جو وشئے بھوگ
کی آشا کے داس ہیں وہ سرب لوک کے داس ہیں اور جنہوں نے آشا کو
اپنی داسی بنایا ہے اون کے لئے تمام لوک داس بن جاتا ہے
بھوگ ترشنا والے کا سدا اپمان ہوتا ہے دیکھو یوگ باشسٹ
۷۔ ۲۰۔ ۴ و ۱۵۔ ۵۱۔ بھوگوں کی ترشنا اونکے بھوگنے سے کبھی
شانت نہیں ہوتی بلکہ اگنی میں گھی کی طرح زیادہ ہوتی ہے پرتھوی
میں جتنے بھی دھن پشو استریاں ہیں سب ایک منش کیلئے بھی
سنتوش جنک نہیں ہیں اسلئے بھوگ ترشنا کا بالکل تیاگ
کرنا چاہیئے (وشنو پوران ۴۔ ۱۰۔ ۲۳۔ ۲۴) وبھچاری کو یاد کرنے
سے کام کی جاگرتی ہوتی ہے۔ اور سچے وِرکت مہاپرش کے سمرن
سے ویراگ پیدا ہوتا ہے۔ یہ ہے سناتن دھرم اور سچے رشیوں
منیوں کی تعلیم جسکو آپ بچپن کی حالت بچوں کی سی عقل اور بچوں
کیسے سوال و جواب بتلا کر نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور شیدھ
کردیا ہے۔ ذرا آپ کی تعلیم پر تو دھیان دیجئے۔ جو کہتے ہیں۔
(۱) اگر ستسنگ کی عورتوں میں اپنی ذمہ داری کا احساس
پیدا ہو جاوے۔ اور وہ اپنے فرائض منصبی کو درستی سے انجام
دینے لگیں تو ستسنگ کی کایا پلٹ جاوے گی (وہ کیا ہیں گویا)

اگر کوئی ست سنگی آٹھ دس لایق بچہ پیدا کرتا ہے اور اُنکو ٹھیک ٹھیک تعلیم تربیت دیتا ہے جس سے حضور رادھا سوامی دیال کے وفادار اور لایق سیوک بن سکیں تو یہ شخص ست سنگ کی نہایت اہم خدمت انجام دیتا ہے اوس شخص کو سمرن دھیان بھجن سے بڑھ کر پھل ملیگا۔

(۲) مالک کو پرسنّ کرنا مشکل ہے۔ انسان کو پرسن کرنا آسان ہے کیونکہ جس شخص کو جو شے پسند ہو اگر اوس کو وہی شے پیش کر دی جاوے تو وہ خوش ہو جاتا ہے۔ مگر مالک بڑا بے نیاز ہے اوسکو کسی شے میں بندھن نہیں ہے نہ وہ کسی شے کا محتاج ہے اسلئے اوس کو کیسے خوش کیا جاوے۔ جب مالک کوئی کام کرنا چاہتا ہے اپنے لئے ضرورتیں پیدا کر لیتا ہے اور جو شخص مالک کی یہ ضرورت پوری کرتا ہے وہ مالک کو پرسنّ کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اس وقت مالک (جس کا مطلب ذات خاص ہے) کم غریب اور مصیبت زدہ ہندوستان کو اٹھانا چاہتا ہے اسلئے اگر عورتیں ایسی اولاد پیدا کریں جو حضور رادھا سوامی دیال کے مشن کی تکمیل میں مدد دیں تو وہ یقیناً اونکی دیا اور مہر کی بھاگی نہیں گے۔ ملاحظہ ہو پریم پرچارک نمبر ۲ جلد ۹ صفحہ ۱ مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۳۲ء

صاحب جی مہاراج نے بھی زندہ سنت ستگورو مالک کل مہاتما ایشور
یا خدا کے پیدا کرنے والا روحانیت کے ٹھیکیدار ۳ گنوں کی حد سے
پار پورن یوگی ہوتے ہوئے بچوں کے پیدا کرنے ہیں کمی نہیں چھوڑی
اور آئندہ کے لئے بچہ پیدا کرنے اور کرانے میں ہمیشہ ہمہ تن کمربستہ
ہیں آپ کی نصیحت اور اوپدیشوں سے ظاہر ہے کہ آپ شریف
گھروں کی بہو بیٹیوں کو چیلی بنا کر اون سے اونچ نیچ سب طرح کی
سیوا لینا دہرم قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ کسی بھی سیوا میں جھجکے
نہیں اونکے ارشاد کی دل و جان سے تعمیل کرے دیکھو صفحہ ۱۳۰ حصہ
دوئیم بچن پرکاش۔ اسی تعلیم کو روحانی ترقی کا ذریعہ بتلایا جاتا ہے
افسوس ہے ایسے انسانوں پر کہ جو نہ صرف حیوانوں کی طرح اولاد
پیدا کرنے میں بے تمیز ہیں بلکہ حیوانوں سے بڑھ کر اپنا سفید خون
لذت کے واسطے ہر وقت بہانے کے لئے کمربستہ ہیں۔ گویا ایک
طرح پر آپنے دیگر کارخانوں کی طرح پر دیال باغ کو ترقی نسل انسان
کی ڈیری فارم بنا لیا ہے۔ اسی لئے آپ لکھتے ہیں گیان دھیان
اور یوگ بیراگ کچھ سمجھ میں نے سب کو بتایا گا۔ ہندی ستار بچن اصفحہ
رادھاسوامی کرم بھرم کاٹے رہی۔ رادھاسوامی چرن چھبی چاڑی بسار بچن
ہندی صفحہ ۵۹ سے ظاہر ہے کہ جو شخص غیر استریوں سے اشنان۔ بدن کی

مالش ۔ پیروں کا دبوانا ۔ پلنگ بچھوانا ۔ اور اوس کے بعد ہر ایک طرح کی اونچ نیچ سیوا کرانا ہی دھرم سمجھتا ہے ۔ اور اعلیٰ اعلیٰ درجہ کی غذائیت کا استعمال کرتا ہے تو اوس سے پاپ کرم کیوں ہوگا ۔ اوس کے لئے گیان دھیان کم تجربہ ہونا لازمی ہے ۔ افسوس کہ اگر میرے پاس کچھ روپیہ ہوتا تو آپ کا یہ اوپدیش سنہری الفاظ میں لکھوائے جانے کے قابل تھا ۔

جگ بچھو ترپلے ناگن ۔ ان سنگ رہت ہلیت یعنی دنیا بچھو اور عورت سانپ ہے اسکے ساتھ گندے انسان رہتے ہیں ۔

کامن کالی ناگنی تینوں لوک سنگھار ۔ نام سنے ہی او ڈرے لپٹیا کھائی جہار دیکھو بچن ۱۱ صفحہ ۶۰ ۔ کیا یہ غلط ہے ۔ صاحبان ذرا آپ ایسی تعلیم رادھا سوامی مت پر دھیان تو دیں کہ اس کا نتیجہ کیا ہو رہا ہے ۔ گویا دیال باغ میں ست سنگ کی عورتیں شتر بے مہار کی طرح آوارہ گھومتی رہتی ہیں ۔

ایک کنک اور کامنی تن پھل کئے اوپائے
دیکھے ہی تے بس چڑھے چاکھت ہی مرجائے

اور اونکو مالک کل کے حکم کی تعمیل میں رات دن جائز ناجائز طریقہ سے اولاد کے پیدا کرنیکا فکر دامنگیر رہتا ہے تاکہ مالک کی دیا اور مہر

مل سکے یہاں تک کہ وہاں کا عام طور پر اعلیٰ درجہ کا چال چلن ہو گیا ہے بلکہ نوجوان لڑکیوں کی فرار گی تک کی نوبت پہنچ گئی ہے جس کی تعریف اکثر موقعہ جات پر اخبارات سے بھی معلوم ہوتی رہتی ہے۔ آہا کیسی اچھی تعلیم دیجاتی ہے کیسا اچھا شاستر بنایا ہے جو بیج اوپدیش کے بھی خلاف ہے۔ وہاں پر بلا تمیز ذات پات کے جو چاہے جس کو اپنی بیوی بنا سکتا ہے۔

کیسے کروں کسک اوٹھی بھاری۔ میرے ہی لگی گورو سنگ یاری
دم دم تڑپوں چھن چھن ترسوں۔ چڑھ رہی من میں برہ خماری
سلگت جگر پھٹت نت چھاتی۔ اوٹھن لگی ہیہ سے چنگاری

(ساکھی [illegible] نمبر ۳۴ صفحہ ۵۲۴)

آپ فرماتے ہیں اس مت میں استریوں کے لئے پرتیم پریمی کی طرح سیوا جائز ہے کوئی بھی ذی فہم ایسے کامی پرشوں کو مہاتما یا سنت ستگورو یا مالک کل یا رادھا سوامی دیال یا ۳ گنوں کی حد سے پار ایشور اور خدا کے پیدا کرنے والا تسلیم کرے گا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس مت کے گورو صاحبان نے دنیاوی سکھ کی سب سے اونچی منزل استری سنگ کو ہی مانا ہے۔ کیا یہ عقلمندی ہے۔ اگر مان بھی لیا جاوے کہ دنیاوی بھوگ بلاس میں تھوڑی دیر کے لئے سکھ بھی ہوتا ہے لیکن اس بات کو بھی تو ماننا پڑے گا کہ جس سے

آغاز میں بھی دُکھ۔ آخر میں بھی دُکھ ایسی حالت میں بیچ کے تھوڑے سُکھ کیلئے آغاز اور انجام کو خراب کر لینا کیسے درست ہو سکتا ہے اوس کے تیاگ سے ہی بھرتری ہری۔ تلسی داس۔ کالیداس۔ سورداس۔ بکرماجیت۔ بھیشم پتامہ۔ لچھمن جی۔ پورن بھگت۔ روپ بسنت۔ شنکر آچاریہ۔ بدھ۔ دیانند وغیرہ وغیرہ پرم پد کو پراپت ہوئے ہیں۔ شری رامچندر جی نے راون اور شری کرشن جی نے کنس اور سکندر نے دارا کو اونکی عیاشی کی وجہ سے گھر پر جا کر شکست دی ہے راجہ دسترتھ نے شری رامچندر جیسے عالی دماغ نیک پتر کو اوسی کی بدولت چودہ برس تکلیف دی۔ راجہ شانتو نے اسی بیماری میں تمام خاندان کو موت کے گھاٹ اوتارا۔ اگر راجہ شانتو مچھیرے کی لڑکی کو دل نہ دیتے تو بھیشم پتامہ تمام عمر کنوارا نہ رہتا اور اوس کی سنتان تخت نشین ہوتی۔ جانور جیسے مانس پنڈ کو پاکر پرسن ہوتا ہے اسی طرح منش جیو خصوصاً مدت دراز سے سوائی والے استری کے مانس پنڈ کو پاکر پرتریت ہوتے ہیں اس سے تو منش اور پشوؤں میں کچھ بھید نہیں رہا۔ پشو پھر بھی سمجھکر اور وقت ضرورت ہی وشے بھوگ کرتے ہیں نہ کہ منش کی طرح۔ ظاہر ہے کہ جس طرح ایک آگ کے پتنگے سے ہزاروں پھولس کے چھپر

جل جاتے ہیں اسی طرح ایک شہوت پرست انسان سے تمام
خاندان اور عزیزواقارب خاک ہوجاتے ہیں جیسا کہ راون

وغیرہ کی مثال موجود ہے۔
جہاں کام تہاں نام نہیں جہاں نام نہیں کام۔ دونوں کبھوں نا ملیں رب رجنی ایک ٹھانوں
آتمک زندگی بسر کرنا دوسری بات ہے اور سخت مشکل ہے
محض ظاہری علم پڑھ کر کوئی پرمارتھی نہیں بن سکتا وہ نقال اور بھانڈ
ہے پرمارتھی زندگی بسر کرنے کا سوال آلے پرمنہ کے بل گرجاتا
ہے آپ کی تعلیم تو دیکھو۔ فرمایا ہے کہ رادھا سوامی مت نے
یہ اوپدیش کرکے کہ دنیا کے سنگ ساتھ چھوڑنے کی ضرورت
نہیں ہے ضرورت تو اون کے رس کی یاد چھوڑنے کی ہے۔
پرمارتھیوں کے لیے جنگلوں پہاڑوں میں علیحدگی وغیرہ کی مشکل
کو حل کردیا ہے صفحہ ۱۴۲ اینچار رتھ پرکاش۔ کیا ہی اچھا اوپدیش
ہے۔ واقعی جب وشے بھوگ اور دھڑا دھڑ اولاد کے پیدا
کرنے میں ہی سمرن۔ دھیان۔ بھجن سے زیادہ کھیل بل جاتا ہے
تو جنگلوں پہاڑوں میں علیحدگی مورکھتا ہی ہے اور وشے بھوگ
اور مٹھائی نمکین کھانے میں آپ کو قطعی رس نہیں آتا ہے حالانکہ
آپ بجائے چینی کے پرشاد تقسیم کرنے کے نمکین کی اپنے چیلوں کو

ہدایت کرتے ہیں ملاحظہ ہو پریم پرچارک ۱۶ر جنوری ۱۹۳۳ء
دیال بلغ والوں کے لیے اپنے گھر میں تو ایک ایک ست سنگی
اور ست سنگن کو کم از کم آٹھ دس بچہ پیدا کرنے کی تاکید کی جاتی ہے
لیکن اگر آپ محکمہ بیکاری کی انسداد کمیٹی کے ممبر ہو کر تشریف
لیجاتے ہیں تو وہاں پر اولاد کم پیدا کرنے کا سوال اٹھاتے ہیں۔
آپ نے ایک ڈرامہ سنسار چکر بھی بنایا ہے اوس میں یہ بھی
دکھلایا ہے کہ اگر گھر میں کھانے کو نہ ہو اور اولاد پر اولاد جننے لگی
تو استری گھر کو نرک بھی بنا دیتی ہے تو ایسی حالت میں جبکہ
ست سنگی لوگ دنیا سے منہ موڑ کر روحانی تعلیم کے لیے آپ
کی خدمت میں تشریف لاتے ہوں اون کے لیے دھڑا دھڑ
بچہ پیدا کرنے کی ترغیب گویا اون کے گھروں کو زندہ سنگورو
مہاراج نرک ہی بنانا چاہتے ہیں لیکن یہ تو رادھاسوامی مت کے
ہی مالک کل سنت سنگورو کا اعلیٰ دماغ ہے واقعی ایسی باتیں دوسرے
متوں میں نہیں مل سکتی جسکو ست سنگی لوگ ہی مبارک سمجھتے ہیں۔
آپ نے چیلیوں کو یہ بھی ہدایت کی ہے کہ استری کے لیے پتی ہی
ایشور نہیں ہو سکتا۔ اون کو پریم پریمی بھاؤ سے آپ جیسے سنت
سنگوروکی بھگتی کرنی چاہیے اون کی سیوا کیا ہے آپ سنتے ہی ہاتھ پر ہاتھ

ملیں گے کتنی گندی تعلیم ہے (۱) اپنے ہاتھوں سے ستگورو کے چرن دباوے (۲) چکی پیس کر آٹا تیار کرے (۳) کوئیں سے پانی بھر کر لاوے (۴) مکان کی صفائی اور موری دھونے کا کام خود کرے (۵) کھیتوں سے مٹی کھود کر ہاتھ دھونے کو لاوے (۶) جوتا اوٹھانا اور صاف کرنا بھی چاہیئے (۷) گورو مہاراج کے ہاتھ دھلاوے (۸) داتون کے لئے پانی تیار کرے (۹) داتون بھی خود لاوے (۱۰) اوبٹن ملکر اشنان کراوے (۱۱) بدن صاف کرے (۱۲) دھوتی پہناوے (۱۳) پانی سے دھوتی - انگوچھہ (۱۴) کنگھے سے بال صاف کرے (۱۵) پھر لباس پہناوے (۱۶) ماتھے پر تلک لگاوے (۱۷) رسوئی تیار کرکے اون کے روبرو پیش کرے (۱۸) بعد کھانے کے پانی پیش کرے (۱۹) اگر گورو حقہ پیتے ہوں تو حقہ بھرے (۲۰) اون کے آرام کے لئے پلنگ بچھاوے (۲۱) جب وہ آرام کرنے لگیں تو عاجزانہ دریافت کرے آیا کوئی اور حکم ہے (۲۲) اور جب گورو صاحب پیک پھینکنا چاہیں تو پیکدان پیش کرے (۲۳) پیکدان صاف کرتے وقت پیک پھینکنے کی بجائے خود پی جاوے (۲۴) گورو صاحب کی سب خدمتیں بجالاو - (۲۵) اونچ نیچ جو بھی سیوا ہو کرنی چاہیئے کسی سیوا میں جھجکے نہیں اونکے ارشادات کی دل و جان سے تعمیل کرے دیکھو صفحہ ۱۳۰ حصہ دویم ستیارتھ پرکاش

پیارے ناظرین آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس کے علاوہ اونچ نیچ سیوا جس سے شرم نہ کرے یا جھجکے یا رُکے نہیں وہ کیا ہو سکتی ہے وہ تحریر میں لانا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ کیا یہ خدمات ایک سنت ستگورو کیلئے غیر استریوں سے جسکو وہ چیلی یا بہن بیٹی کے نام سے نہیں بلکہ ست سنگن کہکر بلاتے ہوں اپنے گھر کے اندر لینا جائز بات ہے اور یہ ٹھیک ہے کہ مرد ست سنگی تو گورو مہاراج کے گھر کے اندر پردہ میں جانے سے روکا جاوے باہر دروازہ پر ہی کھڑا رہے لیکن ست سنگی لوگ اپنی بہو بیٹیوں کو اوس کے گھر میں ایسی خدمات کی اجازت دیں جسکو میں نے بچشم خود دیکھا ہے۔ میرے خیال میں کوئی تعلیم یافتہ یا غیر تعلیم یافتہ ذی روح ایسی باتوں کو پسند نہیں کرسکتا ہے۔ یہ ست سنگی بھائیوں کا ہی دھرم ہے سچے سادھو مہاتما تو کنک کامنی کے اوپاسک نہیں ہوا کرتے سادھو کے پونر پنتھ کو بھرشٹ کرنے والے چھپے ہوئے ست کے دشمن رنجک منش ہی اون کے پریمی ہوتے ہیں جب ہی تو رادھا سوامی مت کے گورو غیر استریوں سے پریتم پریمی کا بھاؤ رکھکر سیوا کراتے ہیں اور ویدک تعلیم کو ویدیشوا ور شہری گرنتھ صاحب کو غیر پرشوں کی بانی بتلا کر اپنے ست سنگیوں کو ویدوں اور دوسرے

ہندو شاستروں میں اولجھنے سے منع کرتے ہیں۔ جیسا کہ صفحہ ۲۴۳ بیتھار تھ پرکاش سے واضح ہے اب ہم اپنے بھائی بہنوں کی اسی جگہ پتی برت دھرم کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

استری دھرم

صاحب جی مہاراج نے صفحہ ۲۰۳ حصہ سویم بیتھارتھ پرکاش میں لکھا ہے کہ استری کے لیئے پتی ہی ایشور نہیں ہو سکتا اسطرح تو ہر ایک معمولی پرش اپنی بیوی کے لیئے ایشور مانا جا سکتا ہے ہم کہتے ہیں واقعی استری کے لیئے اوس کے پتی سے زیادہ دُنیا میں کوئی بھی چیز نہیں ہے لیکن اس میں رادھا سوامی مت کے گورو صاحبان کا قصور نہیں ہے کیونکہ آپ نے تو پتی برت دھرم پڑھا ہی نہیں اُن کے گھر میں پتی برتا استری معلوم نہیں ہوتی اور ٹھیک بھی ہے جسکی تعلیم ہی دھرم کرم کا تیاگنا اور تمام عیش وعشرت کا دارومدار ہی غیر استریوں پر ہو اون کا تمام پورانے شاستر رشی منیوں کو بچوں کی سی عقل بچوں کی سی باتیں بتلانا بیجا نہیں ہے جیسا کہ صفحہ ۲۴۳ بیتھارتھ پرکاش سے ظاہر ہے۔ اس لیئے ہم آپ کو سمجھائے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ استری کیلیئے اُس کا پتی ہی

سب کچھ ہے استری کو اپنے پتی ہی میں ایشور کا دھیان رکھنا چاہیے
جو استری اپنے پتی کو ایشور جانکر اوس کی سیوا میں تن من دھن لگاتی
ہے اوس کے درشنوں کے لیے رشی منی دیوتا تک دوڑتے ہیں اوسکا
درجہ ایک پورن یوگی سنت مہاتما سے بھی بڑھ کر مانا گیا ہے۔ سورج
چاند، ستارے وغیرہ سب اوس کے حکم کے تابع رہتے ہیں۔ رادھا
سوامی مت کے صاحب جی مہاراج کی تو اُس کے سامنے کیا ہستی
ہے اوسکے لیئے پتی غریب لکڑہارا کوڑھی جذامی سب ایک
ہی ہے پتی برت دہرم ہی ایشور کو سب سے پیارا ہے ایسی پتی برتا
کا کوئی بچن خالی نہیں جا سکتا جسکی ہزاروں نظائر سابقہ وحال موجود ہیں
اس کے متعلق تو صفحہ ۴۰-۸۴ بچن اوپدیش حصہ سویم پڑھیے شاید
غلطی سے لکھا گیا ہو۔

پتی برتا میلی بھلی کالی کوجل روپ۔ پتی برتا کے روپ پر واروں کوٹ سروپ
بھلنی اور اہلیا کے گھر خود بھگوان پہونچے ہیں۔ استریوں کے لیئے
کیسا اچھا لکھا ہے۔

(۱) کرودھے دواسی یعنی جب مالک یا پتی یا سوامی غصہ میں ہو تو اُسکی خوشامد کرے
(۲) رتی بیسوا۔ وشے بھوگ کے وقت پتی کے ساتھ بیسوا کیسا برتاؤ کرے
(۳) بھوجنم جننی یتھا۔ بھوجن کراتے سمے ماتا کیسی پریم بھاونا

(۴) آپت کالے بُدھ وا تا۔ کسی مصیبت کے وقت پتی کو عقل و ہمت بندھاوے

(۵) سابھاریا درلبھہ یعنی ایسی استری کا ملنا درلبھہ ہے جو استری اپوتر ہے وہ کسی کام کی نہیں ہوتی۔ پتی برتا استری کیلئے تو غیر مرد کا دیکھنا۔ اور چھونا بھی پاپ ہے کسی موقعہ آزمائش پر پتی برتا استریوں نے اپنے آپ کو بمقابلہ غیر مرد کی شکل دیکھنے کے آگ میں جھونکدیا ہے۔ جس سوسائٹی میں دہارمک اور مذہبی اصولوں سے قطعی واقفیت ہی نہیں ہے وہاں تو پاپ کرم ہی ہوگا۔

شاستر مریادا ہے کہ کنیا کی جب تک شادی نہیں ہوتی ہے اپنے ماتا پتا کی نگرانی میں رہتی ہے جب شادی ہوجاتی ہے تو پتا اوسکو اوپدیش دیتا ہے۔ کہ بیٹی آج سے اوس گھر کو اپنا گھر سمجھنا ساس سسر کو ماتا پتا دیور نند کو بھائی بہن سمجھ کر اون سے پیار رکھنا اب سے سوامی ہی تمہارا سب کچھ ہے۔ پتی۔ گورو دیو۔ اِشٹ دیو بھگوان سب کچھ سوامی ہی ہے کوئی ایسا کام مت کرنا جس سے پتا اور سسر کا کل کلنکت ہو۔ پہلے پُرآچارنی محلائیں پرشوں کی انو درشنی ہو کر سناتن ویدک دھرم کا پالن کرتی چلی آیا کرتی تھیں جس ہندو جاتی میں ستی تو آدرش تھا۔ جہاں ہزاروں کل للنائیں پوتر ستی تو کی رکھشا کے لئے جلتی ہوئی آگ میں سہرش کودپڑتی تھیں

جہاں راون کے چنگل سے چھوٹنے کی امید ہونے پر بھی پتر کے سمان
ہنومان جی کا اچھا پورک اسپرش کرنا سیتا جی نے اپنے ستی تو کیلئے کلنک
سمجھا تھا جہاں پرتیوتی کی لاش کو گود میں رکھکر دیہہ کا سپرش بھسم کر ڈالنے
میں گورب مانا جاتا تھا۔ وہاں پر آج استریوں کی در دشا دیکھ کراتی دکھ ہوتا
ہے۔ استری میں کیسی اچھی اپنے پتی دیو کیلئے پرتگیا تھی آپ نہیں جانتے کہ
ہارمونیم فیشن سے تو ظاہرا اچیال علیحدہ ہر اثر پڑتا ہے یہ تو عموماً بازاری عورتوں کیلئے موزوں
معلوم ہوتا ہی استری کا سنگار تو محض اولاد پیدا کرنے اور اپنے پتی دیو کو خوش رکھنے اور بازاری
شریتی سے ہٹانیکے لیئے صرف اپنی چہار دیواری کے اندر ہی جائز مانا گیا ہے
استری کیلئے تو پتی برت دھرم ہی سب کچھ قرار دیا گیا ہے اور اسی لئے
پتی کو ایشور کا درجہ دیا گیا ہے۔ سیتا جی نے بھگوان رامچندر سے کہا ہے
کہ رات چاند کے بغیر شوبھا نہیں دیتی مچھلی بغیر پانی زندہ نہیں رہ سکتی
ایسے ہی ہے ناتھ ناری بغیر پرش کے زندہ نہیں رہ سکتی نہ شوبھا دے سکتی ہے
استری کا سب سے اوتم دھرم نیک اور بہادر سنتان پیدا کرنا ہے۔
قدرت نے استری کو اسی لیئے بنایا ہے جو ماتا ارجن اور یدھشٹر اور
مہارانا پرتاپ اور شیواجی پیدا کرتی ہیں اس سے بڑھکر استری کیا کام
کر سکتی ہے۔ عورت کی کمائی اور زیور اس کے بچہ ہیں جس عورت کے
بچہ نہیں وہ ایسی ہے جیسے کہ کنواں بغیر پانی درخت بغیر پھل۔

ستی ساوتری۔ سیتاجی۔ روکمنی جی۔ پاربتی جی راجہ ہرلیشچندر دراجہ
موردھج کی پتی برتا استریوں اور السویا واہلیا ودیتری وسلوچنا جیسی
ماتاؤں کے جیون چرتر آپ کے سامنے موجود ہیں لیے پتی دیو
کی سیوا کرنا اور غیر مردوں کو نہ چھونا کسی کی جھوٹھ کھانا نہ کسی کو اپنی
جھوٹھ دینا یہ شاستر کا پرمان ہے۔ پرش استری دونوں آپسمیں ادھنگی
ضرور ہیں لیکن پرماتمانے استری اور پرش کی دیہہ کی رچنا ہی ایسے
ڈھنگ سے کی ہے جس سے دونوں کی سب باتوں میں سمانتا
ہرگز نہیں ہوسکتی گھر میں استری رانی ہے پرنتو اس کی رکھشا میں
ہے ادس کا دیا ہوا بھوجن پرش کو کھانے کے لئے ملتا ہے پرنتو
باہر استری کو پرش کی سنرکشا میں ہی رہنا چاہیے۔ استری کا شریر
سمپورن روپ سے کبھی سوادھین ہونے یوگیہ بنا ہی نہیں ہے
پرش بدن کھولکر عام راستوں پر گھوم سکتا ہے استری ویسے نہیں
گھوم سکتی جنگلی استریاں بھی چھاتی پر کپڑا ڈالکر باہر نکلتی ہیں البتہ آجکل
رادھاسوامی مت وغیرہ سمپردائے کی پاشچایت استریاں ننگا
رہنا چاہتی ہوں یہ دوسری بات ہے لیکن وہاں بھی عام طور پر راستوں
میں پرشوں کی طرح استری کھلے انگ بیخوف نہیں گھوم سکتی پھر
سوائے ایک شبوجی چیلی رادھاسوامی دیال کے اور کوئی نظیر

معلوم نہیں ہوئی حالانکہ دیال باغ میں شتر بے مہار کی طرح پھرتے
دیکھا ہے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ رتو کال عورتو ٹھی ہی استری کے سب انگوں
میں پُرش کے انگوں کے ساتھ وِلکشن روپ سے بھید پڑنے لگتا ہے
رتو کال میں اوسکی رکھشا کی ضرورت ہوتی ہے اوسے گربھ دھارن
کرنا پڑتا ہے گربھ کال میں اوسکی دیہہ میں کتنے ہی پریورتن ہوتے
ہیں چند قسم کے بگھنوں کی سم بھاونا رہتی ہے اوس سمے اون سے
بچنے کے لیئے دوسرے کی سہائتا ضروری ہے گربھ اور پرسو کے
وقت دونوں ہی موقع پر کئی ضروری نیموں کا پالن ضروری ہوتا
ہے وہ سنتان کی جننی بنتی ہے بھگوان اوس کے تھنوں میں دودھ
پیدا کرتا ہے وہ بڑے پیار سے بچہ کا پالن پوشن کرتی ہے لیکن
پرش کو ان میں سے کچھ بھی کرنا نہیں پڑتا۔ یاد رکھو استری کو کبھی
سوتنتر نہ رہنے کی دو سنتھا اسلئے نہیں ہے کہ استری غلام ہے
اوسے پرتنتر رکھنا چاہیئے۔ بلکہ وہ پرتنتر تا ہی اوسکی شوبھا ہے
رانی ہی پہرہ داروں میں رہا کرتی ہے اوس کے گنوں کی اوسکے
سندر شریر کی اوس کے ذرا سے سپرش سے ہی اپاون ہونے
والے پونر ستی توکی اور آدرش ماتر توکی رکھشا کے لئے اوسے
پرتنترتا کی ضرورت ہے یہ اوسی ....

سم مان رکھشا کے لئے دیا ہوا ودہاتا کا دان ہے۔ استریوں کا
کھشیتر ہے گھر۔ پرش کا کھیشتر ہے باہر استری گھر کی سوامنی ہے
پرش باہر کا مالک ہے۔ دفتر۔ سبھا۔ بازار۔ کچہری۔ کونسل یہ سب
پرشوں کی چیزیں ہیں استری کو ان میں جاکر یا تھا یچی کرنا درست
نہیں ہے اوسے ماترتو گھر کی سونتنترتا میں ہو سکتی ہے وہ آنند
دفتر کی کلرکی میں ہرگز نہیں مل سکتا ہے۔ استری کا خاص کھیشتر
ماترتو ہے اوسکے سارے انگ شروع سے ہی ماترتو کیلئے بنائے
گئے ہیں وہ ماترتو کے پوشن کرنے والے گنوں سے ہی مہانو نتی
ہے استری کے شریر میں تپ۔ دھیرج۔ تتکشا پوشن کی شکتی
ہے اسی سے وہ اتنا تیاگ کر سکتی ہے۔ کتنا ہی چڑھا بڑھا پرش
سندھیا کے وقت گھر آکر استری کا آشر لیتا ہے یہ صرف استری
کی پریم شکتی۔ ہردے شکتی۔ سیوا شکتی کا کارن ہے۔ نہیں سوچئے
کہ اگر ماترتو یا ستی تو کا آدرش نہیں رہا یا استری اپنے سوبھاو کے
تیاگ کے آدرش کو بھول گئی وہ سیفہ مئی ماں۔ پریم مئی پتنی یا
تیاگ مئی دیوی نہیں رہیگی اگر استری پرش کا شریرک سمپتی میں
مقابلہ کرے گی تو دونوں کا نقصان ہوکر استری اپنے اس وجئی
پد سے گرکر نرآشرے ہو جاویگی وہ جتنا اس میدان میں آگے

بڑھیگی اتنا ہی اپنی سوادھینتا کھو کر پرش کے چنگل میں پھنس جاویگی
آج وہ پرش کو نچاتی ہے اپنے چرنوں پر گراتی ہے پھر اوسے
ناچنا پڑے گا۔ اور پرش جسکے آشرے تھکا ماندہ گھر آ کر سب
دکھوں کو بھولکر سکھی ہوتا تھا بالکل نراشرے ہو جاوے گا۔
اور استری کی تلوار کا شکار اوسکی سنتان اوس کا پتی یا اوس کا
اپنا شریر ہو گا جیسا کہ ایک استری نے صرف بچہ کے پالن پوشن
سے پنڈ چھڑانے کے لئے آتم ہتیا کر دی اوسکو کھانسی زیادہ تھی
رات کو ماتا کی نیند میں خلل آتا تھا یہ ماتر تو وناش کتنا خوفناک ہے،
اگنی کنڈ کے لال لال لپٹوں میں پڑکر بھی ہندو ناری کے جس ستی تو
کو ذرا سی بھی آنچ نہیں لگی اور بلکہ اوس سے وہ اور بھی چمک
اٹھا وہی ستی دھرم آج ایسی شکشاؤں کے پھل روپ ہماری بہن
بیٹیوں کیلئے بھار روپ ہو چلا ہے اوسکے اُتار پھینکنے کی
چاروں طرف سے دوڑ دھوپ ہو رہی ہے کام اگنی میں
پتنگوں کی طرح بھسم ہونے کو دوڑ رہی ہیں۔ استریوں میں بہت
سے سوبھاوک گن ہیں اون ہی گنوں کے کارن وہ مہان پرشوں
کی ماتائیں بنتی ہیں اون ہی کا وکاش کرنا استری شکشا کا اودیش
ہونا چاہیئے یاد رکھو جو چیز جتنی بڑھی چڑھی ہوتی ہے وہ اُسے لٹے

مارگ پر چلے تو اوس سے نقصان بھی اوتنا ہی زیادہ ہوتا ہے
استری کو اُنّت بنانے والے تیاگ سہن شیلتا۔ سرلتا، تپ
سیوا وغیرہ انیک آدرش گن ہیں لیکن اگر استری اپنے چرتر سے
گر جاتی ہے تو پھر اوسکے وہی گُن وپریت دشا میں پلٹ کر اوسے
بہت ہی بھینکر بنا دیتے ہیں اسلئے میں اپنی ماتاؤں بہن بیٹیوں
کو یہ بتلانے سے باز نہیں رہ سکتا کہ جو لوگ اولاد کو ماتا پتا سے
اور استریوں کو اونکے پتی دیو سے ورودھ بنا کر صرف اپنی ہی سیوا
پوجا چاہتے ہیں وہ کسی پرکار سے تمہارا بھلا چاہنے والے نہیں ہیں
بلکہ وہ لوگ اپنی نفس پروری اور خودغرضی سے ایسا اوپدیش
کرکے اپنی دوکانداری اور دھوکہ بازی کا کھیل بنا رہے ہیں جیسا
کہ دیال باغ میں ایک استری کیلئے اپنے پتی کو چھوڑ کر ایک سنگورو
کی جائز ناجائز سیوا پر زور دیا گیا ہے اور امرتسر و کاندھلہ وغیرہ
میں بھی بعض نام نہاد سادھو استریوں کو اپنے پتی سے علیحدہ
جنگل میں رہنا اور کنیاؤں کو شادی سے روکنے کی شکشا دے
رہے ہیں یاد رکھو کہ پتی برتا استری کا وہ درجہ ہے جو اچھے اچھے
سادھو مہاتما سنت سنگورو اونکے چرنوں کی طرف دیکھا کرتے
ہیں اور اونکو کسی سادھو سنت سنگ زندہ سنگورو دیال باغ

جیسے تلاش کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔ بہ شکشا سے تو پرتیکش ہی
وبھچار کی بھاونا اوتپن ہوتی ہے جہاں پر مرد کنیاؤں کو ہارمونیم
طبلہ اور گانا سکھلاتے ہوں وہاں کنیاؤں کے کومل ہردے
چرتر کا ناش ہوتے دیر نہیں لگتی ہے بزرگوں کی کہاوت ہے۔
کُچت کانا بھوپت سادھو۔ کانا کبھی سادھو نہیں ہو سکتا۔ کُچت
کھلواٹ نردھنا۔ گنجا چوٹی کا کبھی نردھن نہیں ہوگا۔ کُچت دنتا
بھوپت مورکھ۔ آگے بڑھے ہوئے دانت والا ودوان ہوتا ہے
مورکھ نہ ہوگا۔ کُچت گانوتی ستی یعنی گانے والی کبھی ستی نہیں رہ سکتی
ہے کیونکہ استری پرش کے شریر کا سنگھٹن ہی ایسا ہے کہ اونہیں
ایکدوسرے کی آکرشت کرنے کی دلکھش شکتی موجود ہے۔ نت
سمیپ رہکر سنیم رکھنا ناممکن ہے یہاں تک کہ پچھلے زمانہ کے
تپوبن میں نربل رہنے والے۔ جنمیجی۔ سوبھری۔ پراشر جیسے رشی
اور موجودہ زمانہ کے نیوٹن اور ملٹن کیسے ودکی اور بڑے بڑے
سادھک پرش بھی جب سہرگ دوش سے اندریہ سنیم نہیں
کرسکے تب ولاس بھون دیال باغ اور آجکل کے ڈاٹ ڈاٹ
کرلڈ و پیٹرہ گھی دودھ وغیرہ اعلیٰ غذائیت پوشش والے سنت نہاتما
سینماؤں میں جانے والے۔ گندے روپ بہاشن پڑھنے والے

تن من بانی سے سدا شرنگار کا منن کرنے والے بھوگ بلاس کے بڑھانے والے کالجوں کی ودیا پڑھنے والے ولاستا کے پتلے جنوں سے اندر یہ سنیم کی آشا کرنا محض اپنے آپکو دھوکہ دینا ہے۔ بعض بھائی پورانے گوروکلوں میں سکھشا کا ہونا ہونا ثابت کرتے ہیں۔ اونکو یہ علم نہیں ہے کہ پورانے گرنتھوں میں کہیں بھی کنیاؤں اور استریوں کا رشیوں کے آشرموں میں جاکر ایک ساتھ پڑھنے کا پرمان نہیں ملتا ہے البتہ گوروکنیاؤں کے ساتھ بھائی بہن کے ناطے سے برہمچاری گوروکل میں ضرور رہتے تھے حالانکہ گوروکلوں میں سبھی باتوں میں سنیم تھا اور بہید کٹھور نیم تھے لیکن اتنے پر بھی کچھ دیویانی کے قصہ کے مطابق کہیں کہیں آکرش ہو جانیکی سنبھاونا موجود تھی۔ پرنتو آج کل کے کالج ہوٹلوں کی طرح ولاستا اور استر پرش کی پرسپر کام ورتی جاگنے والے سادھن نہیں تھے جسطرح ایک نیک انسان کیلئے پاک مقام کی ضرورت ہے اسی طرح زندگی کو نیک اور پاکیزہ بنانے کیلئے اولاد کے واسطے اون پاک مقامات کی ضرورت ہے کہ جہاں پر رہ کر وہ اپنے جیون کو پوتر بنانے کی تعلیم حاصل کر سکیں۔ جن ودیالوں یا سکولوں کی چہار دیواریاں اس میں رہنے والے ماسٹروں یا طالبعلموں کی

بدچلنیوں کے ناپاک اور گندے ذرّوں کو اپنے اندر جذب
کئے ہوئے ہیں وہ سکول یا ودیالہ اسوقت تک کسی بھی طالب علم کو
نیک اور پاکیزہ چال چلن کا آدمی نہیں بنا سکتے۔ جب تک وہ ذرات
اثرات وہاں سے دور نہ ہوجاویں۔ کیا ایک ہی سکول میں بیٹھکر
ایک سی پستکوں کا پڑھنا اول تو یہ دہرم میں تعلیم پرنالی ہی ہندو
استریوں کے آدرش کے بالکل برخلاف ہے پھر جوان لڑکے لڑکیوں
کو ایک ساتھ رہنا اور بھی زیادہ نقصان دہ ہے۔ جیسا کہ دیال باغ
آگرہ۔ گرل سکول لاہور روگھناتھ سبھا گرل سکول میرٹھ وسناتن دہرم کالج لاہور
گرل اسکول ہائے وغیرہ یونیورسٹی الہ آباد میں بھی ۳ لڑکیاں حاملہ پائی جاکر
پروفیسران پر جرم ثابت ہوا ہے .... لاہور وغیرہ کی
بابت اکثر اخبارات سے معلوم ہوتا رہتا ہے ملاحظہ ہو اخبار تیج
۱۸ ستمبر ۱۹۳۶ء کالم ۲ صفحہ ۴ وغیرہ وغیرہ۔ بھلے گھروں کی تعلیم یافتہ
استریوں کے لئے بھی اپنی کل مریادا کو تیاگ کرکے پردوں کو پھاڑ کر
غیر پرش کے بیچ سینماؤں میں جاکر گندے گانے۔ اشلیل مذاق ادھ ننگی
اوستھا کے ناچ شرنگار کے پورن کتھانک بس کہلانے والی ایکٹرسوں
کے گندے ہاؤ بھاؤ کو دیکھنا یہ سب نرک کے دروازہ ہیں جہاں
پر استریوں کے پارٹ استریاں کریں گی وہاں چاہے استری کتنی ہی اوچیہ

گھرانے کی اور پُرش پاتر کتنے ہی پچ چترہوں نت سنگ سے
پرمادہونا ضروری ہے۔ کیونکہ نر اور ناری کے شریروں کی رچنا
ہی پرکرتی نے ایسی کی ہے کہ انہیں پرسپرشار یرک ملن کی اچھا
پیدا ہو ہی جاتی ہے پھر جوانی اوستھا میں تو یہ اچھا بڑی زبردست ہوتی
ہے اسلئے نرلیپ رہنا ناممکن ہے اندریہ سنیم معمولی بات نہیں
ہے جیسا کہ سینما میں استری پُرش ایکٹروں کا چترواں رہنا ناممکن
ہے اسی طرح تماشہ دیکھنے والوں کیلئے بھی کُسنگت کا شکار ہونا
ممکن ہے جو لوگ اونکو یہ سکھلاتے ہیں کہ ستری تو ایک گو سنسکار
ہے یہ پرشوں کی غلامی ہے اس غلامی سے چھوٹنے کیلئے طلاق
کرانے کا بھی ادھکار ہے اوسکے ساتھ ہی سنتتی نرودھ کا
سبق پڑھانے کے ساتھ کرترم سنتت نگرہ کا ساہتیہ یا سک پتر کا پرچار
کرترم سادھنوں کا ہر وقت پاس رکھنا جس سے بواہ کی پوترتا
لوپ ہو جاتی ہے جبکہ اُسکے سہاوک پرنام سنتان اوتپتی کو چھوڑکر سہیج ہی
پاشوک وشے باسنا کی پورتی ہی اُس کا سب سے بڑا اپیوگ
مان لیا جاتا ہے یہ کتنا خطرناک سبق ہے لیکن اس کی تمام ذمہ داری
پرشوں کے ہی سر پر ہے جیسا کہ سال گذشتہ کچھ دھرم شیلا یووتی
استریوں نے سوال کیا تھا کہ ہمارے سکھشت پتی ہمکو زبردستی

سینما اور کلبوں میں لیجاکر گندے کھیل دکھلانا اور ڈانس شراب
کھلانا پلانا چاہتے ہیں ایسی اوستھا میں ہم کیا کریں نہایت ہی افسوس
کا مقام ہے ایسے ست پرشوں اور ایسی سکھشا دینے والے سنت
ستگورو مہاتما کی بدھی کو ایشور پرماتما راہ راست پر لاوے۔
استریوں کو سکھشا چاہیے جس پرکار کی دیجاوے پرنتو اوس کا مکھ
اودیش یہ ہو کہ استریاں پرشوں کی وشیش اپیوگنی بنیں سوچی کا کام
اور گوٹہ ٹھپہ بنانا وغیرہ اسلئے استریوں کو سکھلانا چاہیئے جسمیں وہ
اچھے بستر پہنکر اپنے پتی دیو کو پرسن کر سکیں۔ نشیوں کو پرسن رکھنا
اونکی اپیوگی بننا اونکی پریم پاتری بننا بچوں کا پالن پوشن کرنا اور جب
وہ برودھ ہو جاویں تو اون کی سیوا اونکو صلاح و تسلی دینا اونکے
جیون کو منورنجک اور سارتھک بنانا سب یگوں میں استری کے
ہی کام رہے ہیں۔ لاچاری سی معلوم ہوتی ہے کہ بام مارگی رادھاسوامی
جیسے سمپردائے اور ورتمان تعلیم نے استریوں کو ونیہ گامی بنا دیا
ہے۔ اسی سے وہ سمان ادھیکار کے موہ میں پڑکر پرش دویش
کا چشمہ چڑھانے کے کارن اپنا ہت بھول رہی ہیں۔ اور پرشو
کی برتی دھند تا کرنے کیلئے اپنے رانی پد کا پرتیاگ کر بازار میں
نکل پڑی ہیں۔ اسی سے وہ آج تھیٹر سینما۔ سبھا۔ کونسلوں۔ عدالت

آفس کے پھیر میں پڑکر اپنے پوشن ہئی پرماتما کو بگاڑ رہی ہیں اون کو نہیں معلوم کہ دیگر ملکوں میں تو جسکی نقل کرنا چاہتی ہیں. ہیر کٹنگ سیلونوں میں عورتوں کے لئے کُتوں سے رخسار چٹوانے کا رواج بھی جاری ہوگیا ہے۔ جیسا کہ اخبار تیج ۸ ار ستمبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۴ کالم ۴ سطر ۴۳ سے ظاہر ہے۔

موجودہ تعلیم

ذرا غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ جو تعلیم بچوں کو دیجاتی ہے اوس کا نتیجہ حسب ذیل پایا جاتا ہے۔

ست سے دُور۔ بیکاری پیدا کرنے والا۔ دھرم ہین۔ واسنا کو بڑھانے والا۔ رشیوں کی نظروں میں جسکو رادھا سوامی والے بچوں کی سی عقل بتلاتے ہیں تعلیم وہی کہلاتی ہے جو اگیان کے بندھن سے مکت کردے۔ بھگوان کرشن نے جسکو آپ لیار کے نام سے یاد کرتے ہیں گیتا میں ادھیاتم ودیا ہی پرمان بتلائی ہے اسی سے پوتر ہردے سم درشی تر کالگ ہوتے تھے جس چوٹی اور جنیو کو مسلمانوں کی تلوار نہیں کاٹ سکی اسی کو آج سکشا ابھمانی ہندو خود ہی اُنتی کے نام پہ کاٹ رہے ہیں۔ جسطرح تلاطم کیوقت ایک جہاز کی حالت ہوتی ہے وہی حالت جوانی میں

انسان کی زندگی کی ہوتی ہے۔ اسلیئے جوانی کی حالت میں نوجوان لڑکیوں کو نوجوان لڑکوں کے درمیان رکھ کر یہ امید رکھنا کہ وہ پارسا رہ جائیں گی۔ اس کی ایسی ہی مثال ہوگی۔ جیسے کہ دس بیس بھیڑیوں کے درمیان کسی بھیڑ کو رکھ کر اس کی زندگی کی امید رکھنا پس لڑکوں کے ساتھ رہتے ہوئے لڑکیوں کے دلوں میں قدرتی طور پر وہ خیالات پیدا ہونگے جو لڑکوں کے دلمیں پیدا ہوتے ہیں ... جنکی نقل کر رہے ہیں وہ تو تنگ ہو کر اوس سے مکتی کا راستہ تلاش کر رہے ہیں۔ لیکن ہم نربھاگ اوسکو اپنانے کیلئے آنکھ بند کرکے دوڑ رہے ہیں اس کا اثر ایشور اور دھرم میں وشواش نہ ہونا سرلتا کا ابھاؤ۔ سینم کا ابھاو۔ برہمچریہ کا ابھاو۔ ماتا پتا گورو جنوں میں اشردھا۔ پورانی باتوں سے دویش۔ ولاستا اور فضول خرچی۔ کھیتی۔ دوکانداری وغیرہ کاموں میں شرم۔ کسی کی جھونٹھ سے پرہیز نہیں خواہ ان پیالیوں میں گئو مانس ہی بھکشن ہو چکا ہو وغیرہ وغیرہ۔ کیا ایسی سِکشا کیلیئے روک تھام کرنا آپ لوگوں کا دھرم نہیں ہے یا اسمیں ہی اُنتی ہوتی ہے۔

کرودھ (غصّہ)

اس کے متعلق سب سے پہلے ہم آپکو سابقہ رشی منیوں کا خیال بتلانا چاہتے ہیں جنکو میرے پیارے صاحب جی مہاراج بچونکی سی

باتیں اور بچوں کے سے سوال جواب تحریر فرماتے ہیں اون کا خیال ہے کہ غصہ بھی ایک ایسی قوت ہے جس کا اظہار انسان کی طرف سے اپنی زندگی کے سفر کو طے کرنیکی روشنی ملنے کی غرض سے ہوتا ہے۔ یہ غصہ اپنے آپکو بہت طرح کی حیوانی شکلوں میں ظاہر کیا کرتا ہے۔ جہاں کوئی اس کے غصہ کا مقابلہ کرتا ہے تو وہ دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کرتا ہے یہ قدرت کی ایک غارت کرنے والی شکتی ہے لیکن کرم یوگی کے لئے اسکو قابو میں لانا نہایت ہی ضروری ہے اوس کا علاج صرف یہ ہے کہ جب کوئی اوسکو نقصان پہونچے تو اوس کا انتقام لینے کی نیت نہ رکھے۔ اس کا علاج منوجی مہاراج نے اپنے دس دھرموں میں یہ بتلایا ہے کہ خطا کا معاف کرنا ہی واجب ہے گوتم بدھ کا قول ہے کہ حقارت کے عیوض میں محبت ظاہر کرنے سے حقارت کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ حضرت مسیح کا قول ہے کہ برائی کرنے سے برائی پر غالب آنیکی امید مت رکھو بلکہ اوس کے عیوض نیکی کرو۔ اسی کا نام کرم یوگ ہے۔

مت آ کبھی تو کرودھ میں مت بھر کبھی تو جوش میں
مت کلکش اپنا تیاگ تو رہ سرد ہی ہوش میں

رہتا کشما ہین سدا کرودھ اگنی سے جل جائے ہے
مت کرودھ اپنے پاس دے بدی دہرم تجھکو بھائے ہے
مت راگ کر تو ایک ہیں مت دویش کر تو اینہ ہیں
مت بھلے کسی سے کہا کبھی من بدھی رہ چیتن ہیں

ملک کی سیوا کا دعویدار وہ شخص ہرگز نہیں ہوسکتا جسنے پہلے اپنی سیوا نہیں کی جو اپنا حق ادا نہیں کرسکا وہ ملک کی سیوا کیا خاک کرے گا حق شناسی کے لئے تو ایک سنیاسی کا سا بھاؤ رکھنا چاہیئے خودغرضی کو بالکل تیاگ دینے کی ضرورت ہے اول اپنا ہرداہی شدھ کرنا دوسروں کا اوپکار کرنا ہے۔ دیکھئے عیسیٰ مسیح کو لوگوں نے پھانسی پر چڑھایا تو اون کے لئے حضرت نے دعا مانگی کہ ان لوگوں کو معاف کرنا۔ کیونکہ بیچارے یہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کرنے لگے ہیں۔ سوامی دیانند پر اینٹ پتھر اور ڈھیلے کی برشا کی گئی اونہوں نے فرمایا آج ایسا کرتے ہو وہ دن دور نہیں ہے کہ تم سب مجھے پھولوں کی برکھا کیلئے ڈھونڈا کروگے۔ محمد صاحب کو کئی بار لوگوں نے مارنے کی ٹھہرائی اور وہ بال بال بچے۔ مہاتما بدھ کو بھکشا مانگتے دفعہ ایسے برے الفاظ کہے گئے کہ جو نیچ سے لئے بھی سننے والے کانپ اوٹھیں۔ ایک شخص نے گالی دی۔ اور دوسرے نے ہاتھ جوڑنا اور تعریف کرنا شروع کیا

مہاتما بدھ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی کا لایا ہوا تحفہ قبول نہ کرے
تو اوسی کے پاس رہ جاتا ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔
شری کرشن جی کیلئے ششوپال اور دریودھن وغیرہ نے
اونکا نرادر کیا۔ دُرباشا رشی کو خود مع رُکمنی کے رتھ میں اپنے کندھوں
پر چلایا۔ شری رامچندر کے لئے اونکی زندگی میں ایک دھوبی کو اونکی
پتی برتا استری کی نسبت بدچلن کہنے کا حوصلہ ہوا۔ یدھشٹر نے
اپنے استاد سے پڑھا کہ غصہ یا کرودھ مت کرو۔ اب وہ سوچتا
ہے کہ کرودھ مت کرو بھلا کیونکر۔ کرودھ ضرور آجاتا ہے کیوں
آجاتا ہے۔ کیا جائز ہے یا ناجائز۔ کرودھ کے بغیر کام چل سکے گا
یا کہ نہیں اگر کرودھ نہ کیا تو ملازم گستاخ ہو جائیں گے کام خراب
کریں گے۔ رعب اٹھ جاوے گا۔ سب انتظام درہم برہم ہو جاویگا۔
روٹی وقت پر نہیں ملیگی وغیرہ وغیرہ کرودھ کو چھوڑنے میں پریشانی
بہت ہوگی پھر کیا ترک کرنا ناممکن ہے اگر ناممکن ہوتا تو گوروجی ایسا
اوپدیش کیوں کرتے۔ ست شاستر ایسا حکم کیوں دیتے۔ اب
کیا کریں غصہ تو آہی جاتا ہے کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ یہ تو مان لیا جاوے
کہ کرودھ کرنا جائز نہیں ہے لیکن موقع پر اگر غصہ آجاوے تو آجانے
دو۔ مگر یہ تو جعلسازی اور شاستر اور گورو کو دھوکہ دینا ہے مونہہ سے

ہاں کرنا اور عمل میں نہ لانا۔ اس لئے آیندہ غصہ کو پاس نہ آنے دینگے
جب کوئی کام بگڑ جاتا ہے یا چیز خراب ہو جاتی ہے تو غصہ آتا ہے
کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ اگر دو روپیہ یا سو روپیہ کا نقصان بھی ہو جاوے
مگر آنند جیسے بیدالسئی حق کو اوس کے مقابلہ میں کھونا نہیں چاہیئے۔
میں دُنیا کی بجائے راستی کو اپنا گورو اور رہبر بناؤں گا۔ کبیر صاحب
کے چلنے سے ایک رنڈی کو چھینٹ آگئی اوس کے بھڑوے نے
کبیر جی کو مارا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بھڑوا مکان پر پہنچکر چھت سے گر پڑا
اور سب نے کبیر صاحب کے مکان پر پہنچکر معافی مانگی اونہوں
نے جواب دیا کہ بھڑوے بھڑوے کی لڑائی ہے کیا فکر کی بات ہے
ایک پٹھان نے بیقصور جیجو بھگت کو مارا چوٹ اوسکی بیوی کے
اوسکے گھر میں لگی کیونکہ اس کی بیوی کا قصور تھا پھر تمام شہر نے معافی
مانگی۔ ناظرین یہ تو ہے مہاتماؤں کا کام اور عملی تعلیم اس کے
خلاف رادھاسوامی مت کے مالک کل روحانیت کے دعویدار
کو دیکھو اگر کوئی اون کو غلط راستہ سے ہٹا کر راہ راست پر
لانے کیلئے تبادلہ خیالات کرنا چاہے تو آپ اوسکو گالیاں
دینا شروع کرتے ہیں۔ مثلاً (۱) جتنی جلدی آریہ تہذیب سنسار سے
مٹ جاوے تو اچھا ہے۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش حصہ دویم صفحہ ۱۸۹

(۲) وید کو غیر فانی سنکر ست سنگی کی پریشانی کا پارہ یکدم ببیں ڈگری اوپر چڑھ جاتا ہے دیکھو دفعہ ۱۶۲-۱۶۳ حصہ سویم اس بیان سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ست سنگی کا پارہ اصلی حالت پر قایم نہیں ہے یا تو وہ بجائے ۹۸½ ڈگری کے ۷۸½ ڈگری پر بہت سلو ہے اسلئے ست سنگی صحیح حالت میں نہیں ہے اگر ۹۸½ ہوتی تو اوسیر ۲۰ ڈگری بڑھانے سے ۱۱۸½ ڈگری ہو جاتا ہے یہ قابل یقین نہیں کیونکہ ۱۰۵ ڈگری کے بعد تو پاگل ہو کر موت واقع ہو جاتی ہے اسلئے یہ ماننا پڑے گا کہ ایسے شبد لکھنے والے کا دماغ صحیح نہیں ہے بدیں وجہ از خود رفتہ کا کوئی فعل جرم نہیں مانا جاتا مستثنیٰ رکھا جاتا ہے۔

(۳) سچی کہنے والے کو نادان کج فہم بدنصیب کا خطاب دیا جاتا ہے صفحہ ۹ سطر ۳ حصہ سویم۔

(۴) کیا انیک منشوں کی ایک پتنی ہوسکتی ہے یا آریہ لوگوں میں رواج تھا کہ باپ بیٹی میں نطفہ ڈالے ملاحظہ ہو حصہ دویم صفحہ ۱۹۵

(۵) اگر کسی ست سنگن عورت کا بچہ چبوترہ ست سنگ پر رونے اور چلانے لگتا ہے جیسا کہ بچوں کا قدرتی خاصہ ہے اور آپ کے کانوں تک آواز پہنچ جاتی ہے تو اوس عورت کو یکماہ کیلئے حاضری ست سنگ سے معطل کیا جاتا ہے اور بہت کچھ خفگی کے

الفاظ استعمال میں لائے جاتے ہیں اسلیے عورتیں اپنے بچوں کو
نشیلی اشیاء افیون وغیرہ کھلاکر اپنے گھر چھوڑ جاتی ہیں جو ایک
طرح پر ناجائز اور خراب عمل ہے اور شرائط اوخال ست سنگ
کے خلاف ہے۔ دیکھو دفعہ ۱۶ ضمن ۲ صفحہ ۲۲ راد ہاسوامی مت درشن
(۶) ایک ست سنگن کا بچہ کھیلتا ہوا حوض میں گر گیا آپ کا
فرض تو یہ تھا کہ فوراً حوض میں کود کریا جسطرح ممکن ہوتا اول اوس
بچہ کو حوض سے نکالا جاتا لیکن بجائے اس کے آپ نے اوس عورت
پر غصہ اور غضب کی جسقدر ممکن ہوسکتا تھا بارش شروع کردی۔ اور
دوسرے شخصوں نے اوس بچہ کو حوض سے نکالا۔
(۷) اگر کوئی ست سنگن چبوترہ ست سنگ پر برخاستگی اجلاس
یعنی واپسی کے وقت آپ کے پاؤں چھونا چاہتی تھی تو آپ جوتہ کی
ٹھوکر سے اُسکی خبر لیتے تھے۔ حالانکہ بیچاری اپنے پریم کو ظاہر کرنے
کیلیے ایک دوسری کو دھکا دیکر آپ کے چرنوں میں پڑتی رہتی ہیں
جس کی بابت آپ بذریعہ پریم پرچارک کا رآمد نصایح مورخہ
۱۶ جنوری ۱۹۳۳ء مالک کا شکریہ بھی ادا کرتے ہیں کہ ہماری استریوں
کے ہردے میں حضور رادہاسوامی دیال کے چرنوں میں گہرا پریم
ہے مگر سچا پریم اوسی کا ہے جو یہ پریم ہضم کرلے جس کا نتیجہ ہوتو نکے

ٹھوکریں کھانا۔ اونچ نیچ سیوا کرنا اور حسب پسند مالک کل سے اولاد پیدا کرنا ہے وغیرہ وغیرہ۔

(۸) میں بھی چند مرتبہ آپ کے اجلاس میں پہونچا۔ ایکمرتبہ ۱۷ سمہ ۱۹۱۸ء میں مجھے دیال باغ کے پہرہ دار نے ہی اندر جانے سے روکدیا جبکہ میں نے اپنے کو غیر ست سنگی بتلایا۔ حالانکہ مجھے اپنے ایک دوست بابو حکم چند جی سابق سکرٹری سے ایک بہت لمبے عرصہ کے بعد ملنا ضروری تھا مگر محروم رہا۔ گیارہ بجے کا وقت تھا بہت دور دراز فاصلہ سے خرچ کرکے اور تکلیف اوٹھا کر پہونچا تھا لیکن ہزار منت پر بھی پہرہ دار نے بتلایا کہ شام کے ۵ بجے سوامی باغ میں صاحب جی مہاراج متھا ٹیکنے جاوینگے اوس وقت اون کے ساتھ میں بابو حکم چند جی کے درشن ہو سکتے ہیں بہرحال میں واپس مظفر نگر پہونچکر اپنے دوست کو چٹھی لکھی کہ ایسے ست سنگ سے تو جیلخانہ بہتر ہے۔ کیونکہ درخواست دینے پر قیدی سے بھی ملاقات تو ہو سکتی ہے میرا خیال ہے کہ اسی تحریر پر آئندہ کے لئے روک ٹوک زیادہ نہیں رہی۔ مگر افسوس کہ لالہ حکم چند گپت ہو گئے اور اُن سے ملاقات نہ ہو سکی۔ دوسری دفعہ ۱۹۳۰ء میں چبوترہ ست سنگ پر حاضر ہو کر جبکہ آنجناب معلی کرسی صدارت پر رونق بخش ہوئے حسب ضابطہ دو روپیہ بطور بھینٹ پیش

کئے گئے تو ایک صاحب نے غالباً سکرٹری ہوگا. کھڑے ہوکر
عرض کیا کہ یہ غیر ست سنگی ہے اوپدیش نہیں لیا ہے تو فوراً ہی
قبولیت سے انکار ہوا. میں نے عرض کیا کہ مہاتما. حاکم حکیم کے
پاس خالی ہاتھ جانا بعید از اخلاق ہے. اسلئے میں ایک مہاتما
سدن پتی سنگرو سنکریہ نذرانہ پیش کرتا ہوں. اور پہلی مرتبہ ۱۹۱۱ء میں
میرا ایجنٹ غازی پور میں قبول بھی ہوچکا ہے تو آپ نے فرمایا
کہ وہ ہمارا وقت نہیں تھا. گویا آپ کے گورو صاحب کی غلطی تھی
میں نے عرض کیا کہ قانون تو ایک ہی ہوگا. اور بھی میرے چند
سوالات ہیں تو آپ نے فرمایا کہ بیٹھو ہم جواب دینگے. چنانچہ میں
آخر وقت تک چرنوں میں موجود رہا لیکن مجھکو پیاسا ہی چھوڑ کر غصہ
میں بھاگ گئے.

(۹) ست سنگ میں سب سے پہلے تو آپ نے میٹ بنوانیکی
خواہش ظاہر کرکے فرمایا کس کپڑے کا بنوادیں پھر کہا کہ سب ست سنگی
تو نہیں خواہش کرینگے اس لئے اس سوال کو زیر فیصلہ چھوڑا جسکی بابت
معلوم ہوا کہ بہت عرصہ کے بعد ۱۹۳۵ء میں آپ نے تمام ست سنگیوں
کیلئے ہی یوروپین ڈریس میں رہنے کا قانون پاس کر دیا. گر اس سے
انسان کی پوزیشن اچھی ہوتی ہے جیسا کہ اخبار لیڈر ۲۱ اگست ۱۹۳۵ء سے

ظاہر ہے۔ لکھا ہے کہ آگرہ میں صاحب جی مہاراج کی پریزیڈنٹ شپ
کے اندر رادھا سوامیوں کی میٹنگ میں ایک دلچسپ ڈریس کی
تبدیلی کے بارہ میں فیصلہ ہوا ہے جس کے مطابق رادھا سوامی کے پیرو
یکم ستمبر ۱۹۳۵ء سے یورپین ڈریس میں پبلک کے سامنے آیا کرینگے۔ اس
بات پر زیادہ زور دیا ہے کہ پوشاک چال چلن کو بناتی ہے۔ اپنے
فیصلہ کی تائید میں مصر اور ٹرکی اور افغانستان کی مثال پیش کی ہے
کیا اچھے ایک سنت ستگورو کے خیالات ہیں اگر گدھے کو شیر کی
کھال اُڑھا دی جاوے تو کیا وہ شیر بن سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ واقعی
ایسا لباس تبدیل کرنے سے ہی دیگر ممالک کے گنوں کا حاصل
کرنا ممکن ہو سکتا ہے اور ایک ہندو سنت ستگورو مہاتما کا
یہی کام ہے۔ جبھی تو آپکو سر کا خطاب ملا ہے۔ اس کے بعد آپ نے
ست سنگیوں کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جن لوگوں کے بدن پر
دیال باغ کا بنا ہوا کپڑا نہیں ہے وہ ہاتھ اٹھاویں۔ کسی نے کہا
کہ میرا کپڑا دھوبی کے ہاں ہے کسی نے کچھ بہانہ لیا لیکن ایک
ست سنگی نے عرض کیا کہ میں غریب ہوں دیال باغ کا کپڑا ۸ رگز سے
کم نہیں ملتا میں تو صرف ۲ر یا ۲٫۸ر گز کا پہنتا ہوں تو اوسپر بیحد غصہ کا
اظہار ہوا۔ اور فرمایا کہ کیوں امرتسر سے یہاں آئے درشن درشن

کتنا فضول ہے۔ پھر عورتوں کو ہاتھ اوٹھانے کا حکم ملا۔ ایک عورت
کے پاس دیال باغ کا کپڑا بالکل ہی نہ تھا۔ تو اوسکو حکم ملا کہ کیوں نہ
تم کو دیال باغ سے نکالدیا جاوے۔ تمہارا کیا حق ہے کہ تم کو پانی
دیا جاوے۔ کیا حق ہے کہ روشنی دیجاوے۔ غرضکہ بہت کچھ غصہ
ہوکر یہ فرمایا کہ تمہارے ٹھیک کرنے کو میں اب ایک رول بناؤں
گا اور کرسی سے اٹھکر بحالت غصہ میرے سوالات کو بھی درمیان
ہی چھوڑکر بھاگ نکلے۔ اسلئے ایک ست سنگی نے گورو مہاراج
کی سٹیم گرم ہو جانا (حرارت کا پارہ چڑھ جانا) میری بدقسمتی کا موجب
بتلایا اور میں مایوس ہوکر واپس چلا آیا۔ مقام غور ہے کہ آپ کی یہی
پاک اور خالص روحانی تعلیم ہے جسکی بابت لکھا ہے کہ عوام رادہا
سوامی دیال اور ست سنگ کی ترقی کو دیکھکر ازبس رنجیدہ ہیں
اور ناعاقبت اندیشوں کے لئے خارجگر بن رہی ہے۔ دیکھو صفحہ ۶۳
حصہ اول و صفحہ ۲۰۸ حصہ سویم ہتھیار تنتر پرکاش۔ اور یہ بھی لکھا ہے
کہ سناتن دہرمی اپنے فرقہ کے محدود عقائد کو سناتن دہرم سمجھکر
رادہا سوامی مت کی صلح کل اور روح افزا تعلیم کے برخلاف لب کشائی
کرتے ہیں دیکھو صفحہ ۲۱۵ حصہ سویم واقعی آپکی روح افزا اور صلح کل تعلیم
اسی کو کہتے ہیں جسکو غالباً کوئی بھی ذی فہم روحانی تعلیم کا خواہشمند

تسلیم نہیں کرسکتا اور ہر طرح سے قابل اعتراض ہے۔

لوبھ

لوبھی بنے ہے اتی نیچ کھوٹا ۔ کھودے پرتشٹھا بن جائے چھوٹا

لوبھی مت ہو اودار ہو تو ۔ دانی جیوں میں سردار ہو تو

مایا ناٹی کے جال میں پھنس ہو گیا کنگال تو ۔ در در پھرے ہے بھٹکتا جگ سیٹھ مالا مال تو

رہ لوبھ سے اتی دور ہی جا دربھ کے تو پاس نا ۔ نیچ کام اور کرودھ سے کرگر کبھو سہواس نا

مایا مہا ہے موہنی پھنس تو نہ مایا جال میں ۔ سندر یہاں پر کچھ نہیں کالا پڑا ہی دال میں

مایا ناٹی کے چکر میں ہے تان مت تو آ کبھی ۔ ٹھگنی جگت کی دستوئیں ہیں تیاگ دے پیارے ابھی

مایا تو ٹھگنی ہی ٹھگت پھری سب دیش ۔ جا ٹھگنے ٹھگنی ٹھگی تا ٹھگ کو آدیش

لوبھ انوراگی پھنس لوبھ جال نے ۔ ناہیں کبھی وہ سکھ شانتی پاتے ہیں

مت کر کمائی پاپ کی تو بھگتی دیکر آڑ میں ۔ بنتے بھگت ٹھگتے جگت دو نا پڑتے چولہی بھاڑ میں

مایا ناٹی کو جیت لے مت داس بن تو آس کا ۔ ویراگ کا دھر داؤں سا پا پھینک تو ابھیاس کا

نسو مایا بس بھیو گوشائیں ۔ پھنسو کیٹ مرکٹ ام نائیں

مایا ناٹی بھگ جائے تو سنکٹ دور سب ہو جائیگا ۔ البیگہ تب تو جیو ہی سمر دگیہ شیو ہو جائیگا

مایا او دیا کار چا سنسار کیول نام ہے ۔ بنتے تو اسمیں کچھ نہیں تو تو بھی سکھ آرام ہے

لگاتا ہے عبث دولت پر کیوں تو دل کو اب ناحق ۔ نہ جاوے سنگ کچھ ہرگز یہیں سب چھوڑ جانا ہے

کبیر صاحب کا مقولہ ہے کہ دہرم داس جو دنیا کے جال میں پھنسا ہے وہ پرمارتھ کا ادھکاری ہی نہیں ہے اگر پرمارتھ کی دولت چاہتا ہے تو تمام روپیہ غریبوں کو تقسیم کرکے ایک کمبل اوڑھ کر میرے پیچھے آجا۔

کبیر من تو ایک ہے بھاوے جہاں لگاء۔ کے سیوا کر ساد ھو کی کے گورو کے گن گائے مہاتما بدھ کا عام پرچار تھا کہ نروان یا نجات حاصل کرنیکے لئے ہر ایک کو دنیا ترک کرکے بھکشو یا بھکشنی بننا پڑے گا اور ایک بھکشو کیلئے صرف ایک کمبل اور ایک پیالہ رکھنے کی اجازت ہے۔

مایا من کی کلپنا تا سوں کچھو نہ ہوئے۔ دادو آتم سروپ سے مل کر دُرمت کھوئے دھنونتے دُکھیے سبھی نردھن دُکھ کا روپ۔ سادھو سکھی سہج کہیں مایا بھید النوپ جگت سینہی جیو ہے رام سینہی سادھو۔ تن من دھن تج ہری بھجے تا کا متا اگادھ جسکو پرماتما نے دنیا کے پر اوپکار کے لئے بنایا ہے اوسکو سنسار کے بیوہار میں پھنسنا فضول ہے ظاہر ہے کہ اپنی توجہ کو بہت سے کاموں میں بکھیرنا دکھ ہے۔ اور توجہ کا سمیٹ لینا سُکھ ہے۔ سنسار اور سنسار کے پدارتھوں کی باسنا اور تفکرات کا نام ہی تو مایا بتلایا گیا ہے جو شخص گورو گورکھ ناتھ کی طرح مایا سے بچکر اس پنچ بھوتک شریر کی کھوج کرتا ہے اور رام بھجن میں مگن رہتا ہے وہی اس سنسار ساگر سے پار ہو سکتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اندریوں کا بھوگ تو سانپ کی مانند ہی

جسکا مارا ہوا جنم مرن پاتا ہے۔ اور جنم سے جنمانتر بھٹکتا ہے۔ اس جیو
میں جتنگ ہی گن ہیں کہ جب تک لکشمی نہ ملے۔ لکشمی ملنے پر سب
گن اور اچھی خصلتیں ناش ہو جایا کرتی ہیں جب تک لکشمی نہیں ملتی اسی
وقت تک میٹھے بول بولتا ہے پھر سخت ہو جاتا ہے جیسا کہ آنجناب
معلی القاب صاحب جی کی ہی مثال موجود ہے کہ ابتدائے زمانہ
میں فاقہ کشی کی حالت میں وید بھگوان اور بھگوت گیتا کا پورا بھگت
ایشور درشن کا ابھلاشی آزادی کا دلدادہ جانوروں سڑکوں درندوں
پرندوں کو رہنما سمجھتا تھا۔ اور سادھو سنیاسیوں کا پورا معتقد تھا۔ اب
گورو ڈم اور عیش و عشرت کے نشہ میں سب کو ہیچ نفرت حقارت کے
الفاظ سے دوہرانے کی ہمت رکھتے ہیں چنانچہ یہ لکشمی ہی بڑے
بھوگ میں مشغول کرتی ہے۔ لیکن سمجھنا چاہیئے جیسے بجلی ظاہر
ہو کر چھپ جاتی ہے تیسے یہ لکشمی بھی آکر چلی جاتی ہے۔ اور جیسے بلی
چوہے کی گھات میں رہتی ہے تیسے ہی یہ لکشمی بھی نرک میں ڈالنے
کے لئے گھر میں پڑی رہتی ہے۔ جیسے انجلی میں پانی نہیں ٹھہرتا تیسے
ہی لکشمی بھی نہیں ٹھہرتی اسلئے چھن بھنگ لکشمی اور شریر کو پاکر جو بھوگ
کی اچھا کرتا ہے وہ مہا مورکھ ہے دراصل دولت اور دنیاوی
ملکیت کا خیال ہی آدمی کو بندھن میں ڈالتا ہے اگر مالک ہی بننا ہی

تو اپنے دل کا ہو جس سے تمام دُنیا تمہاری بن جاوے۔ اپنے آپ کو
جاننا اور اس میں دڑھ نشچے رکھنا ہی پرمارتھ ہے اپنے اصلی سروپ کو
بھولکر نقلی کو ماننا ہی پرماد ہے۔ جب انسان ایشور سے اور اور
چیزیں مانگتا ہے اسی لئے وہ ہمیشہ غریب رہتا ہے اگر مانگتا ہے تو
ایشور سے ایشور ہی کو مانگنا چاہیئے بیشک نزبان پد ہر ایک شخص
پا سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اوس کے دل میں کوئی دنیاوی خواہش
قید یا شرط نہیں ہونی چاہیئے سکھ تو کیول تیاگ اور سنتوش سے
ہی ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ سنتوشی خواہ اوس کے پاس روٹی
تک کھانے کو نہ ہو ایک اسنتوشی سے خواہ وہ تمام دُنیا کا مالک ہو
کہیں بڑھ کر سکھی ہے۔ جب تک ترشنا روپی چکر میں ہے مورکھ ہو
یا پنڈت بالک ہو یا بردھ استری ہو یا پرش ہندو ہو یا مسلمان نیچ
ہو یا اونچ دیسی بدیسی غرض کوئی بھی ہو شانتی کے مندر یا برہم سے
ایک برابر فاصلہ پر ہیں دیکھو ضرورت اور خواہش میں بھی تو رات دن کا
فرق ہے جسکو مالک کل رادھاسوامی دیال یعنی صاحب جی مہاراج
ضرورت ضرورت گاتے ہیں یعنی ست سنگی اور ست سنگیوں کے
دھڑا دھڑ بچہ پیدا کرنیسے ہی مالک غریب ہندوستان کو اٹھادیگا
یہ تو نہایت ہنسی کی بات ہے۔ اسکو تو شہوت پرستی اور حیوانوں کا

کام کہا جا سکتا ہے ضرورت تو وہ ہوتی ہے کہ جس کے بغیر کام نہیں
چل سکے مثلاً کھانا۔ پینا۔ شوچ وغیرہ یہ سب ضروریات ہیں۔
خواہش وہ ہے جو کبھی پوری نہ ہو۔ مثلاً زردہ۔ پلاؤ۔ زرلبفت پارچہ
شیش محل۔ خزانہ۔ پریاں۔ چاندی کے پلنگ۔ کرسی ٹرے پیالیاں چاندی
کی بگھی۔ پالکی۔ حکومت خطابات وغیرہ جس کو صاحب جی مہاراج
تلاش کرتے ہیں نہیں سوچتے کہ اگر ایسی خواہش کسی کی پوری بھی ہو جاتی
ہے تو بھی شانتی یا آنند کا آنا مشکل ہے جیسا کہ صاحب جی مہاراج
کو سنت ستگورو مالک کل عالم الغیب ایشور اور خدا کے پیدا کرنے
والا۔ اون کے چیلے خطاب دے رہے ہیں اور گورنمنٹ عالیہ سے
سر کا خطاب بھی مل چکا ہے۔ اور سب چیزیں چاندی سونے کے ٹرے
گلاس پیالیاں کرسی ولایتی کرائسلے لمبنڈو گاڑیاں اعلیٰ اعلیٰ قسم
کے کھانے قسم قسم کی بیشمین زریں پوشاک اور شاہوں کا شاہ
کہلاتے ہوئے بھی سنتوش نہیں ہے جیسا کہ بابو چنتامنی صاحب کے
سرٹیفکیٹ سے ظاہر ہے اونہوں نے لکھا ہے کہ دیال باغ پوتر
تیرتھ استھان ہے۔ اب بھی صاحب جی مہاراج اپنی برتمان سپھلتا
سے سنتشٹ نہیں ہیں بلکہ اتیت بڑے کام کرنیکے لیے دیا کل
ہیں اور اونکو پورے کانگریس مین سے مشابہ کیا ہے۔ دیکھو

پریم پرچارک ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۱۷ اسلئے ایک سنت ستگورو کا زیادتی کے ساتھ دُکھی اور عدیم الفرصت رہنا شدید ہے جو روحانی تعلیم کے بالکل برخلاف ہے اور لکھا ہے کہ۔

مان گھٹے کچھ موںہہ کے مانگے اور پریت گھٹے نت کے گھر جائے
گیان گھٹے نرموڈھ کی سنگت دھیان گھٹے چت کے بھرمائے
سادھو کی سنگت سوگ کٹیں اور روگ کٹیں کچھ اوشدھ کھائے
دنیا ناتھ سب بیادھ کٹیں اور پاپ کٹیں سب گوبند گوبند گن گائے

جنت پرست زاہد کب حق پرست ہیں، بھوگوں پر مرے ہیں وہ خواہش پرست ہیں

پرکرتی کا نیم ہے کہ ضروریات کے مہیا کرنے میں وہ انسان کی مددگار ہے اور ضروریات نہ توڑ سکتی ہیں اور نہ اُن کے روکنے سے کوئی فائدہ ہے آنند تو اوسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ من بالکل ایکاگر ہو۔ برتیاں سب کی سب باہر سے اندر آجاویں من کی بیقراری سادھن کے لیے سخت خطرناک ہے جگت کے گوناگوں پدارتھوں کو من میں جذب نہ کرنے کا یہی مطلب ہے کہ ان سے من کا موںہہ ایسا مڑ جاوے کہ پدارتھ بھاؤ ذرا دل میں نہ رہے بلکہ غیبی بھی اوڑ جاوے اور پرماتما ہی پرماتما نظر آوے۔ یہ یاد رہے کہ جب تک من کو آتما میں

لین نہ کروگے پدارتھ بھاؤں سے ہرگز نہیں مٹے گا۔ من کا پدارتھوں
سے ہٹا کر اپنے آتما میں مقام اختیار کرنا ہی پدارتھ بھاؤ کو دور کریگا
اپنی ذات میں مستغرق ہونا ہی دنیا کا اودھار کرتا ہے۔ بتلایا ہے
کہ سکھ کا کارن سنتوش ہے۔ دکھ کا کارن انتوش۔......
دیکھو منو مہاراج ۴-۱۲۔ زیادہ ترشنا والا مہا دردی ہے
شریمان وہ ہے جسکو سب طرح سے سنتوش ہے دیکھو شنکر سوامی سلوک ۵
ترشنا والے کو بڑی بھاری آمدنی اور سمراٹ پدوی ملنے پر بھی سکھ
شانتی ناممکن ہے ترشنا ہی منش کو سدا دکھ اور اودیگ روپی اگنی
میں جلاتی ہے دیکھو سکند پوران ۷-۳۲-۴۸-۴۹۔ سنتوشی ہی سچا
پربھو بھگت ہے۔ ترشنا ایک طرح کی بڑی بھاری راکھشنی
ہے وہ جس کے پیچھے پڑ جاتی ہے اوسے سکھ کی نیند سونے نہیں
دیتی رات دن انیک طرح کی چنتا میں جلتا رہتا ہے دیکھو بھرتری ترشنا نرنے ۵
مہابھارت ون پرب ۲-۲۶۔ میرے گنوں کو لوگ جانیں۔ اور
تمام لوگ میری پوجا مان پرتشٹھا وغیرہ کریں ایسی ترشنا وشے
آسکت اہنکاری منشوں کو رہتی ہے جیسا کہ رادھا سوامی والوں کو
لیکن جیون مکت شانت مہاپرشوں کو ایسی ابھلاشا کداچت نہیں
ہوتی اور جسکو ترشنا ہوتی ہے وہ کنگال سمجھا جاتا ہے سکھ دکھ کی جڑ

ترشنا ہے اور ترشنا کی جڑ آشا ہے۔ آشا ترشنا کا کارن موہ اگیان
ہے۔ اگیان کے تیاگ سے ہی آشا ترشنا کا تیاگ ہوتا ہے نراشا اور
سنتوش ہی امرت کے سمان سُکھ دایک ہیں۔ ایک راجہ نے
بھرتری ہری کو سادھو لباس دیکھ کر اسلئے دارد ری (بھکشو) کہا
کہ نہ تمہارے پاس رہنے کا محل نہ اعلیٰ پوشاک نہ کوئی ساتھ نہ سندر
بھوجن ہے۔ اس لئے آپ مجھ سے بجائے بہت بڑے ہونے کے
بہت چھوٹے ہو گئے ہیں تو بھرتری جی کا جواب ہے کہ ہم سادھو
لوگ بالکل درختوں کی چھال سے بنے ہوئے بستروں سے سنتوش
وان ہیں اور تو راجہ اسقدر لکشمی وغیرہ سے بھی سنتشٹ نہیں ہے
پس سنتوشی کبھی داردری نہیں ہوسکتا ہے۔ تیاگ اور ویراگ سے
ہی سنتشٹ ہوسکتا ہے۔ سنتوش کا نہ ہونا ہی دُکھ کے لئے ہوتا ہی
بھی وشئے لالسا ہے۔ اس سے ہی اندریاں چنچل ہوتی ہیں۔ چنچلتا ہی
دکھ ہے۔ اندریوں کی چنچلتا روپی اسنتوش سے ہی اچھی بدھی نشٹ
ہوجاتی ہے۔ جس کا پربھو میں پورن وشواس ہے وہی پربھو بھگت
ہر حال میں سنتوشی رہتا ہے دیکھو مہابھارت ۲۵-۲۱۵۔ سنتوشی
بھگت کے لئے تھوڑا بھی بہت ہے پربھو بھگت زیادہ پدارتھ
کے لئے دوسروں کو کشٹ نہیں دیتا ہے کسی کے آگے دین بھی

نہیں بنتا ہے۔ اپنا ئے دھرم کے مارگ میں پاؤں کبھی نہیں رکھتا
ہے۔ ترشنا کے تیاگ سے ہی پربھو بھگت بنتا ہے۔ شبھ کرم
کرتا ہوا ایسا پربھو بھگت پربھو کی اچھا میں ہی مگن رہتا ہے اور
کچھ نہیں چاہتا۔ تمام پرتھوی منڈل کا شاسن کرنیوالا مہیپت سمراٹ
راجہ اور ایک سنتوشی کا پیٹ ایک ہی جیسا ہے۔ لیکن جسکو
پتھر سونا دونوں برابر ہیں ایسا سنتوشی پربھو بھگت ہی کرتارتھ اور
سکھی اور شریشٹھ ہونے کی بڑائی کرنے یوگیہ ہے۔ پرتھوی کا راج کرتارتھ اور سکھی نہیں
ہے۔ دھن کی ترشنا والے سدیو مہا دکھی دین ہے اسنتوش ہی
برہمن تو کا ناش کرنے والا ہے سنتوش سے انومت شکھ کا لابھ
ہوتا ہے دیکھو یوگ شاستر (۲۰-۴۲) جب سنتوش روپی سوریہ کا
اودے ہوتا ہے تب ترشنا روپی اندھکار کا ناش ہو جاتا ہے۔
سوائے آتما کے نواد۔ کوئی جگہ آنند کی ہے ہی نہیں۔ آنند کا مخزن
اگر ہے تو وہ صرف اپنا آپ ہی ہے اسی میں آزادی ہے اسی میں
شانتی اور سرور ہے آتما ہی منبع آزادی ہے عارف لوگ اس
دنیاوی موجودات و قیود سے مونہہ موڑ کر ہی مکتی کے امرت کو
پراپت ہوتے ہیں ناظرین یہ ہے سناتن دھرم پورانے رشی منیوں
کی تعلیم جسکو صاحب جی مہاراج بچوں کی سی باتیں بچوں کی سی عقل

تحریر فرماتے ہیں اب اوس کے خلاف رادھاسوامی مت کی تعلیم دیکھیے :-

۹۰۱-۸۹۸

کنگھا کیا سوامی بال سنوارے ۔ گیا جنجال موہ مدھ ہار ۔ دیکھو صفحہ گویا رادھاسوامی کے گورو کے بالوں میں کنگھا کرنے سے چیلوں کے جنجال اور موہ مدھ سب چھوٹ جاتے ہیں اور اونکے تھوک اور بلغم نکھ امرت پان امرت اور جھوٹا ٹکڑا موبنہ سے نکلا ہوا ملتے ہی موکہش کا بھاگی بنجاتا ہے آپ دوسرے متوں کے لئے لکھتے ہیں کہ خودغرض سیاہ دلوں نے مہاپرشوں کا ظاہری لباس وچال ڈھال اختیار کر کے طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے اور ہزاروں پاکھنڈی سادہ سنت سادھو لوگوں کو اپنے دام میں پھنسا کر پریشان کرتے ہیں دیکھو صفحہ ۵ حصہ اول بیتھار رتنہ پرکاش اور اپنے آپ کو لکھا ہے کہ واقعی ہی پر امن جماعت روحانی متشاغل کی تعلیم دیکر عشق حقیقی کی اونچی سے اونچی منزل کا راستہ دکھلاتی ہے لیکن یہ ترقی دیکھکر بعض تنگدل کر مفر ما طیش میں آرہے ہیں ۔ صفحہ ۳ بیتھار رتنہ پرکاش ۔ صاحب جی مہاراج کو اتنا بھی پتہ نہیں ہے کہ اندھیرے میں خواہ کچھ ہی کرتے رہو لیکن جب سورج کا پرکاش ہوتا ہے تو وہاں پر اندھیرا نہیں رہ سکتا ہے آپ اپنی

تعریف میں لکھا ہے کہ آپ سے پہلے ست سنگ کا ہیڈکوارٹر بھی
گروؤں کے رہنے کی جگہ کے ساتھ بدلتا رہتا تھا۔ صرف آپنے ہی پانچ ہزار روپیہ
کے سرمایہ سے دیال باغ آگرہ میں کام شروع کیا ۲۴۰۰۔ ایکڑ آراضی
خریدی ۳۰۰۰ کے قریب آبادی اور مکانات وغیرہ بنائے ۷۰۰ کے
قریب طالب علم گویا ۲۴ لاکھ روپیہ کا سرمایہ جمع کرا کر ۷ لاکھ سالانہ کی آمدنی
اور ۶ لاکھ کا خرچ بنایا جسمیں ۶۰۰ ۳ روپیہ ماہوار کے ملازم موجود ہیں اپنا ہی
محکمہ بجلی تیل و آٹے کی ملیں فرمیں فیکٹریاں ہسپتال۔ سٹورز پبلک
انسٹیوارٹ۔ سائنس۔ دستکاری۔ سکول۔ کالج۔ کارخانہ میکنیکل
الیکٹیکل اوٹوموبائیل۔ انجینرنگ۔ بنک۔ اناتھ آلیہ۔ کرشن فرم ڈیری
میونسپل بورڈ۔ پنچائیت۔ انسٹیٹیوٹ انٹرمیڈیٹ کالج وغیرہ وغیرہ بنائے
ہم تو مانتے ہیں کہ لوگوں کو اپنے جال میں پھنسا کر سب کچھ حاصل کیا لیکن یہ تو سب
سنساری بیوہار جلتی آگ کا سمان ہے اسمیں مہاتما اور سنت ستگورو بننے کی
کونسی بات ہے ہم کو اُنسے کیا مطلب ہم تو صرف روحانی تعلیم اور سنت ستگورو
مہاتما اور سنت ستگورو کا دھوکہ دیکر لوگوں کا دہرم بھرشٹ کر کے دین و ایمان
خراب کرنا اور اونکا دھن قابو میں کرنیکو مہا پاپ سمجھتے ہیں یہ سب لوبھ کی تعریف سے
سنسار کی سب وستویں تیری لئے زنجیر ہیں ؛ تیرے ہردے کو چھید دینے بھینکر تیر ہیں
جتنی بڑھیں گی وستویں اُتنا بڑھیگا دکھ بھی ؛ جتنا کریگا تیاگ اُتنا ہی رہیگا سکھ بھی

سنگرہ ادھک اچھا نہیں ترشنا ہو کشٹ پیدا ہیں آ رہی: کیسے بھلا تو بھگ سکے سر پر لدا جب بھار ہو
جتنا رکھیگا پاس اُتنا ہی بڑھے گا سوچ بھی: ہوگا نہیں جب پاس کچھ بھی نہ ہوگا سوچ بھی
سنتشٹ رہ تو سرودا سنتوش ہی ہے سکھ دھن: سنتوش والا ہی سکھی ہے ہو بھلے ہی نِردھن
حرص خواہش اور غضب دوزخ کے ہیں دروازہ تین: اُنسے اپنا دل ہٹا وہ دلکو لیجاتے ہیں چھین
ہو محبت اُسکو اُسسے جن کو میں پیدا کروں: بے طمع ہو بیغرض ہو جب وہ میرا یار ہے
ملیں خشک روٹی جو آزاد رہ کر: وہ ہر حالت میں پابندی کے حلوہ سے بہتر
چوروں کے کرن کام سنتوں سی دھوم دھام: امیروں سے ڈرتا ڈولے غریبوں سے زندگی
کپٹ کی مالا لی اور پاکھنڈ کا تلک دیا: پاپ کی پوتھی بانچی ڈاڑھی کو پھندگی
یہ ہے سچے سادھ سنتوں اور سناتن دھرم کی تعلیم جسکو بچوں کی سی
باتیں بچوں کے سے سوال جواب بتلایا جاتا ہے کچھ غور تو کرو دولت
اکٹھا کرنا یا کارخانہ جات بنانا یا شہرت حاصل کرنا کبھی لاہور۔ پٹنہ
اجمیر۔ انبالہ۔ الہ آباد۔ بنارس۔ آگرہ وغیرہ نمائشوں میں دھکے کھانا
اور جھوٹ طوفان غلط سلط ظاہر کرنا جیسا کہ دیال باغ والوں کو
دھڑا دھڑ بچہ پیدا کرنے کی ترغیب اور محکمہ انسداد بیکاری میں
اپنا نام لکھوا کر بچوں کی پیدائش روکنے کا مشورہ دینا سراسر ایک
دوسرے کے خلاف ہے جو ایک سنت مہاتما کا کام نہیں ہے
اسکے متعلق مسٹر چنتامنی صاحب نے بموقعہ نمائش الہ آباد آپکی

بہت تعریف کی ہے کہ صاحب جی مہاراج کو تمام رات ایسے
خواب آتے ہیں جن کو دشمنیں کر یا تنک روپ دھارن کرتا ہے
ملاحظہ ہو پریم پرچارک ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۱۷۔ جائے غور ہے
کہ صاحب جی مہاراج کے یہ کل کام پرورتی مارگ ہیں جو کہ ایک
سنت ستگورو و مہاتما کے پوزیشن سے بالکل خلاف ہے آپ
اڈیٹران اخبار سے شہرت لکھوانے کیلئے خوشامد کرتے ہیں جیسا
کہ بابو راجہ رام صاحب بھابرا ایڈیٹر اخبار ہفتہ وار کانپور نے آپکی
تعریف کے پل باندھ کر لکھ ہی دیا کہ دیال باغ روئے زمین پر
بہشت کا نمونہ ہے اور یہ ایک صداقت ہے کہ اہل رادھا سوامی
آریہ سماج سے بازی لیگئے جو چھپایا نہیں جا سکتا لیکن مذہبی پہلو
سے تو اڈیٹر صاحب نے بھی انکار کر دیا ہے اور لکھا ہے کہ ہم
اس جگہ رادھا سوامیوں کے مذہبی پہلوؤں سے بحث کرنا نہیں
چاہتے۔ اون کا مذہب خواہ کیسا ہی ہو ہم کو اوس سے کوئی سروکار
نہیں ہے ملاحظہ ہو پریم پرچارک ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۷۔ جو
ہماری منشا کو پورا کرتا ہے۔ کیونکہ ہم تو مذہبی پہلو اور روحانی تعلیم
کے متعلق بحث کر رہے ہیں۔ جس پر رادھا سوامی والوں کو بہت ناز
ہے اور دوسرے مذہبیوں کو دھوکہ اور خود غرض بتلایا کرتے ہیں

سری صاحب جی مہاراج نے بھی ستیارتھ پرکاش حصہ دوم صفحہ ۸۰ پر لکھا ہے کہ دُر آچاری (بدچلن) کے کارن سے بدھی مان اور گمبھیر پرش آریہ سماج میں کم پرویش کرتے ہیں اور یدی کوئی پیاسا آتما سوامی جی کے گرنتھ پڑھ کر آریہ سماج میں داخل بھی ہوتا ہے تو آریہ سماجیوں کے کرتویہ (فعل) دیکھکر شیگھر ہی نراش ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو اس سنستھا سے پرتھک رکھنے میں اپنی بھلائی سمجھتا ہے اب ہم کو مجبوراً یہاں پر سوامی دیانند اور آریہ سماج سے بازی لیجانیکے متعلق بھی کچھ عرض کر دینا ضروری ہو جاتا ہے۔

سوامی دیانند (آریہ سماج)

سوامی دیانند سرسوتی نے ایک ایسے نازک وقت میں ہندو دھرم کو زندہ رکھنے کی ہمت کی تھی جبکہ سناتن دھرم بالکل مردہ ہو چلا تھا اور ہر طرف سے ہندو قوم کی بیخکنی کیلئے کلہاڑا چل رہا تھا سوامی دیانند سرسوتی نے ہندو قوم کے ڈگمگاتے ہوئے بیڑے کو سہارا دیکر اوسے غرق ہونے سے بچایا! اور اونکی شاندار قربانی نے شمالی ہند میں ایک بجلی سی پیدا کر دی جس سے ہندو قوم کی نیم مردہ حالت میں از سر نو زندگی کے آثار پیدا ہو گئے اگرچہ سوامی دیانند میں

علمیت اور تیاگ یا سادگی دلائل میں گہرائی یا بلند منطق بھگوان شنکر آچاریہ کیسی نہ ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ جو پوزیشن بھگوان شنکر آچاریہ مہاراج کو بودھ کال میں حاصل ہوئی وہی پوزیشن سوامی دیانند کو عیسائی زمانہ میں حاصل ہوئی۔ اسی نقطہ نگاہ سے اُنکی عظمت کا پتہ لگتا ہے۔

سوامی دیانند کا مطلب ہرگز کوئی جدید فرقہ یا مذہب قایم کرنے کا نہیں تھا۔ بلکہ سوامی جی نے ایک بہت بڑی ہندو جاتی کی یہ دُردشا دیکھکر مال اسباب کا لوٹا جانا جنگ و جدل تلواریں چلنا بچوں کے سر کٹنا لاکھوں لڑکیاں بہ حیثیت لونڈیاں دشمنوں کے ہاتھ جانا۔ بھائی بھائی سے باپ بیٹے سے جُدا دیکھکر ان کے دل میں رحم آتا ہے کبھی ٹھوکر سے کبھی پیار سے ہندو جیسی مردہ جاتی کو جگاتے ہیں۔ حالانکہ پھر بھی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں کیوں جگاتے ہو۔ آرام کرنے دو۔ پرے ہٹ جاؤ ہم زندگی سے تنگ ہیں مرنا ہی چاہتے ہیں۔ آپکو ہماری کیا فکر ہے ایسی آوازیں سنکر اور گالیوں سے بھی نہ گھبرا کر اپنا کام نہیں چھوڑا اور شیر مرد کی طرح میدان میں کھڑے رہے اور وہ جاتی ایمان پیدا کیا کہ جو قوم کو زندہ رکھا کرتا ہے ورنہ ہندو قوم موت کا شکار ہو جاتی جسطرح بندہ بیراگی پہلا شخص تھا جسنے ہندو قوم کو سکھلایا کہ دشمن کو فتح کرنے کیلئے دشمن پر حملہ کرنا ضروری ہے اسی طرح مذہبی دُنیا

ہیں سوامی دیانند پہلے شخص تھے جنہوں نے ہندوؤں کو سکھلایا
کران کا دہرم سچا ہے دوسرے مذاہب میں بہت سا حصہ جھوٹ ہے
اسلئے انسان کو سچائی پر لانے کیلئے لازمی ہے کہ دوسرے مذہب
کے لوگوں کیلئے دروازہ کھولدئے جاویں اور آریہ دھرم پھیلایا جاوے
پیارے صاحبان اگر سوامی دیانند اور آریہ سماج کا وجود نہ ہوتا تو آج
ہندو دہرم کا دنیا میں نام بھی نہیں مل سکتا تھا۔ چہ جائیکہ رادہاسوامی مت
تو ہندو دہرم کی بنیاد پر کلہاڑا چلاتے ہوئے اندر ہی اندر اُسکی جڑ کو
کھوکھلا کر رہا ہے جسنے دین ایمان۔ دہرم کرم جپ تپ یوگ بیراگ
ایشور پرمیشر اللہ خدا رسول پیغمبر تیرتھ برت ہندو شاستروں کو بالائے
طاق رکھکر رادہاسوامی قوم ایجاد کی ہے۔ ست سنگی بھائی ذرا اپنے
گریبان میں موںہہ ڈالکر تو دیکھیں کہ دیال باغ میں کیا ہو رہا ہے۔
کس طرح سے عورتیں آوارہ پھرتی ہیں زنا بالجبر اور فرار گی تک کے
کیس اخبارات میں شائع ہوتے ہیں۔ عورتیں اپنے گورو کے سامنے
ننگا پھرنا پاپ نہیں سمجھتیں جسکو عام پبلک دیکھتی ہے بلکہ اوسکو برہ
کی حالت میں شمار کیا جاتا ہے۔ پریتم پریمی کا رادہاسوامی سے کھلا
بیوہار ہے اپنے پتی کو ایشور نہیں مانتی یہاں تک کہ گورو دہاراج
مرنیکے بعد بھی چیلیوں کا پیچھا نہیں چھوڑتے پتی برت دہرم کا تو

نام ہی اُڑا دیا گیا جسکو عام پبلک جانتی ہے کہ دیال باغ میں مرد
عورتوں کے چال چلن کی کیا حالت ہے پھر بھی آپ آریہ سماج پر
بدچلنی کا الزام لگاتے ہیں اسلئے کہ آپ نے آریہ سماج سے نکلکر ہی تو یہاں
کام جاری کیا ہے اور دیال باغ میں ورن آشرم خاندان ذات پات
کو بالائے طاق رکھکر باہم مارگیوں کو بھی نات کر دیا ہے۔
اگرچہ ہم آریہ سماجی تو نہیں ہیں لیکن بحیثیت ستیا سنی ایک مذہب سے پیار
ہے اور سچائی کے قدردان ہیں ہم نے ستیارتھ پرکاش میں پڑھا ہے کہ
شادی بواہ کیلئے بھی سوامی جی نے باپ کا گوت اور ماں کی ۶ پشت
چھوڑ کر کیا جانا لکھا ہے کہ ویش کا ویش عورت شودر کا شودر برہمن کا برہمن
کھشتری کا کھشترانی سے بیاہ ہونا چاہیئے تب ہی ذاتوں کا کام اور
باہم اُلفت ٹھیک رہے گی ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش باب ۴ صفحہ ۹۱-۹۲
علیٰ ہذا اسلمان اور یورپین بھائیوں نے بھی ورن کی تشخیص ہے نہ کہ ویش کا
لڑکا اور کلال کی لڑکی اور کالستھ کھتری کا لڑکا کلال کی لڑکی وغیرہ وغیرہ
دیال باغ کی طرح جائز ہوتا ہے بلکہ کھان پان کیلئے بھی سوامی جی نے
لکھا ہے کہ آریہ لوگوں کو پاخانہ پیشاب اور غلاظت سے پیدا ہوئی سبزی
نہیں کھانا چاہیئے اور بتلایا ہے کہ گوشت خور ملیچھ ہیں۔ چانڈال کا درجہ
اون سے بھی کم ہے اسلئے اون کے رنج بیر بہ میں خرابی ہوتی ہے

اونکے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جائز نہیں ہے بلکہ شودر بھی اگر کھانا پکاوے تو اوس کا منہ بند کر دینا چاہیئے جس سے بھاپ نہ جاوے۔ برہمن برہمنی کارج ویریہ سا توک اور شدھ ہوتا ہے اسلیئے برہمن کے ہاتھ کا پکا ہوا بھوجن کھانا چاہیئے۔ ملاحظہ ہو باب ۱ دفعہ ۳۰۴ لغایتہ ۳۰۷ ستھیارتھ پرکاش اوسکے خلاف آپ کے ہاں چنڈال جاتی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا اور کلال کے منہ کا گراس یا لعاب دہن یا پکیدان امرت یا غسل کا پانی وغیرہ متبرک مانا جاتا ہے اوسی سے موکش ملجاتی ہے کہاں تک رادھا سوامی کی تعلیم قابل نفرت ہے سوامی جی نے وید بھگوان کو سب سے متبرک اور ایشور کا سب سے بڑا نام اوم ہی فرمایا ہے جسکی آپ مخالفت کرتے ہیں۔ سوامی دیانند نے مرتے وقت تک کبھی خواب میں بھی عورت کا دھیان نہیں کیا پرم ہنس سنیاسی کے سامنے استری کھڑی ہو تو ماں ماں پکار اوٹھے بمقابلہ اوسکے رادھا سوامی گورو صاحبان نے اول تو یہ اوپدیش کیا کہ عورتیں اگر پردہ سے باہر نہیں نکلینگی تو پشو جونی ہو کر ٹنگی ڈھرنگی پھرینگی اور آسکے بعد میں سینکڑوں چیلیاں بنا کر اونکو ننگی دوڑایا۔ اور انگوٹھے چسوائے اونسے ہر ایک قسم کی جائز ناجائز سیوا لینا دہرم قرار دیا حصہ دوم ستھیارتھ پرکاش صفحہ ۸۴ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ پیارے بھائیو جو منش پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ جاتا ہے

اون کے لئے چھوٹائی بڑائی کا سوال جاتا رہتا ہے غریب امیر دوست
دشمن کا فرق نہیں رہتا ہے۔ راولہ سوامی مت کے گوروا بھیان
میں غرق ہیں اسلئے ایک سنت ستگور و مہاتما کی پدوی سے
بہت ہی زیادہ دور ہیں سنساری کاموں کی طرف تو ایک مہاتما یا سنت ستگورو
آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا اوسکو ناشوان اور تچھ سمجھتا ہے
بلکہ سنساری لوگوں کی سنگت سے بھی کوسوں دور رہتا ہے۔
ہاتھی سنت سندور یہ گیان گلیچہ پائے۔ سولن روپ سنسار ہے بھونک بھونک مرجائے
سنساری کا سنگ نہ کیجے اپنے دکھ کو رو دے۔ وہ تو مرے کرم کا مارا اپنی جنم کیوں کھووے
سنساری کی دوستی جیسا سوکر سوان۔ گرسونگھ پرن بھئے ایسا خلق جہان
جنکو آتما کا ساکشات کار نہیں ہوا وہ بھوگوں کو ناشوان نہیں سمجھنا اونکو
ہی بھوگ کی ترشنا بڑھتی ہے بدھی وان گیان وان تو بھوگ کو
اچھی طرح سمجھتے ہیں اسلئے اوسکی خواہش ہی نہیں کرتے جیسے پانی
سینچنے سے درخت کی ڈالیاں بڑھتی ہیں ایسے ہی سنسار کے تچھ
سکھوں سے زیادہ دکھ پراپت ہوتا ہے۔ جب نشچہ ہو جاتا ہے
کہ دنیاوی سب چیزوں میں سکھ نہیں بلکہ دکھ ہی ہے اور سوقت
من قابو ہوتا ہے۔ پھر اوس کے نزدیک عمدہ عمدہ بھوجن کیا مٹھی بھر
چنے کیا پھولوں کی سیج گھاس کا بستر اعلی کپڑے چیتھڑوں کی گودڑی
سب برابر ہے بس من سے بڑھ کر کوئی اونچی جگہ نہیں من پر سوار ہو کر

دیکھو یہی سناتن اُپدیش ہے جسکو بچوں کی سی باتیں بتلاتے ہیں
واہ رے موج فقیراں دی۔ کبھی چباویں چنا چبینا کبھی لپٹ لیں کھیراں دی
کبھی تو اوڑھیں شال دوشالے کبھی گودڑے لیراں دی۔ واہ رے موج فقیراں دی
کبھی تو سوویں رنگ محل میں کبھی گلی اہیراں دی۔ واہ رے
سنتوش سے ہی سورگ پراپت ہوتا ہے۔ پرم سکھ ہوتا ہے (دیکھو مہابھارت ۱۱-۲۶)

موہ

موہ کے متعلق سناتن دھرم کی تعلیم کا نمونہ دیکھئے جسکو صاحب جی مہاراج نے صفحہ ۲۳۴ حصہ سوئم پر بچوں کی سی باتیں بچوں کے سے سوال وجواب تحریر فرمایا ہے۔

جب موہ ہوگا دور تب تو آتم کو لکھ پائیگا۔ جب ہو ودرشٹ آتم کا کرت کرت تو ہو جاؤ ممتا انہا والو کا جھونکا نہ جنبک جاویگا۔ وگیان سے ایک چت میں بیری نہیں جڑ پائیگا مت موہ میں تو پھنس کبھی نر کت ہو سنموہ سے۔ کر بدھی نرمل سو چھ رہ تو دور دکھ کر دروہ ہوتا جہاں پر سنیہ ہی خوف بھی وہاں ہوئے ہے۔ جو سنیہ نا میں تیاگتا نہیں شانتی سی سوئے ہے زہ وہ یونہ ہوگیا سنسار سے سو تر چکا۔ کرنا او سے تنیں شیش ہی رستہ جگا سب دھر چکا ترشنا جہاں مٹے موہ وہاں ہی جان سنسار ہے۔ ہو نہیں ترشنا جہاں سنسار کا سو پار ہی فرما فرزند ہوی کی محبت چھوڑنا۔ جذبۂ رنج وخوشی کی رسیاں کو توڑنا

باسنا جبتک رہیگی بندھن نہ ٹوٹ جائیگا۔ نروان ہو جائیگا جب شانتی آ کٹنے پائیگا ہو محبت اوسکو اون سے جنکو میں پیدا کروں۔ بے طمع ہو بیغرض ہو تب میرا بارہ جاہ گئی چنتا مٹی منوا بے پرواہ۔ جسکو کچھو نہ چاہیئے سو ہے شاہنشاہ

اب ہم رادھاسوامی مت کے گورو سنت ستگورو خصوصاً صاحب جی مہاراج کے موہ کی بابت توجہ دلاتے ہیں۔

(۱) صاحب جی مہاراج اپنے بیوی بچوں کو تو ہر وقت ساتھ رکھتے ہی ہیں مگر اپنے شاگردوں کو بھی دھڑا دھڑ بچہ پیدا کرنے اور سنسار میں گھسے رہنے کی ہدایت کرتے ہیں۔

(۲) آپ لکھتے ہیں کہ ست سنگی اپنے پیارا رادھاسوامی دیال کی اونگلی کبھی نہ چھوڑے ورنہ اس سنسار روپی میلہ میں جنت دقت بھٹکتا پھریگا۔ سنسار کی اونچ نیچ اوستھا کی پرواہ نہ کرکے پروانہ شمع کی طرح آپ کے چرنوں میں ہی دوڑتا رہے۔ ملاحظہ ہو پریم پرچارک صفحہ ۸-۲۰۵ ۲۸ جنوری ۳۵

(۳) آپ نے بڑے فخر کے ساتھ زیب رقم فرمایا ہے کہ بموقعہ نمایش الہ آباد آپ کی واپسی کے وقت اسٹیشن پلیٹ فارم پر پریمی بھائیوں کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں صاحب جی مہاراج کے وہ لوگ ہیں آنسو روکے نہ رکتے تھے۔ اور پکار اٹھے کہ سچ مچ ست گورو (بابو آنند سروپ جی) ہی ہمارے ماتا پتا ہیں۔ ان کے ہی چرنوں میں

۱۳۵
رہکر شکہہ شانتی پراپت کر سکتے ہیں۔ ملاحظہ ہو صفحہ ٦ پریم پرچارک ۲۵ جنوری
افسوس کہ صاحب جی مہاراج اب تو عرصہ ہوا شہر خموشاں کو تشریف
لے گئے ہیں نہیں سمجھتا کہ اب پریمی بھائیوں ست سنگی لوگوں کی کیا
حالت ہوگی وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں۔ یہ ہے رادھاسوامی مت کا موہ
اس کے علاوہ صاحب جی مہاراج کا قصور بھی کیا ہے جبکہ آپ کے
پرتھم رادھاسوامی دیال۔ لالہ شیو دیال جی مرحوم نے موہ کے متعلق
کمال کر دکھلایا جیسا کہ اپنی وفات کے بعد بھی ایک شبو کہلو بکو
چیلیوں کے لئے روزانہ دیال لوک سے مقام آگرہ کال لوک میں
تشریف لاکر اونکی سیجوں کا سنگ اور حقہ نوشی کو نہیں چھوڑا۔ اسی
کرتوت پر آپ نے لکھ مارا کہ رادھاسوامی مت کے جسقدر آچاریہ
ہوئے سب نے اپنی نیک مثال سے عملی زندگی کا سبق سکھلایا ہے
اور سنساری لوگ تیرتھوں اور مندروں میں یا واچک گیانیوں
کے پاس تلاش کرنے سے عمر بھر کوشش کرنے پر بھی خالی ہاتھ رہتے
ہیں یہ بات صرف ہمارے ہی اندر موجود ہے جو پورے گورو کی
شرن سے ہی پراپت ہوتی ہے کیا خوب یہی تو سچی اور روحانی تعلیم
ہوسکتی ہے واقعی دوسرے مت والوں نے ہی روحانی تعلیم میں
بلا تکلف آمیزش کرکے عوام کو راہ مستقیم سے گمراہ کیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ٥

۵۶-۸-۷-۹ حصہ اول ینتھارتھ پرکاش - پیٹ کا نپاہ زبان کہلاتی ہے جو کچھ تعریف آپنے دیگر مذاہب کی لکھی ہیں وہ لشرح بالا سرب رادہا سوامی متوں میں اس وقت موجود ہیں جو سب پر عیاں ہے - سناتن دھرم تو صاف طور پر پکار رہا ہے کہ پتر اور استری اور عزیزوں کے موہ میں طرح طرح کی تکلیف اٹھانا اور گیلی لکڑی کی طرح سلگتے رہنا اور تن من دھن سرب اوسکی بھینٹ چڑھانا یہ تو سنسارک اور جھوٹا بیوہار ہے اصلی پریم تو اس سے بھی دس گنا اور بہت دور ہے - جس کے لئے لوگوں نے یکدم جان تک ارپن کردی سچا پریم تو وہی ہے جو اپنی مرضی کو چھوڑ کر محبوب کی مرضی پر چلے سچا عاشق ہمیشہ تکلیف اٹھاتا ہے - لیکن پھر معشوق بھی کسر نہیں چھوڑتا - حقیقی پریم میں اول تو خودی کا مٹانا ہی ہوتا ہے - ورنہ کبھی پریمی نہیں کہا جاسکتا سچائی کا پریم زہر کو امرت آگ کو سرد جل تلوار کو پھولوں کا ہار مصیبت کو راحت بدنامی کو نیک نامی اور بیوقوفی اور پگلہ پن کو عقلمند بنا دیتا ہے - کھال کو کپڑوں کی طرح اوتار دینا - سولی پر یار کے کوٹھے کی طرح چڑھ جانا - پتر پر آرہ چلانا - راج پاٹ کو تنکے کی طرح سے تیاگ دینا چکرورتی راجہ ہوکر بھنگی کی نوکری کرنا یہ پریم ہی تو ہے بلکہ سچا پریم تو مالک تک کو

جھوٹا کہلا سکتا ہے۔ ایشور کے بیتھارتھ پریم میں ہی اپنی ہستی کو گم کر دینا سب دکھوں سے نجات کا کارن ہے۔

مٹادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے۔ کہ دانہ خاک میں ملکر گل و گلزار ہوتا ہے
جو انسان نشۂ غفلت میں سرشار دنیا پرستی میں اپنی قیمتی عمر کو ضائع کرتا ہے نہ معلوم وہ کمینہ صفت دنیا سے کونسی آرزو پوری کرنا چاہتا ہے وہ نہیں جانتا کہ دُنیا سندرے اور اطلس میں کچھ فرق نہیں سمجھتی ہے۔

دس دوار کا پنجرہ جس میں پنچی پون۔ آوے تو اشچرج ہے نہ آوے اشچرج کون

مجھے راد ہاسوامی مت کی تعلیم پر سخت افسوس آتا ہے بلکہ باعث شرم ہے کہ ایسے لوگوں کو جنہوں نے اپنا تن من دھن استری پُتر راج پاٹ دولت حشمت کو مالک کے پریم میں ارپن کر کے صرف گیان اور سنتوش کو ہی اپنا آنند کا کارن بنایا اون کو تو آپ بھیک منگا پاکھنڈی روحانی فیض پہونچانے کے ناقابل بلکہ سخت حقارت اور نفرت سے یاد کرتے ہیں اور اپنے تئیں عیش و آرام و شے بھوگ بیوی بچوں کا متوالا دولت عزت شہرت کے خواہاں مایا کے غلام ہوتے ہوئے بھی سچا زندہ سفت ستگورو کا نام رکھ کر دنیا کو مغالطے میں ڈالکر اون کا دین ایمان خراب کر کے بھی اوپر کو سر اٹھانا چاہتے ہیں ان الفاظ کو ہم اپنے ہی دماغ سے نہیں لکھا ہے بلکہ ہر ایک انسان کا ضمیر اپنے گناہوں کا خود شاہد ہوتا ہے جیسا کہ صاحب جی مہاراج نے پریم پرچارک

۵ جنوری ۱۹۳۳ء صفحہ ۷ پر ایک پرارتھنا لکھی ہے کہ جن لوگوں نے اس زمانہ میں ہماری تن من دھن سے امداد کی ہے اور جنہوں نے اپنے دین و ایمان کو میرے ہاتھ سونپا ہے اون پر خاص دیا کی درشٹی نازل فرمائی جاوے صاحبان کیا اب بھی آپ وچار نہ کریں گے کہ را دہا سوامی مت میں دھوکہ ہے۔ یا کہ سناتن دھرم نے عوام کو راہ مستقیم سے گمراہ کیا ہے اگر رادہا سوامی مت میں سچائی ہوتی تو اون کے گورو مہاراج کو ایسی پرارتھنا کی ضرورت نہیں تھی۔ آخر اکہ حساب پاک ست۔ اور از محاسبہ پاک سب پنڈت بہت ہیں دشو ہیں دھوکہ نہ تجھسے کھاینگے۔ تیر بچن چھل و بھ کے پہچان جھٹ ہی جاینگے بدنہ سوچے زیر گردوں گر کوئی میری سنے۔ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے صاف دل ہوتا نہیں آیا رہے اعمال نیک۔ علم کا پڑھنا بھی ہی بیکار ہے اعمال نیک حق شناسی کو نہیں اعمال بد سے واسطہ۔ معرفت کیونکر نہ ہو دشوار ہے اعمال نیک علم عرفاں بے دل روشن نہیں ہوتا نصیب۔ نور دل ملتا نہیں ہے تنہا بے اعمال نیک

اہنکار (ابھمان)

ابھمان جس کا چھوٹ گیا مایا قلعہ سر کر چکا؛ سوراج اپنا پا چکا سب کر چکا سب دھر چکا
برہم گیان نہیں ہے تو بھی چاہیے اپنی شان تجے؛ نارائن تو ملے اوسی کو جو دیہہ کا ابھمان تجے
جسنے مرنے سے پہلے مر دیکھا؛ لطف زندگی سر بسر دیکھا

نقش ہستی کو مٹا دے سایۂ رحمت ہیں آ۔ بخش دونگا تجھکو میرے قول پر ایمان لا
کر ترک خودی کی عادت کو اور قطرے سے دریا بن جا
ہو محو ذرا اصلیت میں اور ذرہ سے صحرا بن جا
تو کو اتنا مٹا کہ تو نہ رہے ؛ اور تجھ میں دوئی کی بو نہ رہے
دل کا حجرہ صاف کر جاناں کے آنیکے لئے ؛ خیال غیر اوٹھا اوسکے بٹھانیکے لئے
کی ہے جس نے یار کے در کی گدائی اختیار۔ بادشاہی ہی تمام اوسپر امیری ختم ہے
سناتن دہرم نے تو اہنکار کو بہت ہی خراب بتلایا ہے کہتے ہیں کہ
جو پرش گھرست آشرم میں بھی ہے پرنتو اہنکار سے رہت ہے اوسکو
بن باسی سدا ایکانت جانو اور جو بن باسی ہو کر اہنکار سہت ہے وہ
لوگوں میں ہی رہتا ہے اہنکار اور باسنا دونوں ہی متھیا روپ ہیں۔
کبیر صاحب کا مقولہ ہے۔
مایا تجنی سہج ہے اور سہج تریا کا نیہہ۔ مان بڑائی ایرشا تجنی درلبھ یہہ
مٹا دو خود کو اتنا کہ رہے کچھ نشاں باقی ؛ اگر پانا صنم کو ہی خودی سے ہاتھ دھو بیٹھو
گم کر دو اپنے آپکو اپنا پتہ ملے ؛ ظلمات کی جو سیر ہو آب بقا ملے
مرنے سے پہلے یار تک پہونچوگے جبھی تم ؛ جو جیتے جی ہی تن کو قبر اپنی بنا دو
گر شہنشاہ بنتا ہے تو تاج دنیا ترک کر ؛ سر کٹا دے اپنا تا ملنے لقا آئے تجھے
تو راجھ پر کچھ نہیں جو کچھ ہے سب تو ر ؛ تو را تجھ کو سونپتے کا لاگت ہے مور

صاحبان یہ تو ہے بچوں کی سی تعلیم اور بچوں کیسے سوال وجواب جو یوگیوں اور سنیاسیوں کے جیون سے ملتا ہے جو اپنے سوبھاؤ سے ہی ہر وقت پاپوں اور دکھوں سے نجات دلانے کیلئے گھر بار اور کٹمب قبیلہ چھوڑے ہوئے ساری منش جاتی کو اپنا پریوار سمجھ کر سدھار کرنے پھرتے ہیں ان ایمان ہرش نشوک سب سے بیغرض ہو کر دوسروں کے سکھ اور ترقی کیلئے کوشاں ہیں۔ صاحب جی مہاراج کی تعلیم کو دیکھئے کہ دوسروں کو تو خود غرض سیادل پاکھنڈی حریص سادھو سنت بتلا کر سادہ لوحوں کو دام میں پھنسانا بتلاتے ہیں حالانکہ آپنے اپنے چیلوں کو پڑھایا ہے کہ اونکو اپنی عقل سے بھی کام لینا نہیں چاہیئے بلکہ صاحب جی مہاراج کی عقل پر چلنا چاہیئے لکھا ہے کہ تمام دنیا اپنی عقل پر چل رہی ہے اگر ست سنگی اپنے سے بہتر انسان کی عقل پر چلتا ہے تو کیا جرم ہے افسوس وہ لوگ نادان ہیں جو ایسے مہاپرش اور ذی روح کی تقلید پر اعتراض کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۶ پریم پرچارک ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء آپ صفحہ ۸۹ حصہ دویم تھا پرکاش رتھ میں لکھتے ہیں کہ جسقدر جلدی آریہ تہذیب سنسار سے مٹ جائے تو اچھا ہے۔ یہ صاحب جی مہاراج کا اخلاق ہے۔

(۲) آپ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ست سنگیوں کو تو جھوٹھن سے نفرت ہے لیکن رادھا سوامی مت میں سنگورو کی خاص پوزیشن ہے اسلئے

انکو مجبوراً دہرم سمجھکر تھوک - زخم کی پیپ - چرنودک - وضو کا پانی
اپنے گورو کا متبرک مانکر چاٹنا پڑتا ہے ملاحظہ ہو حصہ اول صفحہ ۷ و حصہ دویم
صفحہ ۱۱ استفسار ستیارتھ پرکاش - یہ کیا کچھ تھوڑا پاپ ہے اور پھر آپ اپنی غلاظت
کو متبرک منوانے کیلئے چیلوں کو سمجھاتے ہیں کہ یہ کوئی نئی بات نہیں
ہے - برہم ورشٹی مہاتماؤں کا جھوٹا بھوجن چانڈال تک کی آتما پر روحانی
اثر ڈالتا ہے - شریمد بھگوت گیتا ادھیائے ۳ سلوک ۱۳ کا غلط ترجمہ
کرکے حوالہ دیا ہے - حالانکہ یجروید ادھیائے انترے میں کرم کانڈ
کی ہدایت شروع کرتے ہوئے سب سے پہلے یہ ہدایت کی ہے کہ
جھوٹھ پاپ بھرے گندے خیال کی بیخکنی کرنا ہر انسان کا مقدم ترین
فرض ہے - رومن کیتھلک عیسائی کے لئے بنیادوں میں پادری صاحب
کی انگلیوں سے چھوا ہوا پانی متبرک سمجھنا - حضرت مسیح کے تھوک سے
بہرے گونگے اندھوں کے موہنہ آنکھ میں تھوکنے سے اچھا ہو جانا -
مہاتما ہر نیا سوامی کے تھوک کی برکت سے جنگ میں دشمنوں پر فتح
پانا - گورونانک صاحب کے چرن زبان سے چاٹنے پر اندھے کا سوجھاکا
ہو جانا - رامچندر جی کا بھیلنی کے جھوٹے بیر کھانا - سری کرشن کا سداماں
کے چانول اور بدر کی استری سے کیلوں کا چھلکا کھانا اور شری کرشن کی
نسبت پان کی گلوری موہنہ سے نکالکر ناچتی ہوئی گوپی کے موہنہ میں

دیدینا حضرت صلعم کا حضرت علی کی آنکھیں تھوک سے سُنا کھا
کر دینا وغیرہ وغیرہ لکھدیا ہے۔ جیسا کہ ستیارتھ پرکاش سے ظاہر ہے۔
اگرچہ یہ سب کچھ مطلب غلط سلط اولٹ کر چیلوں کو سمجھایا گیا ہے اور
یہاں تک قلم توڑ دیا ہے کہ اگر تھوک کو ناپاک مانا جاوے تو ویدوں
کے پاٹ کرتے ہوئے تھوک کے چھینٹوں سے وید بھی ناپاک ہو جاویگا
یہ کہاں تک آپ کا اخلاق اور سچائی ہو سکتا ہے۔ آپ نے تو ناف سے
اوپر کا کل جسم اپنا متبرک بتلا دیا ہے جسکی رو سے علاوہ مونہہ کے ناک کان آنکھ
کی غلاظت بھی استعمال کے قابل ثابت کر دیا ہے۔ اس خیال سے تو مونہہ کی غلاظت
کے علاوہ کان ناک آنکھ کا میل بھی متبرک سمجھنا چاہئے اس سے کیوں نفرت کرتے ہو۔ ورنہ کوئی مہاتما
یا اوتار اپنا جھوٹھا کسی دوسرے شخص کو نہیں دلسکتا کیونکہ بچے ہوئے بھوجن کا ندشا جھوٹھا نہیں ہے بلکہ ۱۰۰ آدمیوں کا
بھوجن بنایا گیا اسمیں سے ۵۰ کو بھوجن کھلانیکے جو کچھ باقی رہا وہ بچا ہوا کہلاتا نہ کہ پتل یا تھالی کی جھوٹھن
کی چاول ادر کی استری کا چھلکا بھیلنی کے بیر اول تو جھوٹے نہیں ہو سکتے
اگر اسکو مان بھی لیا جاوے تو بھگوان نے اپنے بھگتوں کا ہی جھوٹا کھایا ہے
اسلئے صاحب جی مہاراج کو اپنے شاگردوں کا جھوٹا استعمال کرنا چاہئے
غرضیکہ ہر طرح سے بھولے بھالے ست سنگیوں کو دھوکہ دیا جا کر اپنی ناجائز
پوجا کرائی گئی ہے اس ہی لئے آپ نے اپنی سنگت یعنی ست سنگیوں
کو بے شعور بھی تحریر فرمایا ہے۔ جیسا کہ پریم پرچارک صفحہ ۷ ۹ جنوری سنہ ۱۹۳۳ء

ظاہر ہے میرے خیال کے نزدیک توجبکہ وہ اپنی عقل سے کام ہی
نہیں لیتے ہیں اور ایسی غلاظت کو متبرک خیال کر کے پرشاد بناتے
ہیں تو اونکو اگر بے شعور سے زیادہ بھی لکھا جاوے تو مضائقہ نہیں ہے
کون نہیں جانتا کہ اس ناپاک شریر میں اعلیٰ درجہ کی خوشبودار بیش قیمت
چیز بھی بدبودار ہو کر نکلتی ہے جو مہذب ست سنگی بھائی غلاظت سے
بچتے بھی ہونگے وہ اپنے دھرم سے پتت کہلاتے ہیں اور سچے پریمی
کہلانیکے مستحق نہیں ہیں۔ آپ نے سناتن دھرمیوں کو مخاطب کر کے
پوچھا ہے کہ کسی سادھو یا برہمن کو گوروداہرن کرنے پر وہ کیا رسم
ادا کرتے ہیں اسلئے میں نہایت مودبانہ طور پر عرض کرنیکے لئے مجبور رہا ہوں
کہ سناتن دہرم میں رادہاسوامی مت کیسا دھوکہ اور لوگوں کا دین
ایمان خراب نہیں کیا جاتا ہے متھرا و کاشی کے مندروں میں اور سکھوں
کے گوردواروں وغیرہ میں ہرگز جھوٹا نہیں کھلایا جاتا ہے بلکہ گوروداہرن
کرنے پر مہاواکیہ کا ست اوپدیش دیا جاتا ہے اور آریہ بھائی بھی چماربھنگی
کو شدھ کر کے اوس کا جھوٹا نہیں کھاتے ہیں۔ بلکہ سوامی جی نے تو آریہ
لوگوں کو شودر کے ہاتھ کا پکا ہوا بھوجن کھانے سے بھی منع فرمایا ہے
لیکن دیال باغ میں تو چمار لوگوں سے بھی روٹی بنوائی جا کر ست سنگیوں
کو کھلائی جاتی ہے جو دوجاتی لوگوں کے لئے قابل نفرت ہے کسی بات

لکھنا تو جب ہی درست ہو سکتا ہے جب کہ رادھاسوامی بھائی گوروودھارن کرنے یا مندروں میں پرشاد آدی کو جھوٹا ثابت کردیویں۔ سری جگناتھ جی کے مندر میں سابقہ زمانہ بام مارگی لوگوں کا تھا جسکی رادھاسوامی مت تقلید کرتا ہے۔ آج کل سناتن دھرمی نہ تو جھوٹا کھاتے ہیں نہ جھوٹا پرشاد چڑھتا ہے۔ وہاں تو نہایت احتیاط اور صفائی کے ساتھ لنگر سے نکر چڑھایا جاتا ہے لیکن رادھاسوامی بھائی تعجب چاہیں اپنے گورو کی دھوکہ بازی کا اندازہ کر سکتے ہیں اور ہم آپ کی امداد کے لئے ہر وقت حاضر ہیں۔

سناتن دھرم تو باپ بیٹے کو بھی ایک دوسرے کی جھوٹھ سے منع کرتا ہی اور اسکو تموگن بتلاتا ہے۔ اگر کسی چھوٹے سے بچہ کو بھی آپ یہ کہیں کہ تو جھوٹ بولتا ہے تو وہ فوراً جواب دیگا کہ نہیں جھوٹ نہیں بولتا۔ قدرتاً جھوٹھ سے تو یہاں تک نفرت کی جاتی ہے۔ یہ تو رادھاسوامی مت والوں کو ہی متبرک ہے اور رہیگی آپ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ناف سی اوپر کا حصہ پاک ہوتا ہے۔ اسلئے لعاب دہن سے بھی اوپر پہنچ گئے ہوں

(۳۳) آپ نے اپنے زانو کو ست سنگیوں کیلئے سجدہ کی جگہ بتلایا ہی اور یہ مثال دی ہے کہ اگر مسلمان اپنے زانوں پر سر رکھ کر خدا کو سجدہ کرتے ہیں تو کیا زانو مسجد کی چوکھٹ نہیں سمجھا جاویگا۔ جب خدا کو سجدہ کرتے ہیں تو صرف ذہن ہی میں خدا کا تصور ہوتا ہے۔ یہ تصوری خدا اصلی خدا نہیں ہے۔

یہ خدائے ثانی محض آپ کے ذہن کی پیداوار ہے دیکھو صفحہ ۱۲۴ ستیارتھ پرکاش

(۴) آپ نے پاتنجلی کا حوالہ دیتے ہوئے ست سنگیوں کو یہ بھی ترغیب دی ہے کہ سوائے جھوٹا بھوجن اور پاؤں چھونے کے گورو پتر کے ساتھ بھی گورو کی طرح برتاؤ کرنا چاہیئے۔ اگر گورو پتر بھی گورو ہو جاوے۔ تو جھوٹا بھوجن اور پاؤں چھونا بھی چاہیئے یہاں تو اپنی ضرورت کیلئے پاتنجلی ہی کا سہارا لیا ہے۔ انڈیا میں آپکے صاحبزادوں کا چال چلن کون نہیں جانتا جو اخبارات میں شائع ہو چکے۔ بلکہ علامت مرض تک کھو بیٹھے لیکن بیچارے بھولے بھالے ست سنگی اوسپر بھی قائل ہو جائیں یہانتک کہ انکی بیجا فعل بھی قابل عزت اور فخر ہی خیال کرتے ہیں اور وہ ہر حالت میں قابل پرستش ہی رہتے ہیں۔ واہ رے ست سنگ۔ اس کے علاوہ گورو کی پتری کو تو شاگرد بیوی بھی بنا سکتے ہیں جیسا کہ بابو سوم پرکاش پروفیسر و بابو چونی لال انجینر کی مثال موجود ہے لیکن گورو پتر کو بد چلن ہوتے ہوئے بھی گورو سمان ہی ماننا پڑتا ہے۔ یہ کسی دوسرے مذہب میں ناممکن ہے۔

(۵) آپ نے لکھا ہے کہ برہمن کھشتری ویش اپنے دھرم سے گر چکے ہیں اور شودر دھرم کا غلبہ ہو گیا ہے۔ یہ تو آپ نے بالکل ہی صحیح لکھا ہے ہم کو بھی تسلیم ہے کیونکہ جب ان جاتیوں کے لوگ

آپ جیسے کلال جاتی کا تھوک بلغم چرنودک غسل اور وضو کا پانی
اور پرشاد ہی کا گر اس پیکدان امرت مکھ امرت وغیرہ متبرک جانکر
استعمال کرنے لگے اور علاوہ روٹی وغیرہ بیٹی بیوہار بھی آپ سے
ہوگیا تو اس سے زیادہ شودر بلکہ برن سنکر ہونے کا اور کیا ثبوت
ہو سکتا ہے۔ لیکن آپ نے اس سے بھی بڑھ کر تلکہ مارا ہے۔ کہ اس
وقت دُنیا نہایت دُکھی ہے۔ چاروں طرف ہاہاکار مچا ہوا ہی
لوگ پریشان و ہراساں ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ اب کیا ہوگا
آیا قدرت نے انسان پیدا کیا چار ورن پرگھٹ کئے۔ اب
قدرت نوع انسان کو مرنے دیگی یا اس کی سنبھال بھی ہوگی۔ تو
آپ فوراً ہی قدرت بن بیٹھے آپ نے لوگوں کو یہ جواب دے کر
تسلی کی ہے کہ ہاں سنبھال ہوگی۔ اب قدرت چاروں ورنوں کو
جو علیحدہ تھے ملا کر ایک کردیگی۔ اب نئی قوم پیدا ہوگی جس کے ممبران
سچے برہمن بھی ہوں گے اور سچے کھشتری بھی ہوں گے۔ سچے ویش
بھی ہوں گے اور سچے شودر بھی ہوں گے۔ اس قوم کے ہر فرد میں
چاروں خوبیاں ہوں گی اس نئی قوم کا نام حضور رادھا سوامی مہاراج
نے ست سنگی رکھا ہے ملاحظہ ہو پریم پرچارک ۱۶ جنوری ۱۹۳۳ء جلد ۹
صفحہ نمبر ۱۴۔ کیا خوب آپ کا ہی تو سرشٹی کے شروع میں انتظام تھا

اور اب آپنے ہی قدرت کی ترمیم کیلئے جدید انتظام بھی کر دیا اور آپ ہی قدرت کے بھی پیدا کرنے والے ہیں آپ کے کلام اور نطفہ میں وہ طاقت ہے کرواحد شاہد جس کو ست سنگی لوگ ہی تسلیم بھی کرتے ہیں۔ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو۔ آپ کی ہی معرکتہ الآرا تقریر تصور ہو کر ست سنگ میں واہ واہ کے نعرے بڑے زور سے لگائے جاتے ہیں واہ رے عقل لیکن شکر ہے کہ آپنے رادھاسوامی ست سنگ کا تو بھانڈا پھوڑ ہی دیا۔ آخر کاغذ کی ناؤ یا کاٹھ کی ہنڈیا کب تک چلتی ہم کو تو روحانی ست سنگ دھوکہ تھا اب معلوم تو ہوا کہ ایک نئی قوم کا نام ست سنگی ہے جو حسب منشاء صاحب جی مہاراج ست سنگی اور ست سنگن بچہ پیدا کرنیکی کوشش سے بنا رہے ہیں اسی لئے آپ نے دھڑا دھڑ بچہ پیدا کرنیکی چیلوں کو نصیحت بھی کی ہے۔ لیکن صاحب جی مہاراج نے دیال باغ والوں کی ٹٹیوں سڑکوں وغیرہ کی صفائی اور اپنی رکھشا گاڑی کھینچنے کیلئے کوئی انتظام نہیں سوچا غالباً یہ کام بھی یہ قوم خود ہی کر لیویگی۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ شاید صاحب جی مہاراج کو چاروں ورنوں کے فرائض کا بھی علم نہیں ہے ورنہ کیا پہلا انتظام قدرت نے بالکل ہی بے سمجھے بھی کیا ہوا تھا۔ اور ہمارا خیال ہے کہ صاحب جی مہاراج کی اولاد میں تو پہلے سے یہ اوصاف موجود ہوں گے۔ تاکہ دوسروں پر اس کا اثر ہو سکے

ظاہر ہے کہ سرشٹی میں بہر صورت چار قسم کے آدمیوں کی ضرورت
ہوتی ہے جنکی صفات جداگانہ ہیں اس میں خلل ڈالنے سے کوئی
ملک ترقی نہیں کرسکتا ہے ورن آشرم کے متعلق دیکھو صفحہ ۳۶
لغایتہ ۴۴ پستک بھگوان کرشن کا سچا سنیاسی اس کے علاوہ ہم بتلانا
چاہتے ہیں کہ قدرت کا ایک اٹل قانون ہے کہ ہر ایک ملک کو
شانتی اور آرام سے وقت گذارنے کیلئے چار قسم کے حسب ذیل باشندوں
کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۱) وہ جن کا دماغ اتنا عالی ہو اور عقل اتنی تیز اور لطیف ہو کہ قدرتی
گیان کو آسانی سے سمجھ کر ادسپر عامل ہوں اور دوسروں کو بھی اس
علم سے مالامال کریں جسکو برہمن بتلایا ہے۔

(۲) علمی لیاقت کم ہونے کی وجہ سے اول درجہ والوں کی تعظیم اپنا
فرض اور راجدہانی کا کام نہایت بردباری، الوالعزمی سے کرکے
ملک کی حفاظت کیلئے اپنی جان تک نچھاور کریں جسکو کھشتری بتلایا ہے

(۳) اپنے ملک کی ضروریات زندگی کو مہیا کرنا اپنا فرض سمجھیں
جیسا کہ ویش بتلایا گیا ہے۔

(۴) ہر سہ اقسام کے لوگوں کی خدمت کرنا ہی اپنا فرض سمجھیں
اور ضروریات زندگی جس طرح پوری ہوں ادسپر قانع رہیں جنکو شودر

تسلیم کیا گیا ہے۔
اس اٹل قانون کو نہ کوئی ٹال سکتا ہے اور نہ کوئی ملک اس انتظام میں گڑبڑ کر کے اپنے دن آرام سے کاٹ سکتا ہے ہم راد ہا سوامی بھائیوں کو چاروں ورنوں کی جداگانہ صفات سے بھی واقف کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ دیکھیے گا۔

برہمن کون ہے

یہ سب جانتے ہیں کہ سالق زمانہ میں بہترین نمونہ کا برہمن کیسا ہوتا تھا جسکی نسبت کہنا چاہیئے کہ اس کی حالت ایسی جیو آتما کیسی ہوتی تھی جو قریب مکتی پانے کے درجہ تک پہونچی ہوئی ہو۔ جیسا کہ برت لوک کے سامان کی خواہش نہ رکھنا اور کسی کبھوگ بھوگنے کی تمنا نہ رکھنا اور تمام دنیوی جاہ وحشمت سے دست بردار ہونا وغیرہ وغیرہ گویا پچھلے زمانہ کے برہمن ورن کا یہ نمونہ تھا کہ مفلس ہو مگر گیان وان۔ برخلاف اس کے موجودہ زمانہ میں جس کو برہمن کہتے ہیں وہ دولتمند اور جاہل پایا جاتا ہے جو اوسکی تنزلی کو ثابت کرتا ہے۔ کیول شکھا اور اپویت دھارن کرنیسی برہمن تو لابد نہیں ہو سکتا۔ نہ باہری برہمن ہو سکتا ہے بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ جس برہمن کا شریر شودر کے بھوجن سے پوشن ہوا ہے وہ

خواہ وید بھی پڑھے خواہ اگنی ہوتر کرے خواہ گایتری پڑھے اوسکی گتی اچھی نہیں ہوتی دیکھو بسشٹ ۶ - ۲۸ - اسکے بعد لکھا ہے کہ شودر کے بھوجن کھانے کے بعد برہمن کی جو سنتان ہوگی وہ بھوجن دینے والے شودر کی سمجھی جاویگی ۔ دیکھو بسشٹ ۶ - ۲۹ جنم سے شودر کرم سے دوج وید پڑھنے سے بپر اور برہم گیان حاصل کرنے سے برہمن ہوتا ہے ۔ سری کرشن جی نے گیتا میں اور منو جی نے فرمایا ہے کہ جو کرم برہمن کے ذاتی ہیں جسمیں وہ کرم نہ ہوں وہ برہمن نہیں ہے ۔ بلکہ منو جی نے یہاں تک لکھدیا ہے کہ جو دوج وید کو نہ پڑھکر دوسرے کام میں محنت کرتا ہے وہ زندہ ہی اپنے خاندان سمیت شودر ہو جاتا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ شودر برہمن اور برہمن شودر ہو سکتا ہے ۔ اسی طرح بیاس جی نے مہابھارت میں لکھا ہے ۔ بھیشم پتامہ ۔ یدھشٹر سے کہتے ہیں کہ اے عزیز کلیان کا باعث ذات یا قوم نہیں ہے بلکہ گن یا نیک صفات کلیان کا موجب ہوتے ہیں ۔ ہر کو بھجے سو ہر کا ہو ذات پات پوچھے نا کو یہی تو کارن ہے کہ آجکل کہار ۔ بڈھی ۔ حجام وغیرہ دیگر اقوام بھی اپنے آپکو برہمن کی فہرست میں درج کرانیکی دعویدار ہیں کیونکہ برہمن جاتی نے اپنا دھرم کرم سب تیاگ کر دیا ہے ۔ ظاہر ہے کہ برہم گیان کی پراپتی ہی برہمن کا لکھش ہے پہلے سب ہی برہمن کرم نشٹ

ودیاوان، وید پاٹھی یعنی سدا چاری ہوتے تھے۔ برہمن کیلئے دھن رتن ہاتھی کا تیاگ دھرم ہے۔ برہمن کو سرشیٹ گُن اور کرم کے انوسار ہی دوسرے ورنوں سے سرشیٹ مانا جاتا ہے برہمنوں کیلئے تیاگ اور سنتوش سے بڑھکر کوئی بیش قیمت وستو نہیں ہے۔ منوجی کا پرمان ہے کہ برہمچرج۔ گھرست۔ بان پرست۔ سنیاس یہ چاروں کرنا برہمن کا دھرم ہے اور جو سب ورنوں میں پورا عالم دھرم پہ چلنے والا اور سب کی بھلائی چاہنے والا ہو اسی کو برہمن کہتے ہیں۔ اور جو بندھ اور موکش کا واستوک سروپ جانکر بندھ سے چھوٹنے اور موکش پراپتی کے لئے ہاردک پریتن کرتا ہے وہی پنڈت ہوتا ہے۔ اس کا مطلب ودیا سکھلانے کی غرض تھا تاکہ ترقی کیلئے گیانی گوروں اور رہنماؤں کا سلسلہ قایم رہے اس کا اپنا دھرم انجام دینے اور گیان حاصل کرکے وہ گیان دوسروں کے حوالہ کرنیکے لئے تھا۔ کیونکہ جو قوم کسی قاعدہ اور انتظام پر بنی ہوتی ہے تو اوسمیں ہمیشہ ایسے معلم ہوا کرتے ہیں۔ جو ہادی اور مشیر ہوا کرتے ہیں وہ جو کچھ معلومات علمی کیا کرتے ہیں وہ نہ اپنے کسی ذاتی نفع کی نظر سے بلکہ اپنے اہل قوم کے واسطے اس طریق سے برہمن دھرم کرم کرنے کے ذریعے انجام پاتا اور موکش کی پراپتی کا ذریعہ ہوتا تھا۔ علاوہ اس کے برہمن ایک گرنتھ کا بھی نام ہے جب

بہت سے رشی منی دہرماتماؤں کی آتماؤں ہیں ویدارتھ کا پرکاش ہوا
اونکے سمادھست ہونے پر تب رشی منیوں نے وہ ارتھ اور رشی منیوں
کے اتہاس پوروک گرنتھ بنائے اُنکا نام بھی برہمن ہوا۔ اور رشی منی
تپسوی کو بھی برہمن کہتے ہیں۔ برہمن صرف پرماتما سے تعلق رکھنے والی
پرا ودیا ہے اسکو سنسکرت میں برہمن پریوارجک نیاسے بھی کہتے ہیں
برہمن شبد کے کہنے سے سنیاسی وغیرہ سب آجاتے ہیں اگرچہ برہمن
سب ہی ہو سکتے ہیں لیکن سنیاسی سب نہیں ہو سکتے جو سنیاسی تھے وہ زیادہ
وقت برہم گیان کی باتوں کے پرچار میں لگاتے تھے اسی لئے سنیاسی کا درجہ
برہمن سے بڑا مانا گیا ہے۔ پہلے ودیادان برہمن پنڈت گن اپنی
الگ الگ پاٹ شالائیں رکھتے تھے جہاں پر ودیا کے ابھلاشی
ودیارتھی گن آتے تھے وہ بڑے آدر پوربک گورو کا سنمان کرتے
ہوئے ودیا کا اپارجن کیا کرتے تھے ودیارتھیوں کو کوئی شلک
نہیں دینا پڑتا تھا۔ اکثر تو گورو ہی اون کے ان لبستر کا پربندھ کیا
کرتے تھے۔ ان پاٹ شالاؤں میں صرف ہنمتا برہمن کے ہی لڑکے
پڑھتے تھے۔ جو پڑھنے کے بعد خود گورو ہو جاتے تھے یا پروہت وغیرہ
کا کام کرتے تھے۔ جنم شادی مرتیو وغیرہ سنسکاروں پر وہی سبھاپتیا
دیتے تھے اور کتھا وغیرہ کے ذریعہ لوگوں کو دہرم وغیرہ کا گیان دیتے تھے

بھوگ واسناؤں میں لپت ہونا برہمن کیلئے ادھرم ہے سنتوش سے برہمن تو کا ناش ہو جاتا ہے۔ برہمن کا دھرم دولت کمانے یا کسی اور ذاتی مفاد کی طمع سے ودّیا کو پڑھانا نہیں تھا۔ برہمن کا یہ دھرم نہیں تھا کہ اپنے سوارتھ کے بس دیگر جاتیوں میں ایسے وچار کے روشن کرنے کا یتن کرے جس سے اپنا ہی لابھ ہو خواہ دوسروں کا کتنا ہی نقصان ہو جاوے۔ جیسا کہ آجکل دکھلائی دیتا ہے۔ اور صرف جنم اور نام کے ہی برہمن نظر آتے ہیں اسی لئے اپنا دھرم چھوڑ کر ویش اور شودروں کے کرم کر رہے ہیں جن میں ۹۰ فی صدی ان پڑھ پائے جاتے ہیں نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ پانی بھرنا۔ روٹی پکانا۔ جھاڑو لگانا۔ پنکھا قلی۔ چپراسی۔ اردلی اور ہر قسم کی ذلیل درجہ کی سیوا کرنا وہ یا تو برہمنوں کا کام رہ گیا ہے۔ جو کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ سچ بھی ہے جب ایشور پرماتما نے گھوڑا زین سواری کیلئے پیدا کیا ہے اور وہ اپنا کام نہ دیگا تو بجز گھاس ادوسے بوجھ لادنے کا یا یکہ ٹم ٹم گاڑی چلانے کا کام لیا جاویگا۔ اس کے متعلق شری کرشن چندر جی کی پیشینگوئی یاد آتی ہے۔ یدھشٹر نے اپنی یگیہ میں دان دینے کیلئے ارجن کی معرفت کسی لائق برہمن کو طلب کیا۔ تو کوئی یوگیہ برہمن نہیں ملا۔ ایک شالی چمکتا ہوا برہمن

ملا۔ اوسے ارجن نے یگیہ میں چلکر دان لینے کو کہا تو برہمن روپڑا
ارجن نے یدھشٹر سے کہا تو یدھشٹر بھی روپڑا۔ اور پھر شری
کرشن جی کے پاس آیا تو وہ بھی روپڑے۔ ارجن حیران کوئی اسکا
سبب نہ بتلاوے تو شری کرشن جی نے کہا کہ برہمن تو اس لئے
رویا کہ مجھے ذلیل سمجھ کر دھن کے لالچ سے یگیہ میں بلایا جاتا ہے
یدھشٹر اسلئے رویا کہ شاید میرے دھن میں کچھ پاپ کا کمایا ہوا ہو
جو برہمن نے انکار کیا۔ شری کرشن اسلئے روئے کہ آئیندہ ایسا
نظارہ دکھلائی نہیں دیگا۔ نہ تو ایسے برہمن ہوں گے نہ کھشتری۔
برہمن لوگ باوجود لعن طعن کے دروازوں پر مانگتے نظر
آویں گے۔ اور کھشتری دان دینے سے جی چرائیں گے وہ
زمانہ آج موجود ہے۔

ایک راجہ نے بھگوان شنکراچاریہ کی آمد سنکر اپنے منتری کے
ہاتھ بہت سا دھن بھینٹ کیلئے پیش کیا تو آپنے۔ دھن۔ رتن
ہاتھی کو واپس کر کے فرمایا کہ منتری میں برہمن ہوں۔ تیاگی ہوں
یہ چیزیں میرے کام کی نہیں ہیں۔ کیونکہ میں اس پوتر راستہ کو
چھوڑ کر بھوگ واسناؤں میں لپٹ ہونے کی اچھا نہیں رکھتا
برہمن دھرم کے یہ ورودھ ہے۔ دیکھو صفحہ ۷۲۔ ایک ویدپاٹھی نے

بھگوان شنکر آچاریہ کے سامنے بہت سا سامان بھینٹ کیا۔ تو آپ نے صرف پھول اکھشت اوٹھا کر فرمایا کہ ان بیش قیمت چیزوں کی نہ تو مجھ کو ضرورت ہے اور نہ آپ کے لئے ہی یہ مناسب واجب ہے۔ کیونکہ برہمن کے لئے تیاگ اور سنتوش سے بڑھکر کوئی بیش قیمت وستو نہیں ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۷۶۔

آج کل کے برہمن بھائی دہرم کرم و دیا ہین ہونے کی وجہ سے پانی بھرنے چولھا جھو نکنے خدمتگاری کا کام کرنے پر بھی جب گزارہ نہیں کر پاتے ہیں تو اون کو ڈنڈ دھاری سادھو کا بھیس بنانے کا سیدھا راستہ ملجاتا ہے۔ اور جاتی ابھمان میں ڈوبے ہوئے دوسرے وسنامی مہاتماؤں کو بھی پتت بتلانے لگتے ہیں۔ حالانکہ آپ ہمت اکھشر سے بھی کورے ہی ہیں۔ اور گھی بورا۔ پیڑہ کچوری کھیر کی بھکشا مع دکھشنا ملنا ضروری سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے ڈنڈی سوامی وو ستھا میں بتلایا ہے۔ ذرا ادھا سوامی بھائی دھیان تو دیں کہ جب اصلی برہمن اور سنیاسیوں کی یہ دشا ہے۔ تو دیال باغ میں بیچاری ست سنگن سچے برہمن صرف صاحب جی مہاراج کی درشٹی سے کسطرح پیدا کر سکتی ہیں۔ یہ سراسر بھول اور مغالطہ دینا ہے۔

کھشتری ورن

برہمن کے بعد دوسری قسم کے لوگوں کی ضرورت تھی جسکے
لیئے دنیا کے ایسے لوگوں کو جو چلتے پرزے ہوں اس کام کے
واسطے تیار کیا جاوے کہ وہ دوسروں پر حکومت کریں۔ اور انتظام
کرسکیں۔ یعنی اس کام کے لیئے تعلیم اور تربیت پاکر ایک ایسا
زور آور فرقہ ذی اختیار تیار کیا جاوے جو کھشتری ورن کہلاوے
اور اس غرض سے حکمرانی نہ کریں کہ وہ ذی اختیار ہونے سے خود
لطف اوٹھاویں۔ بلکہ طرفداری سے پاک ہوکر بے لوث غریبوں کو
محفوظ رہنے کا اطمینان خاطر اور دولتمند کو ظلم کرنیسے باز رکھا جاوے
کیونکہ ایسی دنیا میں جہاں جھگڑے قضیہ اور غصہ ور لوگ خود غرضی
سے اپنی ہی فکروں میں مبتلاں ہوں انکو یہ سکھلایا جانا ضروری
ہے کہ انصاف ہو تاکہ زبردست لوگ اپنی زبردستی کا ناقص
استعمال کرنیسے باز رکھے جاویں۔ اور زیردست مظلوم ہوکر پاؤں
کے نیچے کچلے نہ جاویں۔ راجہ کا دہرم تھا کہ وہ مخلوق کے درمیان
انصاف کرے تاکہ اوسکے تخت کو ایشور کے انصاف کا سرچشمہ
سمجھا جاوے۔ راج رشی کا یہ نمونہ تھا جو قایم کیا گیا جس راج رشی

نمونہ کی تعلیم دینے کیواسطے شری رامچندر جی اور شری کرشن جی آدی تشریف لائے تھے۔ کھشتری کا یہ دھرم تھا کہ وہ جنگ آدر کام کرے اوسکی قوت اور دلیری اسلئے تھی کہ اوسکی قوم امن وامان سے ساتھ اپنے کاروبار میں مصروف رہے اور غریب اور غیر مفسد لوگ خوشی سے ساتھ زندگی بسر کریں۔ اور تجارت پیشہ اپنی تجارت کے کاموں کو امن چین سے جاری رکھیں کھشتری کا دھرم ہے کہ جب جنگ درپیش آوے تو اس نظر سے جنگ میں مصروف ہو گویا وہ بیکسوں کا محافظ ہے۔ اور اپنی جان تک کو بلا تامل قربان کردیوے اوس کے واسطے اپنے ذاتی مفاد یا مقبوضات کو بڑھانے یا زیادہ ذی اقتدار ہونے کی نیت سے جنگ لازم نہیں تھا۔ اوس کا یہ کام تھا کہ اپنے آپ کو اپنی رعایا کے گرد مثل ایک لوہے کی دیوار کے حلقہ بنا وے اور خود بیرونی حملات کے صدموں کو برداشت کرکے رعایا کو امن وچین اور خوشی کے ساتھ اپنے حلقہ میں پناہ دیوے۔ جیسا کہ گورو گوبند سنگھ و بندہ بیراگی کی زندہ مثال موجود ہے جنکے آپ جانشین ہونا ظاہر کرتے ہیں کیا آپ نے یا آپ کے کسی ست سنگی بھائی نے کھشتری دھرم کا کوئی نمونہ پبلک کے سامنے پیش کیا ہے۔ زمانہ حال میں ہی

قوم کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپکے فرشتوں تک کو بھی معلوم نہیں ہے۔ ایسی حالت میں آپکو کھشتری صفات کہلانے کا کوئی حق نہیں ہے۔

ویش ورن

یہی کیفیت ویش ورن کی ہے جسکا کام دولت اکٹھا کرنا تھا۔ اوس کا فرض تھا کہ وہ اپنے اس فرض کو نہ اپنی نفس پروری کی غرض سے ادا کرے بلکہ اپنی قوم کی پرورش کی غرض سے انجام دیوے مساکین کے رہنے کے لئے ہر کہیں مکانات مسافروں کیلئے قیام گاہیں۔ انسان حیوان دونوں کے واسطے شفاخانہ جات اور پرستش کیلئے پرستش گاہیں تیار رہوں قومی زندگی کے واسطے جس قسم کے سامان ضروری درکار ہوں اون کے بہم پہنچانے کے واسطے دولت کا خزانہ ہر جگہ میسر آسکے اس طرح پر روحانی زندگی کا اختیار کرنا اوس کے قابو میں تھا۔ خلاف اس کے خود غرضی۔ نفس پروری و حسد و کینہ۔ ڈرپوکی و آرام طلبی اس قوم کا خاص اصول بنا ہوا ہے۔ جہاں پر ویش جاتی کی طرف سے چھیترا اور دہرم شالہ و پاٹ شالہ و مندر وغیرہ پائے جاتے ہیں تو وہ محض نام مشہور کرنے کی غرض سے بنائے جاتے ہیں اون کا

جائز طریق پر استعمال نہیں ہوتا بلکہ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دیا
ہوا ہے کہ جنہوں نے اپنی کمائی کا ذریعہ بنا کر دانی پرشوں کو بجائے
ثواب کے بدنام اور پاپ کے بھاگی بنایا ہوا ہے جسکی بابت ہم نے
ہمالیہ درپن میں بھی کچھ تشریح کی ہے۔ مثلاً ہردوار کے چھیتروں میں
ہم نے دیکھا ہے کہ وہ ہیں تو ویش لوگوں کی طرف سے پرنتو اون
میں صرف نام نہاد برہمچاری ودیارتھی۔ ڈنڈی سوامی کو تو جو جنم کے
برہمن ہوں خاطر خواہ حسب طلب بھوجن ملتا ہے۔ لیکن اون کے
خاندانی جنسے خونی رشتہ بھی ہو ویش جنم کے سچے تیاگ مورتی پرم ہنس
سنیاسی کو اوس میں بھکشا دینے سے بھی صاف انکار کر دیا جاتا ہے۔ جیسا
کہ پرم ہنس سوامی ہری ہر آنند گری جی سنیاسی مظفر نگر والوں کے ساتھ
پیش آیا۔ صرف ایک دن ہی ڈنڈی سوامی جنارد ہن آشرم کی سفارش
پر جبکہ وہ اُن کے ساتھ چلے گئے تھے بھکشا ملی لیکن آئندہ کے لئے
اون کو منع کر دیا گیا۔ جسکی وجہ سے اون کو پنجاب چھیتر اور غریب واسی
سادھوؤں کا آسرا لینا پڑا۔ اسی پر دھرم شالاؤں میں ویش کی
ملکیت ہوتے ہوئے نام نہاد برہمچاری ڈنڈی سوامی ودیارتھی
کا تو ہمیشہ کے لئے لبطور ملکیت رہنے کا ادھیکار ہے۔ لیکن ایک
ویش جنم کے سنیاسی سچے تیاگ مورتی لالہ شیام لال جی سابق

رئیس میرٹھ لالہ ہوشیار سنگھ صاحب سابق قرق امین (حال ہری ہر
آنند جی) مظفر نگر وغیرہ کے لیئے ایک یوم کی بھی گنجائش نہیں ملتی
ایسا ہی ہم نے ایک شوگر مل کو دیکھا جو کہ ایک دہلی کے بہت بڑے
رئیس دیش کا ہے حالانکہ اوس میں ہزاروں آدمی کام کرتے تھے
لیکن ایک قوم کے دیش امیدوار کو اوس میں سروس کا موقع نہیں
ملتا تھا۔ کارن یہ ہے کہ اوس کا مینجر بھی ایک چودھری تھا ہم نے
ہر ایک برادری میں انتظام معقول دیکھا ہے۔ جینیوں کے مندروں
و دیگر دھارمک استھانوں میں پجاری یا مینجر دہرم شالہ کا قومی بھائی ہی
ہوگا۔ وہ گیانوان برہمن کی عزت بھی کرتے ہیں لیکن اوس سے
صفائی۔ پانی۔ جھاڑو وغیرہ کا کام لیا جاتا ہے۔ اندور کی دہرم شالہ
و بمبئی کا جین مندر میرے سامنے ہے۔ بلکہ بمبئی میں تو جین مندر
اور پارسی مندروں میں مجھ سنیاسی کو بھی اندر جانے کی اجازت نہیں ملی
تھی۔ کانگریس۔ اچھوت ادھار وغیرہ میں بھی اس قوم کے دھناڈ اس غرض
کیلیئے چندہ دیتے ہیں کہ اونکا نام اخباروں میں چلا جاتا ہے۔ یا کسی
وکیل ڈاکٹر وغیرہ کے دباؤ سے غرضیکہ اپنے فرائض اور دان سمجھکر
کوئی پرمارتھی کام نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ اپنا کوئی قریبی رشتہ دار
بھائی بھتیجہ بہن بھاوج وغیرہ اگر محتاج اور قابل امداد بھی ہیں تو اونکی

طرف توجہ بھی نہیں کی جاتی۔ کیونکہ اس میں تو کوئی نام نہیں ہوتا ہے۔
نہ اس جاتی میں دان صحیح کرنا جانتے ہیں اور نہ ہی کسی دھارمک استھان
کا پربندھ و نگرانی کرنا جانتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہر سال ویش سکانفرنس
اچھے اچھے ریزولیوشن پاس کرتی ہے لیکن اس میں بھی دھناڈھ لوگ پلیٹ فارم
پر کھڑا ہو کر لیکچر دینا تو نام وری سمجھتے ہیں مگر اوس پر عمل قطعی نہیں۔ برخلاف
اوس کے اس ویش جاتی میں فرزند فروشی اور دختر فروشی کا عام شہرہ
ہے۔ جس کا خاندان اچھا ہے یا لڑکا تعلیم یافتہ ہے تو وہ لڑکی والے
سے لاکھوں تک کا مطالبہ کرتا ہے اوسکو برباد کر دینے سے دریغ نہیں
کرتا اور لڑکی والا اگر غریب ہے تو کسی ضعیف ناقابل شخص سے کافی روپیہ
لیکر اوس کو دیتا ہے۔ فیشن نے تو غضب ہی ڈھا رکھا ہے۔ جسکی
وجہ سے اپنے روزانہ۔ اخراجات کے ناقابل ہو کر صرف بدنی سٹہ
نالی کھاتی کی تجارت کو ہی اپنا فرض اور آسان ذریعہ کمائی بنا رکھا ہے
کہ جو باتیں معیوب سمجھی جاتی تھیں وہ اب باعث فخر ہو رہی ہیں بہت
ممکن ہے کہ رادھا سوامی مت والے اس کا سدھار کریں۔ لیکن ہم تو وہاں پر
بھی عجیب حالت دیکھ رہے ہیں ایشور ہی مالک ہے کہ اس قوم کو راہِ
راست پر لاوے۔ اون کا فرض ہے کہ اول اپنے آپ کا خاندان
کا گوتر والوں کا۔ قوم کا سدھار کریں۔ پھر اوس سے آگے بڑھیں ادھورا

رہنے سے ترقی نہیں ہوسکتی جسقدر دہرم شالہ۔ پاٹ شالہ چھیتر۔ گئوشالہ
مندر۔ کارخانہ جات۔ بیاہ شادی۔ سنسکار وغیرہ ہیں اونہیں پہلے اپنے
بھائیوں کو جگہ دیکر اون کا پالن کریں جیسا کہ دیگر اقوام میں ہورہا ہے
یہ ضروری نہیں کہ تمام جگھوں پر صرف جنم کے برہمن ہی مالک بنادئے
جاویں۔ اگر کوئی ویش جاتی کا نش شاشتر کی مریادا پالن کرنیکے لئے
سنیاس بھی دھارن کرتا ہے تو نیچ بدھی کے برائے نام برہمن یا ڈنڈدہاری
لوگ اُسنے دویش کرتے ہیں اور کھان پان تک کے بیوہار میں انکو پتت بتلاتے ہیں
گویا سنیاس بھی انہیں کا ادھیکار ہے۔

شودر ورن

اسی طرح سے شودر کا فرض تھا کہ اپنا دھرم خلائق عامہ کے فائدہ
کے واسطے انجام دیوے یعنی اپنی قوم کی خدمت کے واسطے اوس کا
کارن بنے جو کچھ قوم کے واسطے باہر سے لانا ضروری ہو لاوے اور بیرونی
جسمانی ضروریات کے رفع کرنیکے واسطے قوم کے کام میں آتا رہے
اوس کا کرم یوگ اس بات میں تھا کہ اپنی خدمات کو اپنی خوشی سے فرض
اداکرنیکی غرض سے انجام دیوے نہ کسی ذاتی مفاد کے خیال سے۔
اب رادھاسوامی بھائی ذرا سوچیں کہ یہ چاروں کام ایک ست سنگی
کرسکتا ہے یا صاحب جی مہاراج نے محض دھوکہ دیا ہی اپنے شریہ میں ہی

دیکھنے سے پتہ لگتا ہے کہ آنکھ کا کام ناک یا مونہہ کا کام کان یا ہاتھوں کا کام پاؤں یا گُدا کا کام مونہہ ہرگز ہرگز نہیں دلیسکتا قدرت نے جوسکی ڈیوٹی لگادی ہے وہ اس کا ہی ذمہ وار ہے اور وہی اُس کا دہرم اور فرض ہے۔ میں بہت خوش ہوں گا اگر کوئی رادھا سوامی بجائی یہہ چاروں ورنوں کا کام کر کے دکھلا دے۔ ورنہ محض ڈھکوسلہ بازی سے کچھ نتیجہ نہیں نکلتا ہے۔

(۶) آپ چیلیوں کیلئے ہدایت فرماتے ہیں کہ جسم کو سنگورو کی سیوا میں استعمال کرنا تن کی سیوا ہے اور من کو سنگورو کے سُکھ پہنچانیکی تجاویز میں لگانا من کی سیوا۔ اپنا روپیہ ستگورو وسنگت کی ضروریات کیلئے پیش کرنا دھن کی سیوا ہے دیکھو بیچار تھ پرکاش حصہ دویم۔ کیا ناظرین اس عمل کو صیح سمجھتے ہیں کہ غیر استری کا وجود ایک رادھا سوامی کے گورو کو استعمال کرنا جائز طریقہ ہے اور مہا پاپ نہیں ہے۔

(۷) آپ یہ لکھتے ہیں کہ گرنتھ صاحب میں غیر پرشوں کی بانی ہر گرنتھ صاحب کی پوٹ باندھ کر رکھنا اسمیں سے شُکھی رہنے کی آواز بھی نہ آنا اور سنت بنانے کی طاقت نہ ہونا۔ گرنتھ صاحب کے پاٹ سے کوئی فائدہ نہ ہونا یہ سب کچھ فضول ہے اسلئے سکھوں کو پُستک پر اعتقاد نہیں رکھنا چاہیئے۔ بلکہ رادھا سوامی کا زندہ گورو تلاش کرنا

چاہیئے۔ سکھوں نے گورونانک صاحب کے متعلق بہت سی کرامتیں ہونا جو مشہور کی ہوئی ہیں بعید از عقل ہے۔ ہمارے ست سنگی نہیں مانتے۔

لیکن افسوس ہے کہ اپنی ہی تحریر کے خلاف آپنے سکھوں کو کیسا سخت دھوکہ دیا ہے۔ کہ گورونانک صاحب اور رادھا سوامی مت کی تعلیم میں فرق نہیں ہے۔ ایک ہی مت، ایک ہی اوپدیش، ایک ہی راستہ ایک ہی سادھن، ایک ہی سُرت، ایک ہی شبد صرف پنجابی اور ہندی زبان کا فرق ہے جیسے کسی گورو صاحب کے کپڑے بدل لینے سے اُن کے جوہر میں فرق نہیں آجاتا۔ ایسے ہی زبان بدل لینے سے جوہر میں فرق نہیں آتا۔ چونکہ سکھ جماعت میں زندہ گورو نہیں ہے اور پستک گورو کا کام نہیں دیسکتی۔ اسلئے حضور رادھا سوامی دیال کی تشریف آوری سے وہی روحانی فیض عام کا سلسلہ جو سکھ گورو صاحبان کی عدم موجودگی سے بند ہوگیا تھا از سرنو جاری ہوگیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے سکھ لوگ سکھ پنتھ کے دائرہ کے اندر اپنی آرزو پوری ہونے کے سامان موجود نہ دیکھکر پچھلی ٹیکوں کو تلانجلی دیکر حضور رادھا سوامی دیال کے دربار سے خاطر خواہ دامن امید بھرنے کا اطمینان کرکے ست سنگی بن جاتے ہیں

ملاحظہ ہو صفحہ ۱۶۹ و ۱۷۳-۱۸۰-۱۸۳-۱۸۶-۱۸۷ حصہ سویم بیچار پرکاش یہاں تک لکھا ہے کہ جیسے گورو نانک صاحب کا گورو وانگد صاحب میں صرف جسموں کا فرق تھا ایسے ہی پچھلے گورو صاحبان اور رادھا سوامی دیال اور اون کے جانشینوں میں صرف باہری جامہ کا بھید ہے گورو دھارا ایک ہی ہے۔ اسلیئے گورو گوبند سنگھ صاحب میں جیسا عقیدہ رکھتے تھے اوسیطرح رادہا سوامی دیال کو مان لینا چاہیئے۔ کیسا صریح مغالطہ دیا ہے۔ اب ہم گورو نانک صاحب کی تعلیم آپ صاحبان پر روشن کرنا چاہتے ہیں۔

گورو نانک صاحب

جیساکہ سناتن دہرم یا آریہ سماج وغیرہ ہندوؤں کے مذہب میں وید شاستر میں وشواش ہے ایسا ہی سِکھ مذہب کے لیئے شری گرنتھ صاحب کی پوجا میں عقیدہ ہے۔ گورودواروں میں شری گرنتھ صاحب کے سوائے رادہا سوامی مت کی طرح سے کسی ناپاک جسم کی پوجا نہیں ہوتی ہے۔ رادہا سوامی مت کی طرح سے سِکھ صاحبان نے کسی دیگر ہندو دہرم یا اوتار یا پیغمبروں کا کھنڈن نہیں کیا ہے۔ بلکہ وہ دہرم کرم جپ تپ ایشور پرماتما تیرتھ برت دان

پرتشٹھا گنگا۔ پشکر۔ بدری ناتھ ۔ کدارناتھ جی پوتر استھانوں کو پوجتے
اور مانتے ہیں اور ہر ایک ہندو تیرتھ پر اسنان کرنا اور گورو دوارہ صاحب
وچھیتر گھاٹ وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ گورو نانک صاحب کی تعلیم
اور اون کے دان کو کون نہیں جانتا۔ گورو نانک صاحب کے
پتا نے کھیتی کا کام اونکے سپرد کیا تمام فصل جانوروں کو کھلا دی۔ تجارت
کیلئے روپیہ دیا سادھوؤں کو کھلا دیا پھر مودی خانہ کا ملازم کرا دیا
وہاں بھی خیرات کا سلسلہ جاری رہا۔ شکایت ہوئی۔ آخر ۱۹ سال کی
عمر میں شادی کر دی۔ سری چند جس نے اوداسی پنتھ چلایا۔ دوسرا
لکھشمی داس جسکی اولاد بیدی کہلاتی ہے۔ دو پتر ہوئے۔ آخر گھر
سے بھاگ گئے۔ کئی سال کنکروں کے فرش پر یک لخت سخت
ریاضت کی۔ ابھیاس سے فارغ ہو کر تمام ملک کا دورہ کیا کبیر صاحب
کی طرح سے گپت ہو گئے۔ اگر وہ تمہاری طرح دنیاوی سچا سودہ
کرتے تو آج اونکو کوئی نہ جانتا۔ البتہ آپ کی طرح سے کروڑپتی
لکھ پتی ضرور ہو جاتے۔ ایسے کتنے ہی کروڑپتی لکھ پتی ہوئے مر گئے
مگر ایسے مہا پرش ہمیشہ زندہ جاوید ہیں۔ نانک صاحب، کبیر صاحب
کی نعش کا آجتک کسی کو پتہ نہیں لگا۔ یہ ہے اوتاروں کی تعریف
نہ کہ رادھا سوامی مت والوں کی طرح سالہا سال بیمار رہ کر تڑپ تڑپ کر

جان دینا مہاتماؤں کا کام ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

الکھ اگادھ پار برہم سوئی جو جو جپے سو مکتا ہوئی

ایک اونکار ست نام کرتا پرش وغیرہ یہ نانک صاحب کی تعلیم ہے گورو گوبند صاحب کا بچن ہے۔ جو مجھ کو پرمیشر ادچرہیں۔ تے نر نرک کنڈ میں پڑہیں ابھہ ہے ست پرش پرمیشر۔ تنسکے تسیں ٹاوجی۔ کون نہیں جانتا کہ گورو نانک صاحب نے ہندوؤں کے اندر بھگتی کی لہر پیدا کر کے ادن کو مسلمان ہونے سے بچایا۔ غیر مذاہب کا مقابلہ کیا۔ مسلمان حکومت میں ہندو جاتی کی بڑی خراب دشا تھی تیرتھ۔ مندر۔ ہندو سبھتا اور شکشا سب پر بھینکر پرہار کئے جاتے تھے۔ ہندو بالکل کمزور ساہس ہین۔ اور داسنا ولین ہو چکے تھے۔ اوس وقت سکھوں نے ہی دھرم رکھشا کیلئے کمر باندھی اور بھارت کی عزت بچانے کے لئے دھرم کا جھنڈا ہاتھ میں لیکر میدان میں نکل آئے۔ مٹھی بھر غریب سکھ جن کے پاس نہ کوئی ریاست، نہ لڑائی کے بھاری سامان۔ کیول آکال پرش اور گورو کی اوٹ کے سہارے دھرم روپی سمے پر قربان ہونیکو تیار ہو گئے اس لئے اوسوقت کی مغل حکومت سکھوں کی جانی دشمن ہو گئی اور بادشاہ کی طرف سے سکھوں کے قتل عام کے لئے احکام جاری

ہوگئے۔ اگر کوئی ایک سکھ کو گرفتار کراتا تو اوس کو اسّی روپیہ انعام ملتا تھا۔ سینکڑوں سکھ ہر روز پکڑ کر لاہور بھیجے جاتے اور شہید گنج کے میدان میں نردوش اور دوہرماتما سکھوں کو پکڑ پکڑ کر خوفناک کشٹ دے دیکر قتل کیا جاتا تھا۔ لاہور کے حاکم میر منو کے حکم سے یہاں پر قریباً ڈھائی لاکھ سکھ قتل ہوئے۔ شہید گنج کے احاطہ میں کچھ تہ خانے ابتک موجود بتلائے جاتے ہیں۔ جنمیں سکھ دیویوں کو میر منو کے حکم سے قید کیا گیا تھا۔ اونکو خالصہ دہرم کے موکھ کرنے کیلئے طرح طرح کے لالچ اور دکھ دئے جاتے تھے۔ اونکو ہر روز سوا سو من دانہ چکیوں میں پیسنے کیلئے دیا جاتا۔ آٹھ پہر میں ایکبار آدھی روٹی کھانے کیلئے اور ایک پیالہ پانی پینے کیلئے ملتا تھا۔ اون کو ہر روز کوڑے مارے جاتے تھے۔ اون کے سر پر بھاری بھاری پتھر رکھ کر سارا سارا دن دھوپ میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔ جلاّد اون کے معصوم بچّوں کو آسمان کی طرف اوچھالکر نیزوں میں پرو لیتے اور پھر اون بچّوں کے شریر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اون کی ماتاؤں کی گود میں ڈالے جاتے تھے۔ یہ سب کشٹ سکھ دیویوں نے سہن کئے پرنتو کسی ایک نے بھی خالصہ دہرم سے مُکھ نہیں موڑا جب سکھوں کے ایک جتھے کو اس بات کی خبر ہوئی تو کچھ دیویونکو

قیدخانہ سے نکال کر لیگئے۔ پر تو بہت سی سکھ دیویاں اپنے دھرم بچوں
کے سہت شہید گنج کے میدان میں قتل ہوئیں۔ بنیادوں میں سکھ شہیدوں
کی کھوپریاں رکھی جاکر مسجد تیار کی گئی اور اُن مسجد کے سامنے ہزاروں
دہرم ہیر سکھوں نے دہرم کی یگ ویدی پر اپنے شریروں کی آہوتیاں
دی تھیں۔ بہت سے بہادر سکھ چرخیوں پر چڑھائے جاکر شہید کئے گئے
یہاں تک کہ زمین ان سکھ شہیدوں کے پوتر خون سے رنگی گئی۔ بنارس میں
مندر وشوناتھ جی کے ایک حصہ کو مسجد بنایا گیا۔ اجودھیا میں شری
رامچندر جی کے جنم استھان میں مسجد تیار کی گئی اور متھرا میں شری کرشن چندر
کے استھان پر مسجد بنائی گئی۔ اسیطرح پر انیک استھان موجود ہیں۔ کہ
جو ہندوؤں کے ساتھ ایسے برتاؤ عمل میں لائے گئے۔ یہ سکھ قوم کا ہی
کام ہے جس نے دہرم کیلئے جان لڑائی اور ہندو دہرم کو بچایا۔ ورنہ آج
آپ جیسے رادہاسوامیوں کا نام بھی نہ ملتا۔ کیا آپ نے نہیں سنا۔ کہ
گورو گوبند سنگھ صاحب کے دو چھوٹے چھوٹے بچوں نے دہرم کے مقابلہ
میں اپنے آپکو دیواریں چنوا جاکر شہید ہونا قبول کیا تھا۔ آپ نے جپ جی
صاحب کی پوڑیاں الغایتہ ۳ و ۵ و ۶ و ۸ لغایتہ ۱۱۔ ۱۳ الغایتہ ۱۵۔ ۱۷۔ ۲۱
۲۵ لغایتہ ۲۸ کا پاٹ نہیں کیا جسمیں کہ گورو نانک صاحب نے شاستر اور
وید۔ پوران کی کسقدر عظمت کو تسلیم کیا ہے۔ اور ایشور کی ہستی کو ثابت

کر کے دوسروں کو اوسکے خلاف جاہلوں اور احمقوں کی فہرست میں درج کیا ہے۔ آپ کا ست سنگی تو شاید ایسی کرامات سنکر کوٹھے سے باہر بھی نہیں نکلے گا۔ آپ تو خود ہی اپنی تعلیم میں ہندو دھرم کا ناش کر رہے ہیں موجودہ حالت کی تنزلی و زیادتی کا تو آپ کو دھیان بھی نہیں ہے

پوشاک ہی چال چلن بناتی ہے

(۸) آپ نے صفحہ ۱۸۹ ستیارتھ پرکاش حصہ سویم پر تو سکھوں کو یہ سمجھایا ہے کہ کسی گورو صاحب کے کپڑے بدل لینے سے اونکی ہستی میں فرق نہیں آتا لیکن آپ نے ۱۲ اگست سنہ ۱۹۳۵ء اپنے چیلوں کو ہدایت کی ہے کہ یکم ستمبر سنہ ۱۹۳۵ء سے ست سنگی لوگ لازمی طور پر یورپین ڈریس کا استعمال کریں۔ اونکو ٹرکی اور افغانستان اور مصر کی مثال دیکر سمجھایا ہے کہ پوشاک ہی چال چلن کو بناتی ہے۔ حالانکہ چال چلن خیالات اور ست سنگ سے ہوا کرتا ہے۔ اگرچہ یہ سب کچھ آپ نے سر کا خطاب حاصل کرنے کی غرض سے کیا تھا۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ صاحب جی مہاراج اگر مالک کل یا سنت ستگورو تھے تو اونکو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ جن کی ہم تقلید اور خوشامد کرتے ہیں وہ زمانہ بہت نزدیک ہے جبکہ یورپین حکام بھی کونسل میں کھدر کے دیسی لباس کے ساتھ رونق بخش ہوا کریں گے

جیسا کہ اب موجود ہے۔ اس کے متعلق اول تو صاحب جی مہاراج کا
خلاف بیانی سے صریحاً پبلک کو مغالطہ میں ڈالنا پایا جاتا ہے اوس کے
علاوہ ہمارا خیال ہے کہ ایسی کریڑا تو چھوٹے اور پنچ ہردے تھا کھوئی
اور تچھ بدھی والوں کی ہوا کرتی ہے کہ اون کا بڑاپن اون کی پگڑی لمبے
کوٹ فرانسیسی ہیٹ اور امریکن بوٹ میں ہی ہے بیٹھا رکھا میں تو بڑا وہی
ہے جو سرل اور سادہ جیون بتیت کرتا ہوا بھی اہنکار ادر ایرشا تتھا راگ
دویش سے مکت ہو کر آتم سوا تنتریہ کا ہی سچا اور آدرش جیون بتیت کر رہا
ہے اس کا کارن ہی کیا ہے کہ استری یا پرش ٹھڑ کیلے اور فیشن ایبل کپڑوں
کے پیچھے دیوانے سے ہو رہے ہیں بھلا کہیں سرنگار اور پوشاک سے بھی
چال چلن ٹھیک ہوا کرتا ہے اگر اسکی بجائے تمھارے ہردے میں کردنا
کشما دیا۔ سہانو بھوت۔ پریم۔ سہن شیلتا۔ دھیریہ اور بھگتی وغیرہ کا شبھ
خیال پیدا ہو جاوے تو نشچے جانو کہ تمام جگت کے ہی پرانوں کے پران
پرم پیارے۔ لاڈلے۔ لال اور دولارے بن سکتے ہو۔ ہم تو جانتے ہیں کہ
جہاں پر فیشن کا سوال ہے وہاں ملین واسنائیں۔ اشبھ وچار۔ کام کرودھ
لوبھ۔ موہ۔ ایرشا۔ راگ۔ دویش ادر اہنکار ادر دیہہ ابھمان وغیرہ کا ہی
سامراج ہوتا ہے۔ جیسا کہ دیال باغ میں دیکھا جاتا ہے۔ فیشن میں پڑنا تو
سنسارکتا کی ہی دلدل میں پھنسنا ہے یہ سنت مہاتماؤں اور ست سنگیوں کا

کام نہیں ہے۔ کلیان چاہنے والے تو اپنے شریر میں فیشن کی گندھ تک
بھی نہیں آنے دیتے ہیں۔ بہرحال ادھیاتمک آتمی آتم کلیان کے
راستہ پر چلنے کیلئے تو ایک دن کوپین لنگوٹی دھارن کرنا ہی ہوگا
اسلئے اگر سادہ بستروں سے ہی سرل جیون بتیت کرنے کا ابھیاس
کیا جاوے تو کیسا اچھا ہے۔ سادہ اور اوچیہ جیون ہی برہم ہید کی
نشانی ہے۔ فیشن کے پجاری اپنے استھول اور جڑ شریر کی ہی
پوجا اور سیوا کرانے والے ہوتے ہیں ودیاوان سادھو بھگت سنت
اور سنیاسی، مہاتماؤں، تتھادیش اور دھرم کے نیتر تو گرہن کرنے والے
دھرم چاریوں اور سماج سدھارک نیتاؤں کا یہ کام نہیں ہے۔ یہ سادھو
جیون ہی دیوتاؤں کا دیہ جیون ہے جو ایک کٹی بستر یا کوپین ہی ان
مہان آتماؤں کی ایک ماتر شریرک سمپتی ہے۔ انکو سوٹ کیس
ٹرنک پیٹی یا صندوقچوں کی ضرورت نہیں ہے۔ یاد رکھو اس
سنسار میں ننگے ہی آئے تھے اور ننگے ہی جاؤ گے۔ مرتے وقت بیش
قیمت بستر اور آبھوشن بھی پریوار والے اتار کر اپنے ناتی اور پوتوں
کے لئے رکھ لیتے ہیں۔ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ اپنے ہردے
کو شدھ اہار سچائی اور شدھ بستر شدھ شریر سے ہی شدھ کرو۔
من اور اندریوں کو اپنے بس میں رکھو اس سے چال چلن شدھ ہوتا ہے

نہ کہ یورپین ڈریس ہی چال چلن کو درست کریگی۔ ایسی تجاویز ایک
سنت ستگورو یا سنت مہاتما مالک کل کہلانے والے کی قابل
مذمت اور خاص کر ست سنگی بھائیوں کی توجہ کی محتاج ہیں۔ گورو
مہاراج کے ناخون کی تعریف بھی اگر آپ لوگ سنینگے تو ہاتھ ملتے رہینگے
نکھ شوبھا کیا کروں برنن۔ بھیرنی لال لگی گورو چرنن۔ دیکھو سار بچن نظم
کوٹن روی چندر لجائی۔ اس نکھ کی گتی نہیں پائی (ہندی بچن صفحہ ۱۶۲)
جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی؛ ناخون میں لگائی کرن آفتاب کی
(۹) رادھاسوامی بھائی خاص طور پر اور دیگر ہندو مسلمان وغیرہ عام طور
پر ذرا صاحب جی مہاراج کی نفس پروری اور مغالطہ دہی پر دھیان تو
دیویں کہ آپ نے ہندو مسلمانوں کے اوتاروں، پیغمبروں اور ایشور
یا خدا سے تو جو کچھ برتاؤ کیا ہے اور اونکو جن الفاظ سے یاد کیا ہے
وہ ظاہر ہے۔ لیکن آپ نے رادھاسوامی دیال اور اون کے پچھلے
جانشینوں کو بھی تچھ ثابت کر دیا ہے اور سمجھایا ہے کہ پچھلوں کا عقیدہ
یعنی ماننا اس سبب سے بیفائدہ ہے کہ اون سے پریت نہیں ہو سکتی
نہ تو اون کو دیکھا ہے نہ اون کا سنگ کیا اور جو ست گورو ملے نہیں
تو اون کے چرنوں میں پریت نہیں ہو سکتی اسواسطے شوقین سیوک
کو چاہیئے کہ ستگورو پرتیکش سے یعنی اپنے وقت کے ستگورو سے

پریت کرے اور اون ہیں اور پہلے ستگوروں میں سوائے دیہہ سروپ کے
بھید اور فرق نہ کرے اور اپنا کام پورا کرا وے اگر اپنی ترقی کی چاہ
نہیں ہے تو پہلے کی پرتیت پریت دلمیں رکھے دیکھو بچیار تھ پرکاش
حصہ سویم صفحہ ۱۹۸-۱۹۹۔ ایسی صورت ہیں جن بھائیوں نے لالہ
شیبو دیال جی یا صاحب جی سے پہلے رہنماؤں ہیں شردھا کی ہوگی اونکو
کداچت ترقی نہیں ہوئی اور نہ مل سکتی ہے اور اب تو صاحب جی
مہاراج بھی پدھار گئے تمام رادھا سوامی مت کے ست سنگی ترقی سے
محروم ہوگئے ہیں عرصہ سے دھار وار کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے۔ اب کیا
ہوگا اگرچہ صاحب جی مہاراج نے بچیار تھ پرکاش حصہ اول صفحہ ۳۳
دفعہ ۴۹ پر یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ رادھا سوامی کے جاننے والا خود رادھا سوامی
ہوجاتا ہے۔ اسی لئے ست سنگیوں کو ہدایت کی ہے کہ۔
(۱) ہر شخص اپنے پاس حضور رادھا سوامی دیال کی تصویر رکھے
(۲) صبح اُٹھکر حضوری چرنوں میں رادھا سوامی کرے۔ (۳) صبح اُٹھکر
رادھا سوامی کے درشن کرے (۴) رادھا سوامی دیال کی سیوا کرکے
اونکی دیا حاصل کرے۔ ملاحظہ ہو کار آمد نصائح ۱۶ جنوری ۱۹۳۳ء
جلد ۹ نمبر ۱ صفحہ ۱۱ پریم پرچارک گویا صرف صاحب جی مہاراج نے ہی
رادھا سوامی کو جانا۔ اون کے علاوہ کوئی ست سنگی آجتک رادھا سوامی

سے بھی واقف نہیں ہوا۔ اب صاحب جی مہاراج کے بعد جب
کوئی جانتا ہی نہیں ہے تو سلسلہ بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ ذرا ست سنگی
بھائی ایسی باتوں پر دھیان تو دیں۔

(۱۰) آپ نے شری گنگا جی کیسے تیرتھ کا تو نشیدھ کیا ہے جسکی عظمت
کو ہر ایک مذہب ہندو مسلمان عیسائی بھی تسلیم کرتا ہے کہ گنگا جل
اگر بیس سال تک بھی کسی شیشی میں رکھا رہے تو خراب یا گندہ نہیں ہوتا اور کیڑے
وغیرہ سے بھی پاک صاف رہتا ہے اور دنیا بھر میں اس کے مقابلہ کا
کوئی جل نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن برخلاف اس کے آپ رادھا سوامی
باغ کے چاہ کا پانی اوس سے زیادہ متبرک بتلاتے ہیں جو ست سنگیوں
کو سال میں ایک مرتبہ خواہ صدہا میل سے آنا پڑے ضرور استعمال
کرنا چاہیئے۔ اور مندر مسجد کی پوجا کرنے والے ہندو مسلمان تو اندھے
ہیں اسلیئے رادھا سوامی مت نے نشیدھ کر دیا ہے لیکن ست سنگیوں
کیلیئے یہ حکم جاری ہے کہ کل جیووں کو جو رادھا سوامی مت میں داخل
ہوں مناسب اور لازم ہے کہ ایک دفعہ جہاں تک بن سکے آگرہ میں
آکر رادھا سوامی باغ میں رادھا سوامی دیال کی سمادھ اور اون کے
نشانوں کا جیسے پلنگ اور کرسی تھا بھجن کرنیکی چوکی بہاؤ سہت
درشن کریں اور وہاں متھا ٹیک کر اپنا بھاؤ بڑھا دیں اور سمادھی پر

ہار پھول چڑھا دیں ملاحظہ ہو صفحہ ۲۰۸ ستیارتھ پرکاش حصہ دویم کتنے افسوس
اور شرم کا مقام ہے کہ ایک سنت ستگورو کہلاتے ہوئے صریح دھوکہ
دے۔ خود را فضیحت دیگراں نصیحت والا معاملہ ہے۔ کیا سوامی باغ
آگرہ اون کے نزدیک مندر، مسجد، تیرتھ سے کم ہو گیا ہے اوس صفت
میں نہیں آتا ہے جسمیں خود صاحب جی مہاراج روزانہ مع اپنے موجودہ
شاگردوں کے چونترہ ڈھا کر ہاتھا اور گوڈے رگڑتے ہیں اسی حوصلہ
اور اخلاق پر آپ نے سناتن دہرم والوں کو گول پتھر گاڑ کر یا ساگون
کی لکڑی کا کھونٹہ گاڑ کر مرادیں مانگنا واہیات اور فضول قرار دیا ہے
جیسا کہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۹۸ پر درج ہے۔ رادھاسوامی بھائی
ذرا اپنے دھرم پستکوں اور لیکھوں پر وچار تو کریں۔ پوتر رج ہڈیاں
کس قدر عرصہ تک قایم رہ سکتی ہیں جنکی رادھاسوامی مت والے تعظیم
کرنے کیلئے دور دراز سے تشریف لاتے ہیں اور ست سنگی بھائیوں
کیلئے خاص اون کے ماتا پتا بزرگان کی رج ہڈیاں قابل پرستش کیوں
نہیں ہیں جن سے اونکو منع کیا جا کر نشیدھ بتلایا گیا ہے۔ ست سنگیوں
کے لئے اپنے باپ دادا وغیرہ بزرگان کی یادگار یعنی شرادھ وغیرہ تو
نشیدھ کر دیا ہے۔ پرنتو پہلے رہنماؤں کی برسی اور اپنی سالگرہ کے
لئے بسنت پنچمی۔ ہولی ایسٹر۔ جون جنم اشٹمی۔ کرسمس پر سال بھر میں چھ

بھنڈارے بڑے زور کے ساتھ کئے جاتے ہیں جن کیلئے ست سنگیوں
کو دور دراز سے خرچ کر کے آنا پڑتا ہے۔ سرکار صاحب کے وقت
میں ۱۹ جون ۱۹۱۳ء کو بمقام کوہ میسوری صرف ۳۰۰ ست سنگیوں کا مجمع تھا۔
جس سے ظاہر ہے کہ بعد میں یہ اضافہ کارخانہ جات کی وجہ سے ہوا ہے
آپ نے بچار رتنہ پرکاش حصہ دویم صفحہ ۲۶۴ پر یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ رادھاسوامی
سے مراد یہ سروپ سوامی جی مہاراج نہیں ہے بلکہ مالک کل رادھاسوامی
دیال ہے تو ایسی صورت میں رادھاسوامی دیال کا فوٹو رادھاسوامی دیال
کے روزانہ درشن رادھاسوامی دیال کی سیوا کر کے دیا حاصل کرنا۔ رادھا
سوامی دیال کے چرنوں میں رادھاسوامی گرنا کس طرح سے ست سنگی لوگ
کر سکتے ہیں کیا ایسی الٹی سلٹی باتیں آپ لوگ سمجھنے سے قاصر ہیں اگر
مندر مسجد کوئی چیز نہیں ہے تو سوامی باغ میں لاکھوں روپیہ کی لاگت
سے سنگ مرمر کی لمبی چوڑی سمادھ بنائے جانے کی کون ضرورت
ہے جسکو سالہا سال ہو چکے اور ابتک مکمل نہیں ہوئی اوسمیں
صرف لالہ شیو دیال جی اور اُن کی دھرم پتنی نارائن دیوی جی کا فوٹو
رکھا جانا کہاں تک صحیح عمل ہے۔ باوجود اس کے کہ صاحب جی مہاراج
کا بچن ہے کہ پچھلوں میں عقیدہ رکھنے اور پرتیت کرنے سے ترقی
میں رکاوٹ ہو جاتی ہے ملاحظہ ہو بچار رتنہ پرکاش حصہ سویم صفحہ ۱۹۸، ۱۹۹

پھر ہندو مسلمان اور سکھوں کو ضعیف الاعتقاد اور اندھے بتلایا جاتا ہے۔
ہم بتلانا چاہتے ہیں کہ تیرتھ یاترا ہندوؤں کا پیر دہان کرم ہے۔ چت شُدھی
کے لئے تیرتھ بھرمن کی ہمیشہ ضرورت ہے کیونکہ تیرتھوں پر ہی دیوتاؤں
اور سدھ سادھوؤں کے درشن ہو سکتے ہیں۔ اون لوگوں کے پدآرپن
سے ہی تیرتھ پرم پوتر ہوتے ہیں۔

(۱۱) آپ نے صفحہ ۲۲۳ حصہ دویم ستیارتھ پرکاش پر گھرست کے
فرائض بیٹک کر کپڑے رنگوا جہان بھر میں بھیک منگانے والے ویراگ
کی سخت نندا کی ہے اوسکو سچے پرمارتھ کے نقطہ نگاہ سے غلط سمجھکر
نشیدھ فرمایا ہے۔ یہ ایک طرح پر سچ بھی ہے کیونکہ ویراگ والے کو
چھتیں طرح کے بھوگ، چاندی سونے کے برتن، زر لبفت کمخواب
کی پوشش طرح طرح کی استریاں کہاں نصیب وہ تو ان کا سخت
مخالف ہے پھر آپ اسکو کسطرح پسند کر سکتے ہیں ہم آپ کو بتلائے دیتے
ہیں کہ پریم اور نیم دو علیحدہ الفاظ ہیں جہاں ایک ہوتا ہے وہاں دوسرا
نہیں ہوتا۔ سنتوش اور گیان دنیا میں ایک ہی بیماری ہے اور اُس کا
ایک ہی علاج ہے۔ کسی بات کا ٹھیک سمجھ لینا گیان ہے اور ٹھیک
نہ سمجھنا اگیان ہے۔ سارے دکھ گیان سے ہی دور ہوتے ہیں اور صرف
اگیان ہی تمام دُکھوں کی کان ہے۔ مہاراج جی مہاراج کو یا کسی بھی

ست سنگی کو آج تک پورا گیان پراپت نہیں ہوا۔ اسلئے کبھی سنت ستگورو کا بھیس بنایا ہے۔ کبھی بھگتی کا پنتھ بتلایا ہے۔ کبھی گھرست کو کالا ناگ کہدیا ہے تو کبھی گھرست میں ہی پرورتی ہنا سکھلایا ہے دیکھو صفحہ ۹۶ دفعہ ۳ حصہ دویم اور سادھو مہاتماؤں کو جنہوں نے اپنا سب کچھ اوس کے نام پرارپن کردیا ہے اور جنکی آشیرباد سے آپ اس درجہ پر پہونچے ہیں۔ جو جیو ماتر کے لئے شبھ چنتک ہیں بلکہ سب کو اپنا ہی پریوار جانتے ہیں اونکو جہان کا بھیک منگا کہدیا ہے غرضیکہ بغیر گیان کے تزلزل ہی کی حالت ہے ظاہر ہے کہ ایک سادھو جس کے پاس دولت گھر گھاٹ، زمین، ہاٹ استری، اولاد کوئی چیز نہیں۔ اکثر تندرستی بھی خراب رہتی ہے پھر بھی وہ خوش رہتا ہے۔ اوس کے مقابلہ میں ایک راجہ یا ساہوکار بڑا آدمی۔ یا آپ جیسا شاہوں کا شاہ ہر وقت اداس، بیچین اسنتشٹ رہتا ہے اوس کا کارن یہی ہے کہ سادھو جسکو آپ بھیک منگا کہتے ہیں کی خوشی کا موجب سنتوش یا گیان ہے اور ایک بڑے سے بڑا دنیا دار سب چیزوں کے ہوتے ہوئے پھر بھی دکھی، اس کا سبب صرف اسنتوش یا اگیان ہی اگیان سوائے برہم کے پائے دور نہیں ہوسکتا جیسا کہ آپ لوگوں سے برہم کوسوں دور ہے بلکہ ست سنگی برہم سے گھبراتے ہیں۔

نانک دکھیا سب سنسار۔ وہی سکھی جس نام آدھار۔

دولت کی ہوس اصلی گدائی ہے بیسامان کی حرص بینوائی ہے یہ
اگر حاجت ہے کم تو تو ہی شہنشاہ - اور کچھ نہیں حاجت تو خدائی ہے یہ
آسا ترشنا پھندے میں نرآیا تا ہیں - بر ہما دک سب ہوتا آستی تاکی گائیں
لینے کو ست نام ہے۔ دینے کو ہے دان - ترنے کو ہے دینتا ڈوبن کو ابھمان
ظاہر ہے کہ کسی دنیاوی مدعا کے حصول میں پہلے شکھ - لبعد میں جتنا درجہ
اونچا ہوا اُتنا ہی دُکھ شروع ہوجاتا ہے اور جب تک اوس سے موہنہ
نہ پھیر لیا جاوے ختم نہیں ہوتا لیکن فقیر کو تو اول ہی تکلیف اُٹھانی پڑتی
ہے اوس کے لبعد جو آنند شروع ہوتا ہے وہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ اگر
ظاہری طور پر تکلیف نہ ہو تو ہر ایک فقیر بن بیٹھے - یہ دولت صرف
ادھکاری کو ہی ملتی ہے۔ ستگورو کو ظاہری آنکھ سے دیکھنے کی ضرورت
نہیں صرف اپنے پریم وشواس کو بڑھاتے رہنا چاہیئے جب کسی کا دل
اون کے ملنے کو بہت بیاکل ہوجاتا ہے تو وہ ضرور مل جاتے ہیں اگر دل
کا شیشہ صاف نہیں تو اون کے ملنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔
دل کا حجرہ صاف کر جاناں کے آنیکے لئے - خیالِ غیر اوٹھا اوسکے بٹھانے کیلئے
نربان پد کو ہر ایک شخص پا سکتا ہے بشرطیکہ اوس کے دل میں کوئی دنیاوی
خواہش نہ ہو سکھ تو کیول تیاگ اور سنتوش سے ہی ہوتا ہے آنند تو
اوسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جبکہ من بالکل ایکاگر ہو بر تیاں سب کی

باہر سے اندر آجاویں ورنہ آپ جیسے گھرستی بابا کے غلام سنت سنگور و
کا ایمان رکھنے والے کدا چت نقطہ نگاہ کو نہیں دیکھ سکتے صرف ٹھوک
چاٹنا۔ کوڑی پینا۔ بچہ پیدا کرنا۔ وشے بھوگ میں لین رہنا ہی رادھا سوامی مت
کا پردہان دہرم ہے جیسا کہ آپ کی ہی پستکوں سے ظاہر ہے۔
ایشور پر وشواس کے بغیر تو کوئی ملک ترقی نہیں کر سکتا وہ گھر کیا
جسمیں چراغ نہ ہو، وہ شتر کیا جو بے مہار ہو، وہ کشتی کیا جسمیں لنگر نہ ہو
وہ دل ہی کیا جسمیں یقین نہ ہو، کوئی متنفس ہی کیا جسکو ایشور یا خدا
یا سچائی یا حقیقت میں وشواس نہ ہو، اصلی قربانی ہی اپنی تمام امیدوں
اور تجویزوں کو ایشور کے یقین پر نچھاور کرنا ہے۔ نہ کہ رادھا سوامی مت
کی طرح جو کہ نہ ایشور نہ خدا نہ جم یم نہ کرم دہرم وغیرہ کو مانتا ہے۔ اور کہیں
چوتھے جنم میں جا کر نج دہام کی رہبری کرتا ہے جیسا کہ۔ ایک جنم گورو بھگتی کر
جنم دوسرے نام۔ جنم تیسرے مکتی پد۔ چوتھے نج دہام۔ (سار بچن نظم)
ویدانت بتلاتا ہے کہ جن پچھلے کرموں سے جنم دہارن کیا ہے وہ شریر
بھوگ تو امیر غریب، راجہ، بابو، سنت مہاتما سب کو بھگتنا ہی پڑیگا
لیکن آئندہ کیلئے گیان اگنی سنچت کرموں کو روئی کے ڈھیر کیطرح بھسم کر دیتی
ہے جیسا کہ بھنا ہوا چنا پھر نہیں اُگتا۔ اسی طرح گیانوان کا آئندہ جنم
نہیں ہوتا ہے۔ اب ہم آپکو گھرست آشرم کے فرائض سے بھی واقف کراتے ہیں۔

گھرست آشرم

(۱۲) گھرست کا کرتب ہے کہ پراتہ کال میں پرمیشور کا جاپ اُدپ پاٹ
ابھی دان سوپاتر دان کا دینا۔ سایئنگ کال میں سامانک لیلا کرنا۔
جھوٹھ نہ بولنا۔ کم نہ تولنا۔ جھوٹی گواہی نہ دینا۔ چوری نہ کرنا۔ پراستری
گمن نہ کرنا۔ استریوں نے پر پُرش گمن نہ کرنا یعنی اپنے پتی کے سوائے
سب پرشوں کو پتا بندھو کے سمان سمجھنا۔ جوا نہ کھیلنا۔ مانس نہ کھانا۔
شراب نہ پینا۔ جیو گھات نہ کرنا۔ بلکہ مانس شراب شکار والے کو جاتی
میں نہ رکھنا اور اوسکو کنیا دان نہ دینا۔ کھوٹا بنج نہ کرنا یعنی ہاڑ چام کا۔
زہر ششتر وغیرہ کا نہ بیچنا۔ قصائی وغیرہ کو بیاج پر دام تک نہ دینا کیونکہ
اُس کی خراب کمائی کا دھن لینا مہا پاپ ہے۔ جو گھرستی کھشدہارت
بھکشوُں کو بھوجن نہ دیکر سویم سُکھ سمپد کا بھوگ کرتا ہے وہ سب سے
بڑا چور مانا گیا ہے۔ گھرست کا مکھ دھرم ہے کہ اُدپکیت پاتروں کو
دان دے۔ سادھو برہمچاریوں کو بھکشا دیکر اون کا ستکار کرے
اور سمجھے کہ اون کے چرن دھول سے ہمارا گھر پوتر ہوگیا ہے کیونکہ
وہی سنسار اور دیش کا اودہار کرتے ہیں۔ بھکشو کا گھر سے خالی ہاتھ
لوٹانا اکلیان کر ہے کچھ بھی نہ ہو تو ایک پاتر جل یا پھل ہی دیدیا جاوے۔

گرہست میں مرد کیلئے بیوی اور بیوی کیلئے خاوند لائق درکار ہیں اگر لائق نہ ہوں بلکہ ترقی میں رکاوٹ ڈالنے والے ہوں تو اُسکی نسبت بغیر شادی کے انسان زیادہ ترقی کرسکتا ہے۔ کوئی یگ کوئی نیم کوئی اوپیاس برت استری کو پتی سے الگ نہیں کرنا چاہیئے۔ کیول پتی کی ہی سیوا کرنیسے استری کو سورگ پراپت ہوتا ہی (دیکھو صفحہ ۱۵۔۱۵۵ منو) جب پتی کے جیتے ہوئے استری کوئی ایسا برت کرے جسمیں اوپیاس رہنا ہوتا ہے تو اس برت سے پتی کی آیو چھین ہوتی ہے اور استری کو نرک ملتا ہے (صفحہ ۴۔۱۵ پاراسر اسمرتی) جو استری بغیر پرش کی آگیا کے کوئی شاستروکت کرم برت آدک کرتی ہے تو اوس کا پھل راکھشوں کو پراپت ہوتا ہے۔ صفحہ ۴۔۱۶ پاراسر اسمرتی۔

اسیطرح سے انسان کے دوست یا اوسکے پاس بیٹھنے والے نیز گورو یا رہبر بھی لائق ہونا چاہیئے رادھا سوامی مت میں گیان دھیان یوگ بیراگ۔ جپ۔ تپ۔ دھرم کرم۔ تیرتھ برت۔ شرادھ۔ ترپن کو خیرباد۔ پر استری سے ہی بیوہار۔ دان کا نام نشان تک نہیں بھکشو کو جہان بھر کا بھک منگا بتلا کر سخت نرآدر کرنا۔ دیال باغ میں چمڑے جیسا نیچ کام بلکہ زندہ جانور کا چمڑہ پسند کرنا جیساکہ گاندھی جی سے بتلایا گیا۔ ڈیری فارم۔ انڈوں کا استعمال۔ شراب ماس ہاری لوگوں کا سنگ ساتھ غرضیکہ سب کچھ دہرم کیخلاف ہورہا ہے۔ ویدانت بتلاتا ہی کہ سنیاسیوں کو تو برہم پہچانے کیلئے یوگ وغیرہ کی کٹھن کریاؤں کا سادھن کرنا پڑتا ہے اور بہت سے بے عمل اور دشوار خاردار راستوں کو پار کرنا پڑتا ہے مگر گرہست آشرم میں رہتے ہوئے ان تمام عملوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن مکتی یا آزادی حاصل کرنیسے پہلے اپنے وجود کو اچھی طرح پہچان لینا بھی ضروری ہی اسلئے گھر ستیوں کو حقیقی آنند اور سچی دائمی خوشی اس طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ مرد اور عورت مکتی حاصل کرنے میں ایک

دوسرے کی امداد کریں اور اپنے حقیقی سروپ کے پہچاننے کی پوری کوشش کریں یعنی مرد عورت کی اور عورت مرد کی ہر ممکن طریقہ پر امداد اوس پرم پرماتما برہم میں اعتقاد رکھنے اور علم اور گیان حاصل کرنے میں کرتے رہیں تو وہ ایک دوسرے کے حقیقی معنوں میں رہبر اور نجات دلانے والے کہلائے جاوینگے۔ ایسی صورت میں دونوں کا رشتہ آپسمیں پتی اور پتنی کا نہیں رہتا۔ بلکہ گورو اور شاگرد کا رشتہ قایم ہو جاتا ہے اور پورانے دنیاوی خیالات سب دور ہو جاتے ہیں۔ اور اپنی زندگی کی کشتی کو مایا روپی جگت کے بھنور میں پھنسی ہوئی دیکھکر دونوں ملاح اپنی آتمک شکتی کی بلیوں سے کھیتے ہوئے اس اپار سنسار ساگر سے پار ہوکر پرم برہم پرماتما میں مل سکتے ہیں۔ ویدانت کے اصولوں کے مطابق ہر گھرست بہشت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر دولت جمع کرنے کی خواہش کے بجائے دوسروں کو دینے کی عادت ڈالی جاوے نہ کہ اون سے خود لینے کی۔ مرد عورت دونوں کو ایک دوسرے کے فائدہ کی کوشش کرنی چاہئیے نہ کسی سے کچھ مانگیں اور نہ دوسرے سے کچھ ملنے کی توقع رکھیں۔ گھرست کے اندر خوشی اور آنند حاصل کرنے کا ہی ایک راز ہے کہ مرد اور عورت ہمیشہ دان دینے والے کی حیثیت میں رہیں

دان لینے کی کبھی خواہش نہ رکھیں۔ آپ صاجان نے راجہ
مکردھوج اور رانی چوڑالہ کا قصہ سنا ہو گا۔ لیکن رادہاسوامی مت
میں جہاں پر لفظ وید لپشو استعمال کیا جاوے وید سے سخت نفرت ہے
اوسمیں قطعی وسواش نہیں۔ برہم سے کوسوں دور۔ ایشور پرماتما کا درجہ
اپنے سے بھی کم۔ دان دینے کی قطعی مخالفت بلکہ اوسکو نشیدھ کہدیا
گیا۔ استریوں کو پتی دہرم سے اغوائی کر کے کیول صاحب جی مہاراج
کی ہی ہر ایک جائز ناجائز سیوا کرنے کا اوپدیش اور دھڑا دھڑ بچہ پیدا
کرنیکا اعلان اوسی سے بھجن سمرن۔ دھیان وغیرہ کا پھل ملنا ہو سکتا
ہے۔ کون نہیں جانتا کہ دنیاوی اور گھرستی آدمی اپنی زندگی کے
روزمرہ کے کاموں کو آزادی اور اپنے خیال کے بموجب ایمانداری
سے بھی انجام دیتا رہے تب بھی وہ خواہشات نفسانی کے پورا
کرنے کی کمال آرزو کی وجہ سے جھوٹ اور دغا وغیرہ گناہوں کا حتّی
مذہب از حد برائی کرتا ہے۔ بلا علم ہی مرتکب ہوتا رہتا ہے جیسا
کہ دھرت راشٹ جانتا بھی تھا کہ دریودھن جھوٹا ہے اور پانڈو
حق پر ہیں لیکن بیبر وکار اپنے بیٹے دریودھن کا ہی رہا اور صاحب جی مہاراج کے
اوپدیش اور نصیحت اور تصانیف تو مکمل طور پر آپ صاحبان کے
سامنے موجود ہی ہیں اسلئے صاحب جی مہاراج کا یہ لکھنا کہ

وقتوں میں تو پرمارتھ کے شوقین گھرست آشرم سے تعلق قطع کرکے جنگلوں و پہاڑوں میں سخت ریاضتیں کرکے اپنے شریر اور من کو رینت ڈالتے تھے تب کہیں اس قابل ہوتے تھے کہ انتربیں رسائی حاصل کرسکیں لیکن رادھاسوامی مت نے یہ اوپدیش کرکے کہ دنیا کے سامان سنگ ساتھ چھوڑنے کی ضرورت نہیں صرف ان کے رس کی یاد چھوڑنا چاہیئے۔ پرمارتھیوں کی مشکل کو حل کردیا ہے دیکھو صفحہ ۱۴۲ حصہ دویم بیچار تھ پرکاش۔ صرف صاحب جی مہاراج کی سیوا اور بھگتی سے ہی سنسار کے سب رس پھیکے معلوم ہوجاتے ہیں۔ کیا ہی اچھا اور ایمانداری کا سچا اوپدیش ہے۔ صاحبان ذرا ایسے ایسے اوپدیشوں اور تصانیف پر انصاف کی نظر سے غور تو کریں کتنا سخت مغالطہ دیا جارہا ہے۔ آپ نے ایک ڈرامہ سنسار چکر کے نام سے فرضی سوال و جواب بناکر ثابت کیا ہے کہ اس پرانت کے پوسٹماسٹر جنرل ایسے گورو ہوئے ہیں کہ جنہوں نے گھرستی بھی نہیں چھوڑا ئی اور جگت سے نیارا بھی کردیا دیکھو صفحہ ۶۶۔ اس میں تو آپنے لکھا ہے کہ گھر میں تو کھانے کو نہو اور استری اولاد پر اولاد جنتی ہوئے وہ گھرست کو نرک بنادیتی ہے مگر اس کے خلاف ست سنگ میں دھڑا دھڑ بچہ پیدا کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ ہم آپ کو بتلانا چاہتے ہیں کہ

دین اور دُنیا دونوں کا ایک ساتھ ہو جانا ایسا اہم سوال ہے جیسا کہ روشنی اندھیرا، دُکھ سُکھ، دھوپ سایہ ایک ساتھ رہ سکتے ہوں زرپرستی اور خداپرستی دونوں کا ایک ساتھ رہنا کاردار کا مسئلہ ہے۔ کامل علم اور گیان تو زندگی کے چوتھے آشرم میں پہونچکر ہی ہو سکتا ہی جب تک انسان کے اندر چھ قسم کی اخلاقی صفات یعنی (۱) دل کی صفائی اور پاکیزگی (۲) استقلال (۳) مضبوط تیز عقل (۴) دنیادی و روحانی اشیاء میں تمیز (۵) جملہ دنیاوی اشیاء اور خواہشات سے نفرت (۶) آزادی یعنی مُکتی کی دلی خواہش نہ ہوں دُنیاوی زندگی سے کنارہ کش ہونے پر بھی حسب خواہش نتیجہ بر آمد نہیں ہو سکتا اگرچہ ستر یا پچھتر سال کی عمر کا انسان تو ان صفات کی عدم موجودگی میں بھی کامیاب ہو سکتا ہے۔ لیکن ان چوتھے آشرم والے ضعیف انسانوں کو چھوڑکر ویدانت کے اصولوں کے مطابق تمام انسانوں کو مُکتی حاصل کرنیکے لئے سچے اور بہترین تیاگ کی ضرورت ہے اور یوگ کرنیکے لئے دُنیا کا چھوڑنا ضروری ہے۔ بلکہ چند ماہ تک ایک علیحدہ کمرہ میں رہ کر تنہائی میں دھیان کرنیکی ضرورت ہے، کیونکہ۔ یوگ سادھن کے لئے بیرونی روکاوٹیں اسقدر زیادہ حائل نہیں ہو سکتیں جسقدر کہ انسان کے اندر کی خود کمزوریاں اور کمی جیسا کہ لالہ شیو دیال جی یعنی رادھا سوامی دیال کی

بابت بتلایا جاتا ہے کہ پندرہ سال تک مکان کے اندر کوٹھے میں
رہ کر ابھیاس کیا دیکھو صفحہ ۲۳۲ سرت شبد کلدرم۔ اور رائے صاحب
سالگرام کی بابت کہا جاتا ہے کہ ۲۲ سال ابھیاس کیا بلکہ دو دو تین تین
یوم سمادھی میں رہ کر جسم سوکھ کر کانٹا بن جاتا رہا۔ یہ دونوں سادھو
سنتوں کے بہت معتقد ہیں گویا صاحب جی مہاراج اپنے ہوریت اعلیٰ کے
خلاف اپدیش کرتے ہیں۔ اگرچہ شری آربندر گھوش کا بھی یہ پرچار
ہے کہ انسان دنیاوی زندگی بسر کرتا ہوا برہم گیان حاصل کر سکتا ہے
لیکن آپ خود بھی ۲۰ سال سے علیحدہ کمرہ میں گوشہ تنہائی اختیار کی
ہوئی ہے۔ سوامی رام تیرتھ بھی ۲ سال تک برہم پوری میں گوشہ تنہائی
میں رہے۔ حضرت عیسیٰ ۱۸ سال لاپتہ رہے مہاتما بدھ ۶ یا ۸ سال
تک پورولا کے جنگلوں میں بالکل ایکانت رہے۔ گوتم رشی نے بھی
لکھا ہے کہ دنیاوی کاروبار کرتے ہوئے شروتمات ضرور کر سکتے ہو
لیکن کامل یوگی بننے کیلئے تو کسی دیگر آنند کے مقام پر تنہائی میں رہ کر
سادھن ضرور کرنا چاہیئے۔ راجہ جنک اور سوامی ایکا ناتھ یا سوامی ودیارنیہ
تو یوگ بھرشٹ ہوئے ہیں اون کے پورب جنموں کے سنسکار کا وہ
نتیجہ ہے۔ ان چند مستثنیات کو چھوڑ کر زیادہ تر انسان ایسے ہیں کہ جنکے
لئے اس طریقہ سے یوگ سادھن مشکل ہی نہیں بلکہ قریب قریب

ناممکن ہے۔ دُنیاوی صحبت سے اکثر اوقات اندریوں پر قابو نہیں رہتا خیالات بد اور خواہشات بھڑک اٹھتی ہیں اور دھیان کرنا ناممکن ہی نہیں ہو جاتا بلکہ جو ترقی حاصل ہو چکی ہے وہ سب رائیگاں ہو جاتی ہے۔ جن آدمیوں کی زندگی کا معیار ہی دولت کمانا اور خواہشات نفسانی میں پھنسکر شہوت پرستی کو ہی دنیاوی زندگی سمجھنا اور محض ایک عارضی خوشی حاصل کرنے کی غرض سے استری کے خیال اور تصور میں ہی شب و روز محو رہتا ہے۔ ایسے آدمی روحانی ترقی ہرگز نہیں کر سکتے۔ جو اندریوں کا غلام ہے دنیاوی خیالات اور خواہشات اوسپر حاوی ہو جاتے ہیں۔ اسلئے وہ کام کرودھ اور موہ کے جال سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکتے۔ جیسا کہ دیال باغ میں دیکھا جاتا ہے دھیان کے لئے تو کامل محویت درکار ہے۔ دھارنا بغیر پرہیزگاری حاصل نہیں ہوتی۔ پرہیزگاری کے لئے پرانایام ضروری ہے۔ بغیر آسن شدھی کے پرانایام نہیں کیا جا سکتا۔ اور آسن شدھی حاصل کرنیکے لئے یم اور نیم کے اصولوں کی مشق لازمی ہے۔ اسلئے ابتدائی اصولوں کو جانے بغیر دھیان کرنے کی کوشش فضول ہے بس راداہا سوامی بھائیوں کیلئے تو دو منٹ چارپائی پر اوکڑو بیٹھکر صاحب جی مہاراج کا دھیان کر لینا ہی سب کچھ ہے۔ وہ تو کہتے ہیں۔

گیان دھیان اور یوگ بیراگا۔ نتیجہ سمجھ میں نے سب کو تیاگا۔
دیکھو بچن ۱ صفحہ ۷ سار بچن ہندی۔ بھلا اس تعلیم کے سامنے دم
زدن کی گنجایش کہاں ہو سکتی ہے۔ حالانکہ چھوٹی سی عقل کا انسان
بھی سمجھ سکتا ہے کہ دنیا دھیان کیلئے موزوں نہیں ہے دنیا کے
اندر انسان ہر وقت چاروں طرف سے گھرا رہتا ہے اور پریشان
ہو جاتا ہے اسلئے دنیا کے اندر رہتے ہوئے یکسوئی حاصل کرنا نہایت
دشوار ہے۔ دھیان کے لئے سرد مقامات ہی بہتر مانے جاتے ہیں
گرم مقامات میں دماغ تھک جاتا ہے۔ تیاگ ہی منش کو سرشٹی تو
کی کھوج تلاش کے لئے اودمت کرتا ہے مکت دوار کی پہلی سیڑھی
تیاگ ہی ہے جیو کیلئے جیون کے دو ہی راستے ہیں بھوگ تیاگ
سکھ بھوگ میں سرت رہنے سے منش پشوتو کو پراپت ہو جاتا ہے
تیاگ ہی سناتن دھرم کا پرتھم پری چھید ہے۔ تیاگ دھرم کا انوشیلن
کرنے سے ہی اندریہ ورتیوں کا دمن ہو سکتا ہے عقل کہتی ہے کہ کسی مجلس
میں پہنچکر اوسکے صدر بننے میں لطف ہے۔ مگر عشق کہتا ہے کہ اپنی جگہ
کسی غار کے کونہ میں بناؤ۔ عقل کہتی ہے کہ سکولوں میں تعلیم حاصل کر کے عالم بنو مگر
عشق کہتا ہے کہ اس گھر کی راہ لو جہاں تم حاصل ہو عقل کہتی ہے کہ عارف کامل تو عنقا کیطرح
گم ہو چکے عشق کہتا ہے کہ تمہاری اپنی نظر کا فرق ہے اور اسکا زنگ اتارنے سے بہت کامل نظر آوینگے

عقل کہتی ہے دنیاوی مال و دولت ہی سے جنت ملتی ہے۔ حضرت عشق کا جواب
ہے کہ ہاہا اس مُردار کو چھوڑ دو۔ عقل کہتی ہے کہ بہشت اور
حوروں کی تلاش چاہیئے عشق کا فرمان ہے کہ اون کے دیدار
کو آگ لگا دو۔ بالکل یہی حالت رادھا سوامی مت اور ویدانت
فلاسفی کی ہے جیسا کہ کسی کپڑے پر اعلیٰ رنگ چڑھانے کیلئے
پہلے اوس کا سفید ہونا نہایت ضروری اور لازمی ہے ایسا ہی
انسان کو عشق الہی کے لئے اپنے قلب کو بالکل صاف اور بیداغ
بنانے کی ضرورت ہے۔ جیسے بادل کے ہٹنے سے سورج پرکاش
دکھلائی پڑتا ہے ایسے ہی ورتیوں کے پورن نرودھ سے برہم آنند
کا پرتیکش انوبھو ہوتا ہے۔

(۱۳) شری صاحب جی مہاراج نے ۲۸ اگست سنہ ۱۹۳۲ء میں
ایک اپنا من سمجھوتی بھگوت گیتا کا ترجمہ اُردو میں لکھکر اپنے چیلوں
کو بہکایا ہے کہ شری کرشن نے ارجن کو سب دھرم چھوڑ کر اپنی شرن
اختیار کرنے اور سب پاپوں سے موکش کرنے کو فرمایا ہے۔
اسی وجہ سے رادھا سوامی مت میں دھرم۔ تیرتھ۔ برت کاشی باس
جنیو۔ کچی پکی رسوئی کی ٹیک ورن آشرم اور کرم دھرم کو بھرم بتلا کر
اپنے جیسے اوتار یا سچے ستگورو کی جائز و ناجائز احکامات کی بلا جھجک

تعمیل کرنا پرم سادھن پرم دھرم بتلایا ہے ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش حصہ دویم ـ صاحب جی مہاراج نے کیا ہی اچھا مطلب اپنی سیوا کا نکالا ہے ـ سچ تو یہ ہے کہ شری گیتا کا گوڑھ مطلب جاننا بابو آنند سروپ جی کیسی ہستی کیلئے کسطرح ممکن ہو سکتا ہے اُنہوں نے یہ بھی نہیں سمجھا کہ ارجن کھشتری تھا اوسکو جنگ سے بھاگنے کا خیال دیکھ کر شری کرشن جی نے اوسکو کھشتری دہرم سمجھایا ہے کہ رن سے بھاگنا کھشتری کا دہرم نہیں ہے ـ صاحب جی مہاراج نے اس بات پر توکیوں دھیان کرنا تھا کہ شری کرشن چندر نے یہ بھی بتلایا ہے کہ

پر دھرم خواہ کیسا ہی اچھا بھی ہو بھیانک ہے کیول اپنا ہی دہرم پالن کرنیسے موکھش ملتا ہے ـ اور بتلایا ہے کہ چیت کی حرکت روکنا ہی سب دہرموں کا تیاگ ہو جاتا ہے نہ کہ صاحب جی مہاراج کا خیال بتلایا ہے ـ چونکہ صاحب جی مہاراج کا تو دہرم کرم ورن آشرم مٹانے میں ہی بھلا ہوتا ہے ورنہ کون دوجنما جاتی والا اُنکو پوچھ سکتا ہے ـ سوائے سوارتھ سدھی کے صاحب جی مہاراج نے تو ایک قلم کبھی نہیں چلایا ہے ـ جو قابل غور ہے ـ علاوہ اس کے ترجمہ گیتا دفعہ ہیں صاحب جی مہاراج نے لکھا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شری کرشن جی اب بھی بندرابن کی گلیوں میں آتے ہیں بعض اُنکی مورتیوں کی

پوجا کر کے کام نکالنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن جب ارجن کیسے
پرم بھگت اور اوائل عمر کے ساتھی کا من بھرم بغیر وشو روپ درشن
کے دور نہ ہو سکا تو من مانے ارتھ لگانے یا اویکت روپ شری
کرشن جی کا دھیان کرنے والے کسطرح اپنا من ایکاگر اور بدھی سُتھر
کر سکتے ہیں اسی لیے سنت مت میں زندہ گورو کی تلاش پر کمال درجہ کا
زور دیا ہے واہ رے صاحب جی مہاراج اپنے مطلب کو خواہ کسی
طرح بھی دھوکہ دھڑی سے سیدھا ہو چھوڑنا منظور نہیں کیا آپ کو
شری کرشن کا گلیوں میں آنا اور مورتی پوجن سے بھگتوں کا مطلب
پورا ہوتے ہیں اب بھی سندیہہ رہا جبکہ آپ جیسے وردھی پُرش کو جو
اُن کی نندا پر تلے ہوئے ہیں اور لبار کے نام سے موصوف کرتے ہیں۔
شری کرشن کے ساکھشات درشن ہوتے اوسکی پوری شکل اور آدی
کرت فارم میں اور شری کرشن نے صاحب جی مہاراج کو سَت ویش جسکو
پار برہم پد کہتے ہیں رہنے کا استھان دیا لیکن آپ نے عاجزی کے ساتھ
انکار کر دیا کہ بغیر اجازت پرم گورو سرکار صاحب نہیں لے سکتا ہوں۔
کیا یہ آپکا بیان ۱۱ اگست ۱۹۳۴ء معرفت سندر لعل نگم مندرجہ
اخبار لیڈر غلط ہے یا ترجمہ گیتا دفعہ ۱۳ میں آپ نے دھوکہ کھایا ہے
افسوس ہے کہ صاحب جی مہاراج کا تبادلہ خیالات سے پہلے ہی

دیہانت ہوگیا۔ اسلئے بہت سی باتیں تحریر سے چھوڑ دی گئی ہیں۔ اب تو صرف ست سنگی بھائیوں کو برائے آئیندہ چند ضروری امورات پر توجہ دلایا جانا ضروری خیال کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ آپ نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۸ پر رادہاسوامی مت کی جانب سے یہ اعتراض بھی اٹھایا ہے کہ گیارہویں ادھیا، سلوک ۴۷-۴۸ میں کرشن چندر کا بیان ہے کہ اے ارجن میری عنایت سے یہ اوتم روپ فقط تمہیں دیکھنا نصیب ہوا ہے لیکن اوس کے خلاف ادھیا ۱۸ سلوک ۷۷ میں سنجیہ کا بیان ہے کہ بیاس جی کی کرپا سے دیبہ درشٹی پاکر ہستنا پور میں بیٹھے ہوئے وہ طلسمات دیکھے جو ارجن کو نصیب نہیں ہوئے ان دونوں میں اختلاف ہے بہرحال ایک صحیح ہوسکتا ہے۔

پیارے ناظرین یہ اعتراض بھی صاحب جی مہاراج کے ناقابلیت ازدہارک سکشا کا ہے اونکو یہ معلوم نہیں تھا کہ سنجیہ کو تو بید بیاس جی نے صرف میدان جنگ کے لئے دیبہ درشٹی عطا فرمائی تھی لیکن ارجن کو تو شری کرشن جی نے اپنا ویراٹ روپ میدان جنگ میں اوسکو بیخوف کرنیکے لئے دکھلایا تھا کہ یہ سب یودہا اور تمام فوجیں یا مخلوق میرے پیٹ کے اندر ہیں تو کیوں خوف کرتا ہے جس سے ارجن ڈر گیا او

اوسنے اصلی روپ دیکھنے کی خواہش کی اور یہ سچ بھی ہے جسکو صاحب جی مہاراج نے صفحہ ۲۱۵ یتھارتھ پرکاش حصہ سویم پر تسلیم کیا ہے کہ اہل ہند کے سناتن یعنی قدیم مذہب کی تحقیق آسان نہیں ہے۔ جب وہ اپنے تئیں ناقابل سمجھتے ہیں تو اون کا ہندو شاستروں کے متعلق غلط بحث کرنا فضول اور پبلک کو مغالطہ میں ڈالنا ہے۔ صاحب جی مہاراج نے ایشور کی ہستی اور صفات کی بابت بھی لکھا ہے کہ وید خود ایشور کے بنائے ہوئے ہیں اسلئے ویدوں کی شہادت قابل پذیرائی نہیں ہے۔ اور اگر یہ ہم رشیوں کی شہادت مانی جاوے تو اوس کے خلاف رادھاسوامی مت کے رسیدہ بزرگوں کی بھی قابل تسلیم ہے۔ جنکی بابتہ لکھا ہے کہ رادھاسوامی کی ہے یہ تھم منزل ری۔ سو سب مت سدھانت سمجھ ری دیکھو سار بچن ہندی صفحہ ۲۰۔ دوسرے خود صاحب جی مہاراج صفحہ ۲۰ یتھارتھ پرکاش پر رادھاسوامی مت کو نوزائیدہ بچہ بھی تسلیم کرتے ہیں علاوہ اس کے ہمارا تو خیال ہے کہ صاحب جی مہاراج نے قانون شہادت کو کبھی نہیں پڑھا اور دیکھا ہے کیونکہ فریقین کے گواہوں میں سے عدالت اوسی شہادت کو منظور کرتی ہے جو معتبر اور قابل اطمینان ہو۔ سب سے پہلے تو گواہ کا حلف ایمانداری ایشور یا خدا، گنگا جلی یا

قرآن شریف یا گرنتھ صاحب وغیرہ کو درمیان میں رکھا جا کر یا خدا کو حاضر ناظر کر لیا جاتا ہے جہاں پر رادھا سوامی مت والے اللہ۔ خدا۔ ایشور پرمیشر گنگا، جمنا، وید بھگوان قرآن شریف سری گرنتھ صاحب دھرم گرنتھ وغیرہ سب سے خارج ہیں تو اون کے رسیدہ بزرگوں کی تصاویر تو درکنار اون کے نام لینے میں بھی دنیا پاپ سمجھتی ہے جنکی بابت ہم مفصل پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ایشور کی ہستی اور صفات کے متعلق دیکھو صفحہ ۵۹ ہمالیہ درپن۔

(۱۴) صاحب جی مہاراج نے ایک ڈرامہ دین دنیا کے نام سے سنہ ۱۹۳۳ء میں تصنیف فرمایا ہے جسمیں ۳ دانہ چاول سے ۳ سال تک بھوک نہ لگتا اور بوٹی کے عرق کی ۳ گھونٹ پینے سے ۳ سال تک پیاس نہ لگتا اور ۳ سال کی سمادھی کے بعد فرشتہ کا نظر آنا اور دین دنیا کے تماشہ کیلئے فرشتہ کی پیدائش ہونا بیان کر کے لکھا ہے کہ بھیک مانگنے والے کہتے ہیں کہ اگر ہم بھیک مانگنا چھوڑ دیویں تو چار ہی دن میں مر جاویں گے۔ ساہوکار کہتا ہے کہ ایشور بھجن کیلئے تو دو برہمن نوکر چھوڑ رکھے ہیں کیونکہ جو گئو کو چارہ دیتا ہے اوسی کو دودھ ملتا ہے۔ اگر بھجن کا پھل برہمنوں کو ملتا تو وہ ابتک کنگال کیوں رہتے۔ پیٹ پالو اپنا کھاتا اوس کے بعد چورن پھر

پھر عورن اس طرح کا سلسلہ رکھتا ہے اور کچھ کام نہیں۔ دیکھو صفحہ ۲
۷، ۳ دین کا راستہ بڑا خراب اور خطرناک لکھکر اونکو سمجھایا ہے۔
کہ اگر آپ لوگوں کے دل میں پاکیزگی حاصل کرنے کی سچی چاہ ہی
تو سب ملکر میرے ساتھ بھجن گاؤ۔ اس سے سب کو صفائی دل حاصل
ہوگی۔ گاتے گاتے اگر روشنی نمودار ہو تو گانا بند نہ کرنا پھر سب مل کر
گاتے ہیں۔ کچھ دیر بعد روشنی نمودار ہوتی ہے۔ آواز بھی آتی ہے۔
سب گاتے ہوئے اوپر کو چڑھ جاتے ہیں اور تیسری منزل پر
پہنچ جاتے ہیں دیکھو صفحہ ۵۰۔ صاحبان کیا یہ جادوگری اونکی سچ ہی
اور آپ اس کو بچوں کا کھیل نہیں سمجھتے جیسا کہ صاحب جی مہاراج
پورانے دھرم پستکوں کو بچوں جیسے سوال جواب بچوں کی سی
باتیں تحریر فرماتے ہیں۔

(۱۵) آپ نے ۱۹۲۸ء میں ایک سوراجیہ ناٹک بھی لکھکر چیلوں
کو بتلایا ہے کہ راجہ ادگرسین نے راج چھوڑکر ہردوار میں آتم درشن
کیلئے ۶ ماہ تک گنگا جل پیا۔ گنگا جل میں اشنان کئے گئے۔ رات کو گنگا
کے تٹ پر ہی سوتا تھا پرنتو چیت نرمل و نشچل نہیں ہوا آخر اپنے گورو کے
تیاگ ابھیاس کو دیکھکر کہدیا کہ نہ آپ میرے گورو ہیں اور نہ آپ
میں درشن دیکھتا ہوں۔ اسلئے آگیا اور آپ کے اپدیش کو نمسکار ہے دیکھو صفحہ ۱۹

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ سنساری لوگ ان لبتوؤں کو تیرتھوں اور مندروں
میں یا واچک گیانیوں کے پاس تلاش کرتے ہیں اسلئے عمر بھر بھی کوشش
کرنے پر خالی ہاتھ رہتے ہیں یہ چیزیں تو کسی بڑبھاگی کو پورے گورو کی شرن سے ہی
پراپت ہوسکتی ہیں۔ صفحہ ۳۵۔ گویا صاحب جی مہاراج ہی دنیا میں پورے گورو ہیں
(۱۶) آپ نے دیال باغ میں ایک شرن آشرم بھی کھولا ہوا ہے اور اوسکے
نام سے ستمبر ۱۹۲۶ء میں ایک نوٹس شرن آشرم کا ثبوت لکھا گیا ہے اوس سے
ظاہر ہے کہ پریم لال ست سنگی موضع بڑا کھیڑہ تحصیل و ضلع آگرہ نے دو غیر
ست سنگی بچوں کیلئے جنکی سوتیلی والدہ نے اون کے پتا کو قتل کر دیا اور بچہ کی
ٹانگ توڑ دی داخلہ شرن آشرم کی سفارش کرکے اپنی غریبی اور ناداری کا
اظہار کرتے ہوئے درخواست کی تھی کہ ان بچوں کے شرن آشرم میں
داخل ہونے سے میری اور میری استری کی آتما کو شانتی پراپت ہوگی۔
تو آپ لکھتے ہیں کہ عام بچہ نہیں لئے جاسکتے یہ اون کے ماں باپ کا قصور ہے
جو ست سنگی نہیں ہوئے۔ دیکھو صفحہ ۱۵۔ یہ آپ کا رحم اور سنت ستگورو
زندہ گورو کا اخلاق سم ورشٹا ہے۔ آخر بیچارے غریب ست سنگی نے اپنی
بیوی کا کل زیور یکصد روپیہ کا فروخت کرکے اور چار سو روپیہ اپنی زمین پر قرض
لیکر کل پانصد روپیہ شرن آشرم میں داخل کیا۔ اور پچاس روپیہ ماہوار ایسی درخواست
دیکھ کر صاحب کلکٹر بہادر نے دینا منظور فرمایا تو بچوں کو شرن آشرم میں

داخل کیا گیا ہے۔ دوسری طرف یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ پریم بہاری
ایک لڑکا ولایت سے ایک میم کو پھسلا کر دیال باغ میں لے آیا جس کے
پاس ایک لاکھ پونڈ کی رقم تھی جو اُسکی والدہ نے مرتے وقت اوسکو دی تھی۔
اوسکے متعلق تو رادھاسوامی مت کہتا ہے کہ ولایت جانے پر کسی بھی شریف
و نیک چلن انگریز خاندان کے ساتھ رہکر گذارہ کرلینا چاہیئے سبھی انسان
اس مالک کے بچے ہیں کسی سے نفرت کرنا مناسب نہیں ہے البتہ جن کا چال
چلن خراب ہو اون کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ دیکھو صفحہ ۱۸
لیکن غیر ست سنگی اپنے ملک کے باشندہ قابل رحم بچوں کی شرن
آشرم میں گنجائش نہیں ہے اور پریم بہاری اور میم صاحبہ کا چال چلن بھی نیک
بتلاتے ہیں قابل نفرت نہیں ہے کیونکہ انہوں نے تو ایک لاکھ پونڈ کی
رقم داخل کی ہے۔ اور پھر آپ کی شادی کی رسم کیسی شاندار ہے۔
(رجسٹرار آف میریج دیال باغ) اول پریم بہاری لال سے دریافت
کرتے ہیں کہ کیا تم اس کنیا کو دھرم پتنی سویکار کرتے ہو پھر رتیا سے پوچھتے
ہیں کہ اس برکو اپنا دھرم پتی سویکار کرتی ہو دونوں کے اقبال پر سکرٹری نے پھول مالا پہنادی
اور شادی ختم۔ واہ رے ست سنگ رادھاسوامی۔ کنیا بھی اسکو کہتے ہیں اور سیوت کی بچی ہی تعریف ہے

جس کو آپ نے شرن آشرم کا سپوت لکھا ہے۔ اور شادی کا یہی جائز طریق بھی ہے
کیونکہ ولایت کی رہایش اور وہاں سے یہاں آنے تک وہ دونوں کنوارے
ہی تو رہے دیکھو صفحہ ۲۸ ناٹک شرن ! شرم ۲۶ ستمبر ۱۹۲۶ء۔
اب میں ناظرین والا تمکین کی توجہ سری صاحب جی مہاراج کے مضمون
دفعہ ۸ حصہ دویم ستیھارتھ پرکاش کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ آپ لکھتے
ہیں کہ خود غرض حریص انسان ہر ایک ملک و زمانہ میں پیدا ہوتے رہے ہیں
جب کبھی اون کمبختوں نے محسوس کیا کہ مذہب کی آڑ میں مطلب براری
ممکن ہے تو فوراً مذہب کی چادر اوڑھ لی اور اونہوں نے مذہب کی ہر
ہر کے زمانہ میں اپنی سوارتھ سدھی کے لئے حسب موقع جال بچھائے۔ مجھے بھی
حضور راداہا سوامی دیال کی چرن شرن دھارن کرنے سے مذہب کی اصلی
تعلیم کی سمجھ آئی۔ دنیا میں سیکڑوں ایسے اشخاص ہوئے جنکو روحانی
خصوصیت حاصل نہیں تھی۔ انہوں نے روحانی بزرگوں کی نقل اُتار کر
یعنی ظاہری اسباب مہیا کر کے اپنی دنیوی اغراض پوری کرنے کے لئے
سادہ لوح عوام کو نقصان عظیم پہونچایا ایسے دھوکہ بازوں کی مثال
نگاہ میں رکھ کر سچے سادھ سنتوں و مہاتماؤں میں دوش دیکھنا اور سچے
مثلاشیان حق کو سخت سست کہنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہو سکتا۔
گویا سب کچھ اندرونی زہر اُگل بھی دیا۔ اور خود سچے سادھ سنت اور نناگرو

سے متلاشیان حق بھی ہو بیٹھے اسپر مجھے ایک پرانا قصہ یاد آیا کہ ہولی کے دنوں میں اکثر جگہوں پر سوانگ تماشہ ہوا کرتے تھے۔ ان میں ایک فقیرا نامی اچھا طبلچی تھا۔ جب وہ سوانگ میں کام کر رہا تھا تو اُس کے گھر میں چور گھس گئے گھر میں صرف اُس کی بڑھیا والدہ تھی چوروں نے تمام اسباب اکٹھا کر کے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چلتا کر دیا اور ایک چور بڑھیا کو اپنی کمر سے باندھ کر سوانگ میں جا کودا۔ تاکہ محلّہ میں شور نہ ہو اور اُس کے ساتھی مال لیکر دُور نکل جاویں تماشہ میں بڑھیا پکارتی ہے "بے فقیرا چور" "بے فقیرا چور" "بے فقیرا چور"۔ تو فقیرا طبلہ پر تال لگاتا ہے اور گاتا ہے۔ "سچ ہے بڑھیا سچ"۔ "سچ ہے بڑھیا سچ"۔ "سچ ہے بڑھیا سچ"۔ تماشہ والے اور فقیرا یہ سمجھتے رہے کہ یہ سوانگ آیا ہے لیکن جب چور نے دیکھا کہ اوس کے ساتھی بہت دور نکل گئے ہوں گے تو یکدم بڑھیا کو کمر سے کھول کر بھاگ گیا۔ جب تو فقیرا کو اصلیت کا پتہ چلا پھر کیا ہونا تھا۔ یہی مثال ہو بہو صاحب جی مہاراج کی ہے کہ انہوں نے اپنا اندرونی خیال بیچارے غریب سادہ لوحوں کو سنا کر پورا معتقد بنا لیا اور اچھی طرح سے جال بچھا کر روحانی بزرگوں کی نقل اوتار کر بلکہ اون سے بھی بڑھکر عملدرآمد کر کے سادہ لوح عوام کو نقصان عظیم پہنچاتے ہوئے اپنی دنیوی اغراض کو پورا کیا ہے۔

(۱۷) آپ نے صفحہ ۱۹۹ حصہ دویم بیتھارتھ پرکاش کے ذریعہ کبیر صاحب کا حوالہ دیتے ہوئے اپنے ست سنگیوں کو پریم بلاس کیلئے کیسا سمجھایا ہے۔ یہ داسی (گورو صاحب) آپ کے نقش و نگار دیکھ کر موہت ہو رہی ہے اور آپ کے قربان ہے ست جنوں کی سبھا میں بیٹھ کر میں آپ کے گن گاتی ہوں۔ اور سب سر نگار اور اپنا جیو (جان)، تم پر نچھاور کرتی ہوں۔ اے میرے (خاوند) میں آشا کی پیاسی ہوں۔ آپ کے لئے سیج بچھاتی ہوں۔ مگر اوس کا کیا فائدہ اگر قسمت میں لکھا ہو تبھی تو ساجن آپ سے ملاقات ہو سکتی ہے۔ اے سکھی میں نے آنکھوں میں سرمہ لگایا۔ کاجل لگایا۔ گلے میں ہار پہنا۔ پان کھایا غرضیکہ ۱۶ سر نگار کئے مگر اوس خاوند کے میرے گھر آنے سے ہی میری محنت سپھل ہو سکتی ہے اون کے بغیر سبھی سر نگار بیکار ہیں وغیرہ وغیرہ گویا اس طرح کا ہو بہار ست سنگیوں کو میری صاحب جی مہاراج کے ساتھ بھی کرنا چاہیئے۔ مگر اس مت کے اوتار پرم اچاریہ یار ادہا سوامی دیال بھی تو اسیطرح پر اپنی شیو و بکو وغیرہ چیلیوں کی آشا پوری کرتے رہے ہیں۔ جیسا کہ سار بچن میں لکھا ہے پیاری تم پرکھ سجانی۔ پر دیکھاؤ میں ہو گئی دیوانی۔ میں پی پی تم دہن دیوانی تم سوانی میں سیپانی۔ گورو تیر بیٹھے پلنگ سنوار۔ آج میرا بھاگ سہاگ بلا

(۴۸) سری صاحب جی مہاراج نے صفحہ ۲۶۲ بیچار رتھ پرکاش حصہ دوم
پر ایک بڑے زور کے ساتھ ست سنگی و ست سنگنوں کو غرور کی لپٹ دیا ہے
لکھا ہے کہ۔ میری جانب مخاطب ہو مجھے قدرت نے لتعینات کیا ہے
آخر میرا ہی کہا چلے گا میں ہر چند سمجھائے دیتا ہوں کہ اگر اپنی اور اپنے
ملک کی بھلائی چاہتے ہو اور نوع انسان کی بھلائی میں عقیدہ رکھتے
ہو تو میری جانب مخاطب ہو میں تمہاری سب مصیبتوں کا خاتمہ کرکے
تمہیں روحانیت کی اعلیٰ ترین منزل پر جسکو پرمارتھ کی زبان میں
پرم گتی کہتے ہیں پہونچا دوں گا۔ میرے اس قول کو سچا جانو اور
اس کے متعلق ذرا شبہ نہ کرو۔ اس غرور پر افسوس ہے کیونکہ صاحب جی
مہاراج کو اپنی روانگی کا بھی پتہ نہ تھا تمام ست سنگی اور ست سنگنوں
بلکہ تمام ملک کو درمیان میں بلکتا ہی چھوڑ گئے۔ قدرت نے تعیناتی کا
الٹا نتیجہ کر دکھلایا سچ تو یہ ہے کہ جس طرح بانس اپنی بڑائی میں مرتا
ہے اور چندن کے درخت کے پاس رہنے سے بھی خوشبو سے محروم
رہتا ہے اسیطرح رادھا سوامی مت کے سنت ستگورو بھی اپنی
تعریف اور خودی اہنکار سے کورے ہی رہ گئے۔
کس مکھ سے بنتی کروں لاج آوت ہے موہے۔
تم دیکھت اوگن کروں کیسے بھاؤں توہے

سادھو آوت دیکھکر من میں ہرے مردڑ۔ سو تو ہوسی چوہڑا بسے گانوں کے چھوڑ

آپ نے صاف طور پر ست سنگیوں کو شراب کیسی ناجائز چیز بلکہ ہر ایک جائز ناجائز سیوا کو قابل تعمیل قرار دیکر دین آدھین ہونیکی ہدایت کی ہے۔ صفحہ ۳۹ رادھاسوامی مت درشن۔ اور سمجھایا ہے کہ مثل تحصیلدار اور کلکٹر اور کمشنر و حکیموں اور ڈاکٹروں کے جناب معلی یعنی صاحب جی مہاراج کے دروازے پر حاضری دیا کریں۔ اپنا جھوٹا پرشاد اور چرن امرت غسل کا پانی استعمال کرنا تو اعلیٰ درجہ کا روحانی اصول فرمایا ہے ملاحظہ ہو رادھاسوامی مت درشن صفحہ ۴۱۔ اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ صاحب جی مہاراج مذہبی رموز سے قطعی ناواقف تھے پھر چیلوں کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ سناتن دھرم۔ آریہ سماج۔ سکھ سماج میں تو اب بھی بہت سے مہاتما ایسے موجود ہیں جو آپ لوگوں کو دس سال تک پڑھا دیں اسلیئے اگر کچھ پانا ہے تو برہم ودیا سیکھو۔ کہاں تو مینے دکھانے والی برہم ودیا اور کہاں دیالباغ کے صورت پرست علوم و فنون ظاہری جو ایک دن بھارت درش میں شودروں کے لیئے مخصوص تھے۔ گویا اندھیرے کمرے کی ودیا کو شری صاحب جی مہاراج نے روشن ضمیری مانا ہے وہ تو آج بھی دیدہ دل کو اندھا کرے گی اور کل بھی اس کے خلاف جس ویدانت کا معیار سنیاس ہے جسمیں بڑائی کا معیار تیاگ ہے

آپ اوسکو خود غرض کہتے ہیں کسیکو بڑا دیکھنے کیلئے اوس کا روپیہ نہیں
بلکہ اوس کا استغنا دیکھنے کی ضرورت ہے۔ جبتک کوئی شخص اپنے
آنند کا کارن کسی دوسرے شخص کو سمجھتا ہے وہ برہم آنند تک نہیں
پہنچ سکتا اور جب تک نج سروپ کا گیان نہ ہو کبھی آنند نہیں ہو سکتا۔
اس لئے جب تک ست سنگی بھائی ایسے زندہ سنت ستگوروں کی گرو لی
پیکدان امرت یا جھوٹی پرشادی وغیرہ ناپاک چیزوں سے جنم سپھل اور
تن من سدھرنا اور گھٹ کے پردے کھلنا اور جنجال مٹ دور ہونا سمجھتے
رہیں گے ہرگز ہرگز منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتے۔

دراصل جب تک خود مہاتما نہ بنے مہاتماؤں کی اصلیت کو پہچاننا
بہت ہی مشکل ہے ۔

ہیرا پرکھے جوہری شبد کو پرکھے سادھ۔ جو کوئی پرکھے سادھ کو اسکا متا اگادھ
سچا سنیاسی وہی ہے جو اپنے جسم کو بہبودی انسان کے درخت کی طرح
کھاد بنا دے اگرچہ آجکل مذہبی تفرقات۔ اختلافات۔ سوسائٹی اور
کتابیں اور اخباروں اور لیکچروں کی بیحد زیادتی ہے لیکن بمقابلہ
سابقہ حالات کے خاک بھی بہتری دکھلائی نہیں پڑتی جب سو سر بابو
آنند سروپ جی صاحب نے ایک بچہ پن بچہ کیسی عقل اور نولیشو بیان
فرمایا ہے۔ پہلے ایک آدمی ملک کو ملا سکتا تھا۔ بودھ مذہب آجنگ

مایا سے زیادہ پھیلا ہوا ہے۔ بھگوان شنکر آچاریہ ۸ سال کی عمر میں
گھر سے نکلے اور ایسے ایسے کارنامے دکھلائے کہ اچھے اچھے پنڈتوں
کو جیت لیا۔ رامانج۔ کبیر صاحب۔ نانک صاحب کا یہی حال تھا
نہ اون کے پاس روپیہ تھا نہ کوئی مددگار تھا۔ نہ کوئی دنیاوی سامان
تھا۔ نہ سوسائٹی میں کام کرتے تھے۔ سورداس نابینا نے ایک لاکھ
بھجن لکھے۔ تلسی داس نے صرف عورت کی فہمایش پر ایسا کمال کر
دکھلایا کہ اون کے کلام کا ہر کس و ناکس پر اب تک اثر موجود ہے۔
چیتنیہ کشپ۔ سوامی دیانند۔ ایشور چند ودیاساگر نے بھی بلا کسی دنیاوی
سامان کے ملک کی حالت میں تغیر پیدا کیا لیکن اون لوگوں میں
سچی دھن تھی۔ صاحب جی مہاراج کیسی نہ تھی۔ سادھو وہ ہے کہ
ساری دنیا کو جسکے نور معرفت کی شعاع سے اوجالا پڑا ہوا اور آگے
چلنے کا راستہ نظر پڑے اگر یہ نہیں تو گیلا ایندھن ہے جو دھواں ہی
دھواں کر رہا ہے جب تک خشک نہ ہوگا نہ آپ روشن ہوگا نہ
دوسروں کو اُجالا کریگا۔ اسی طرح جن لوگوں کے انتہ کرن ہی کچے
لیدوں کی مانند ہیں نہ کاٹنے کے لائق نہ جلانے کے جن پر اون ہی
کی ہے اوتاریں گے کیا۔ وہ موندھ مونڈائیں گے کیا جن لوگوں
کو ہم نشینی مہاتماؤں کی موجودگی گراں گذر رہی ہے وہ اپنا ہی

سمجھا چاہتے ہیں۔ تُلسی داس جی نے کہا ہے ؎

رام سندھو گھن سجن دھیرا۔ چندن ترو ہری سنت سمیرا

یعنی بادل تو سب جگہ اور ہر وقت نہیں برستا پر نتو سنت تو سدا سمردتو برستے ہی رہتے ہیں۔ اون کے درشن بھاشن اور سپرش سے سارے جیو پوتر ہو جاتے ہیں اون کے چرن جہاں ٹکتے ہیں وہ بھومی پاون ہو جاتی ہے آج تک جسقدر تیرتھ بنے ہیں وہ سب پرمیشور اور اوس کے بھگتوں کے نمت سے ہی بنے ہیں۔ جیسے چندن کو اگرچہ کلہاڑا کاٹتا ہے لیکن چندن پھر بھی اوس کو خوشبو دیتا ہے اسیطرح سنت گالی دینے والے اہت کرنے والے کا بھی ہت ہی کرنے میں تُلے رہتے ہیں جس طرح پتنگ کو دیپک بجھا کر بچا لینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن وہ کسی دوسرے دیپک پر جا کر جل مرتے ہیں اسی طرح پر جن لوگوں کو کلیان کی سوچ اچھا نہیں ہے اون کا کلیان کرنا بہت ہی کٹھن ہے۔ جیسا کہ رادھا سوامی مت والے بھائی دیکھ پڑتے ہیں مکھی مکڑی دُشٹ نر اونکا اولٹا ڈرن گیا۔ اپنے جیو کو کھو دیں دُکھی کریں پر پران تاروں کی جوت ہیں چندہ چھپے نہیں۔ بہا تو چھپے نہیں بادل چھپائے رن میں جا کر سُور چھپے نہیں۔ داتا چھپے نہیں۔ منگت آئے چھوٹی بڑی کرتوت چھپے نہیں۔ اور پریت کی ریت چھپے نہیں چھپائے

سندر ناری سوشیل چھپے ہیں۔ نیچ چھپے ہنیں بڑپن پائے۔

ست سنگ کی ترقی

اب یہ عام سوال ہوتا ہے کہ جب ایسی حالت اور گندی تعلیم ہے تو اچھے اچھے گریجویٹ و پنشن یافتہ تجربہ کار لوگ اس میں کیوں شامل ہو جاتے ہیں۔ جواب صاف ہے کہ اپنے دھرم کو وہی لوگ چھوڑتے ہیں جو مذہبی تعلیم سے بے بہرہ ہیں یا سوارتھی ہیں اور زمانہ کی رفتار بھی ایسی ہی ہے رادھاسوامی مت اور اس کے سدھانت محض ایسے ہی ناواقف لوگوں کیلئے بنائے گئے ہیں کہ جو پدارتھ یا منطق یا فلسفہ یا سنسار یا خدا یا ایشور یا روح اور سرشٹی کو نہیں جانتے ہیں کہ کیا چیز ہے حالانکہ یہ سب کا سب حسب بیان لالہ شب دیال جی رائے سالگرام صاحب کا خیالی ڈھکوسلہ اور بالکل بناوٹی ہے جو کہ ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ جین۔ سکھ وغیرہ سب کا گھور نندک ہے اور غیر استریوں سے جائز ناجائز سیوا کرانا اور تھوک پیٹ جیسی گندی چیز کا شیدائی ہے سانچے کوئی نہ پتیجے جھوٹے جگ پتیائے۔ گلی گلی گورس پھرے مدرا بیٹھ بکائے گویا سنساری لوگ سچائی کی قدر نہیں کرتے جیسا کہ دودھ کو گلی گلی آواز لگا کر فروخت کرتے ہیں لیکن شراب ایک ہی جگہ بیٹھے ہوئے دن بد

ترقی سے رکتی ہے۔ مگر اسکی چند اور وجوہات بھی ہیں۔

(۱) سب سے بڑا سوال آج کل روٹی کا ہے جسکے لئے اچھے اچھے گریجویٹ بی۔ اے۔ ایم۔ اے بلا روزگار دھکے کھاتے پھرتے ہیں دین اور مذہب بگاڑنا تو کیا چیز ہے بلکہ ڈکیتی خودکشی۔ دغابازی تک کیلئے بھی تیار ہو جاتے ہیں جیسا کہ میرٹھ میں ایک گریجویٹ کو روسا اور حکام کے بنگلوں پر جوتوں کی پالش کا کام کرتے ہوئے پایا گیا حالانکہ اوس سے وہ صرف دس روپیہ ماہوار کی انکم بتلاتا تھا ہردوار میں ایک گریجویٹ بھکشا اور پیسہ پیسہ کی دکھشنا پر گذارہ کر رہا ہے الہ آباد میں ایک ایم۔ اے بمشاہرہ ۲۵ ماہوار پولیس میں بطور کانسٹبل بڑی سفارش کے ساتھ بھرتی ہوا۔ سنا ہے کہ لاہور میں بہت سے گریجویٹ یکہ ہانکتے پھرتے ہیں وغیرہ وغیرہ یہ حالت ہے آج کل اچھے اچھے گریجویٹ اور تعلیم یافتگان کی۔ سنتے ہیں کہ فلاں شخص نے خودکشی کر کے جان دیدی ہے۔ فلاں فلاں گریجویٹ بمقدمہ ڈکیتی گرفتار ہوئے ہیں فلاں شخص نے مصنوعی چک بنا کر بنکوں کو دھوکہ دیا ہے دہلی میں بھی چند ایسے کیس ہوئے وغیرہ وغیرہ پھر بیچارے ان پڑھ اور مفلس بھوکوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ پس ایسی حالت میں کہ کیول رادھاسوامی کہلانے سے ہی تعلیم یافتہ غیر تعلیم یافتہ لوگوں

کیلئے کافی تنخواہ کی ملازمت حاصل ہوجاوے تو اس سے زیادہ کیا چاہیئے۔ اندھے کیلئے تو دو آنکھ کی ہی ضرورت ہے اسیطرح بھوکوں کے لیئے روزگار کی ہی ضرورت ہے جیسا کہ صاحب جی مہاراج نے پریم پرچارک ۱۶ جنوری ۱۹۳۳ء صفحہ ۱۱ میں خود تسلیم فرمایا ہے۔

(۲) جیسا کہ آجکل ملازمت کیلئے جگہ کا ملنا محال ہو رہا ہے اسی طرح سے سکول کالجوں میں بھی بھرتی کیلئے لڑکوں کو مارا مارا پھرنا پڑتا ہے اور بہت کچھ کوشش دوڑ دھوپ کرنی پڑتی ہے چونکہ صاحب جی مہاراج نے دیال باغ میں ٹیکنیکل مکینکل انجینئرنگ کارخانہ جات وغیرہ کے متعلق بہت سی درسگاہیں بنا رکھی ہیں اور اون میں بھی رادھاسوامی مت والوں کے بچّوں کو ترجیح دی ہے اسلیئے جو اشخاص اپنے بچوں کو اون میں داخل کراتے ہیں اونکو بھی رادھاسوامی مت کا سہارا لینا پڑتا ہے بدیں وجہ وہ سب تعداد رادھاسوامی کہلاتی ہے۔

(۳) آپ کہیں گے کہ پھر بڑے بڑے عہدہ دار لوگ پنشن حاصل کرنے کے بعد تجربہ کار ہوتے ہوئے بھی اس میں کسطرح شامل ہوجاتے ہیں جواب صاف ہے کہ اون لوگوں نے مذہبی تعلیم تو حاصل نہیں کی صرف انگریزی فیشن کے دلدادہ رہے ہیں اپنے مذہب سے

واقفیت نہیں یہ عام بات ہے کہ جب تمام عمر سرد س اور محنت کاروبار
خانگی میں گذار کر انسان کی طبیعت کو دُنیاوی معاملات کی طرف سے
کم توجہی۔ بے پرواہی۔ سیری ہونے لگ جاتی ہے اور دماغ تھک
جاتا ہے تو تجربہ کی وسعت سب باتوں کو فضول ثابت کرکے اُسکا
دل سچی اور لاثانی راحت کی تلاش کیا کرتا ہے۔ چونکہ صاحب جی
مہاراج نے بمثل عیسائی مشن اور تبلیغ اسلام اپنے مت کو بڑھانے
کیلئے ۲۹۲ شاخیں بڑے بڑے شہروں میں قایم کرکے سیدھے سادھے
بھوے لوگوں کیلئے ست سنگ کے نام کا ایک جال بچھا رکھا
ہے۔ جیسا کہ کبوتر کو دانہ دکھلا کر شکاری پکڑ لیتا ہے اسیطرح
پر جب کوئی صاحب ریٹائر ہوئے پر سوسائٹی تلاش کرتے ہیں تو
فوراً کوئی نہ کوئی سکرٹری یا ست سنگی صاحب اُنکو سبز باغ دکھلاتے
ہیں کہ دیال باغ آگرہ کو دیکھیے۔ اچھی سوسائٹی تعلیم یافتہ انگریزی فیشن
کے لوگ بچوں کے لیے اعلیٰ درجہ کی تعلیم استریوں کے لیے سب سے
بڑی آزادی۔ اپنی کالونی اپنے سب محکمہ جات۔ ڈاکخانہ شفاخانہ
روپیہ کی حفاظت کیلئے اپنا ہی بنک۔ کارخانہ جات کے ذریعہ
تجارت اور پھر سب سے بڑی روحانی تعلیم اس سے زیادہ آپ
کیا چاہتے ہیں۔ اور اس سے اچھی سوسائٹی کیا ہو سکتی ہے۔ بس

سنتے ہی فوراً پھسل جاتے ہیں مصلحتاً اُنکے ہاں جب تک اوپدیش نہ لیا جاوے تب تک مذہبی تعلیم پوشیدہ رکھی جاتی ہے اور بذریعہ خط وکتابت سفارش سیکرٹری ہی فوراً بھرتی ہو جاتی ہے۔ پھر کیا تھا فوراً خط لکھدیا اور اوپدیش منگوا لیا چیلہ بن بیٹھے اونکی سب شرائط منظور فیس داخل ہو گئی۔

واپسی کیلئے شکنجہ

پھر دریافت ہوتا ہے کیا رہایش کیلئے مکان کی بھی ضرورت ہے اب یہاں سے اون کیلئے پھنسانے کا پورا شکنجہ بنایا گیا ہے یہاں پر دو قسم کی حیثیت کے مکانات تجویز کئے گئے ہیں۔ پانچہزار روپیہ والا یا دوہزار روپیہ والا۔ جس حیثیت کا مطلوب ہو امیدوار سے اوتنا ہی روپیہ یکلخت بطور بھینٹ ادا کرالیا جاتا ہے اور جو ست سنگی کل بھینٹ مقررہ یکلخت ادا کرنے کے ناقابل ہیں اون سے نصف رقم پیشگی لیجاکر تعمیر شروع کرائی جاتی ہے بشرطیکہ وہ نصف رقم بقایا دو سال کے اندر بشرح سود فیصدی للعہ روپیہ سالانہ ادا کرینگا اقرار کریں اوس کے بعد اگر وہ دو سال میں ادا نہ کریں تو اون کے تمام حقوق رہایش اور نصف روپیہ اداشدہ ضبط کرلئے جاتے ہیں

اور اگر کوئی صاحب کل روپیہ ادا کرنیکے بعد بھی رادھاسوامی مت
کے اصول کے خلاف عمل پیرا ہوں تو تمام روپیہ اور حقوق رہائش
ضبط ہو جاتے ہیں گویا مکان تو دیال باغ والوں کی ملکیت ہوگا۔
اور لاگت بطور بھینٹ ستسنگی ادا کریں گے۔ صرف حقوق رہائش بھی بشرط
تعمیل حکم صاحب جی مہاراج مستحق ہوتے ہیں۔ دیکھو رپورٹ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۴
اس کے بعد یہ شرط ہے کہ جسقدر روپیہ بھرتی ہونے والے کے پاس
موجود ہے وہ اوسکو ست گورو و سنگت کی ضروریات کیلئے
پیش کر دینا ہوگا۔ دیکھو یتھارتھ پرکاش حصہ دویم صفحہ ۱۱۳-۱۱۴ یہ
تن۔ من۔ دھن۔ سُرت چار قسم کی سیوامیں سے ۳ کی سیوا ہے
اسلیئے تمام روپیہ بنک میں داخل کر دینا پڑتا ہے اوس میں سے اگر
کوئی نکالنا چاہے تو وہ منظوری سے کسیقدر بطور قرض واپسی کے بعلاوہ
لے سکتا ہے جو اوس کو میعاد مقررہ میں داخل کرنا پڑے گا۔ اسلیئے
تمام روپیہ بھی اون کے قابو میں آگیا اب رہا استریوں کیلیئے سوال
اونکو تو آزادی کی سخت ضرورت ہے جب اونکو اوپدیش مل جاتا ہے کہ اپنے
پتی کو ایشور نہ سمجھو بلکہ ست سنگورو کی جائز ناجائز سیوامیں تن من
سُرت لگاؤ اسلیئے وہ بالکل آوارہ ہو جاتی ہیں۔ بھنڈارہ سے دو پیسہ
کی تین روٹیاں بھی قیمتاً مل سکتی ہیں اسلیئے روٹی پکاتے سے بھی چھٹکارا ہوا

۲ر کی بارہ روٹیاں منگواکر کُنبہ کا پیٹ بھر لیا اور نتیجت اب فرمایئے
وہاں سے کسطرح کوئی ست سنگی ناقابل برداشت عمل دیکھنے پر بھی
واپس نکل سکتا ہے۔ جیسا کہ بابو رامچرن پرشاد جی بی۔ اے۔ ایس سی
سائنس ماسٹر وغیرہ وغیرہ کو دیکھا گیا۔

۴۔ جن لوگوں کی جنم بھر شادی نہیں ہوئی۔ پیسہ خرچ کو نہیں ہی
وہاں پر باہم رفاقت پیدا کر لینے سے بلا امتیاز قومیت ورن آشرم
وصفات وغیرہ کے رجسٹرار آف میرنجز دیال باغ راول مرد سے کہا
تم اس کنیا کو دھرم پتنی سویکار کرتے ہو پھر استری سے کہا تم اس برکو
اپنا دھرم پتی سویکار کرتی ہو دونوں کے اقبال پر سکرٹری نے
پھول مالا پہنادی اور شادی ختم زیادہ سے زیادہ ست سنگ
ہی بھنڈارہ کرادیا ورنہ صرف بھینٹ چڑھادی یہ ہے وجوہات
ست سنگ میں کثرت سے مقید ہو جانے کی جیسا کہ پریم بہاری اور
مس ریٹا کی مثال موجود ہے۔

ستگورو اور پالیسی

انگریزی میں پالیسی و فارسی میں حکمت عملی ایک ہی شبد ہیں کہ جنکے
معنی چتر بیہاری یا سیانپ کہے جاسکتے ہیں شری صاحب جی مہاراج نے

اپنے آپکو ایک اوتار مشہور کرتے ہوئے ہمیشہ پالیسی سے کام لیا ہے
مثل مشہور ہے کہ چوروں سے کہا لاگو ساہوں سے کہا جاگو دسری
صاحب جی مہاراج کے متعلق ہم نے پچھلے اوراق میں صفحہ ۴۸ پر
کچھ حالات بیان کئے ہیں۔ آپ نے الہ آباد یونیورسٹی کے طلبار کے
سامنے دھرم وشے پر وچار پرگھٹ کیا کہ دھرم کو بدنام نہیں کرنا چاہیے
بلکہ جن دُشٹوں نے مذہب کا پوشن دھارن کرکے اپنی اندریوں کا
دوروپیوگ کیا ہے اور لوبھ اور لالچ کے بس ہو کر انوچت کیا وہی
گھرنا کرنے یوگیہ ہیں نہ کہ دھرم۔ یہ لیکچر دیکر آپ نے خود ہی اپنی تعریف
لکھوائی ہے کہ یہ پہلی بار کسی دھرم آچاریہ کا کام ہے جو طلبار کو سمجھایا
ملاحظہ ہو پریم پرچارک ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۳۵ء صفحہ ۲ دفعہ ۱۱۔ اسکے خلاف
ست سنگیوں کو لوبھ لالچ اور وشے بھوگ میں پھنسلائے رکھنا بتلایا پھر
اگرچہ مسٹر محمد سلیمان صاحب بہادر نے بموقعہ نمائش الہ آباد صاحب جی
مہاراج کیلئے متعلق سامان نمائش، دیال باغ دھن باد فرماتے ہوئے اپنی
کمزوری آواز کی معافی چاہی تھی جیسا کہ پریم پرچارک ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۳۵ء
صفحہ ۵ لغایت ۱۰ سے ظاہر ہے۔ لیکن صاحب جی مہاراج اس کے خلاف
کیا فرماتے ہیں کہ آواز کیا تھی ایک بہادر شیر کی گرج تھی جسکے ایک
ایک شبد میں جیون اور شکتی تھی۔ آپ صاحبان سوچیں گے کہ انہیں

کونسا بیان غلط ہوسکتا ہے۔ صفحہ ۱۷ پر مسٹر چنتامنی صاحب کا بھاشن ہے کہ دیال باغ ایک پوتر تیرتھ استھان ہے اور صاحب جی مہاراج کی ہردے میں ماترِ بھومی کیلئے ایک پورن کانگریس مین جیسا گہرا پریم ہے اسی لئے آپ نے پنڈت موہن لال نہرو بھتیجہ پنڈت موتی لال نہرو سکرٹری سوراج بھون سے بھی ملاقات فرمائی اور آپ نے مہاتما گاندھی سے بھی ملاقات فرمائی گویا کانگریس والوں میں یا اُس خیالات کے لوگوں میں تو آپ کانگریسی بن بیٹھے مگر آپ کی ڈائری کے حوالہ اخبار ہندوستان مورخہ ۱۱ر جولائی ۱۹۳۷ء صفحہ ۷ و ۸ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے تمام پبلک غیر ست سنگیوں کو یہ سمجھایا ہے کہ بھارت کو انگریزوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے آزادی نہیں مل سکتی دان شکتی اور تیاگ کے سہارے سے ہی آزادی پراپت ہوسکتی ہے۔ دیش کی آزادی کیلئے انگلینڈ اور انگریزوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا اور اون کی خوشنودی حاصل کرنا صاحب جی مہاراج خلاف طریقہ سمجھتے ہیں لیکن اوس کے خلاف سرکاری لوگوں کے لئے آندولن پکٹنگ کے وقت یہ لکھا کہ ست سنگ سنسار کی جانب سے ویراگ پیدا کرتا ہے اور پولیٹیکل تحریک کا مقصد سنسار کی اُنتی اور سنسار کا راج پاٹ حاصل کرنا ہے گویا جس کے بندھن سے پرمارتھ چھڑاتا ہے پولیٹیکل تحریک اوسی کے

بندھن میں پھنساتی ہے پرمارتھی اپنے پرم پتا کو یاد کرکے آسمان کی
طرف نظر کرتا ہے۔ لیکن پولٹیکل تحریک کا شیدا نیچے پرتھوی کی طرف
گرتا ہے۔ چونکہ رادہا سوامی ست سنگ ایک ادھیاتمک سنستھا ہے
کیسے پولیٹکل تحریک میں شامل ہوسکتا ہے کیا پارلیمنٹ اہل ہند کو
سوراج دیدیگی؟ پارلیمنٹ کسی سدا برت کے کارکنان یا منتظمان کے
گروہ کا نام نہیں ہے اسلئے پارلیمنٹ سے کسی خیرات کی اُمید
رکھنا فضول ہے آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب اسہ یوگ اندولن
زوروں پر تھا تو لالہ دیوا تجند پریسیڈنٹ نے بہت زور کے ساتھ صلاح
دی کہ آپ کو کانگریس میں شامل ہونا چاہیئے۔ تو میں نے صاف
جواب دیدیا کہ میرے خیالات تو کانگریس سے ملتے ہی نہیں پریسیڈنٹ صاحب
کی طرح چُپ چاپ کانگریس میں بیٹھا رہنا بھی میں پسند نہیں کرتا
ہوں۔ راج نیتک اندولن کے بُرے آپ اسلئے نہیں بنتے تھے۔ کہ
اس سے دیال باغ کی پرتشٹھا کو دھکا لگے گا کہیں اس کی باڑھ میں
آپ کے دیال باغ کا سمجھ کھنڈ بنڈ نہ ہوجائے۔ اسلئے دیال باغ والوں
کو ایسا اوپدیش الگ رہنے کیلئے نئے ڈھنگ نکالا کرتے حالانکہ
دیال باغ میں تو تیاگ۔ تھرمانی۔ دان۔ ویراگ کا نام بھی نہیں ہے
اون کے گرنتھوں میں تو ایسی باتوں کی سخت مخالفت کی گئی ہے

جو شخص دن رات چوبیس گھنٹے ہر یوم ہر گھڑی ہمارے دیال باغ
کا ہر بندہ بحیثیت پریزیڈنٹ سبھا اپنے سر پر رکھتا ہو یہاں تک
کہ بورڈنگ ہاؤس کے رسوئی گھر میں جا کر لڑکوں کو کھیر تک کا معمولی
کھانا تقسیم کرنے کا کام بھی اپنے ذمہ رکھتا ہو اور کسی دیال باغ والے
ست سنگی پر اعتبار نہ ہو کہ حصہ رسدی انصاف سے تقسیم بھی کر دے گا
تو پھر ایسے سنت ستگورو کو روحانی شکتی کا پرچہ دینا اور چمتکار دکھلانا
اور پیغمبر کہنا گویا انوکول پرتی کول باتیں جب دنیا بھر کے دوسرے
مہان پرشوں میں نہیں ملتی ہیں تو صاحب جی مہاراج میں کیسے صحیح پائی
جا سکتی ہیں۔ صاحب جی مہاراج سرکاری پکش کا ساتھ اسلئے دیتے رہے
کہ اوس سے ہر طرح دیال باغ کی ترقی میں امداد ملتی رہے۔ حالانکہ
یہ بات ٹھیک بھی ہے بلکہ آپ نے تو دیش واسیوں سے یہ کہا ہے
کہ جس سوتنترتا کے وہ ابھلاشی ہیں وہ اوہ سمجھو ہے یدی انگلستان امیریلسٹ
رہے گا تو بھارت ورش کو ضرور اوس کے آدھین رہنا پڑے گا
اسلئے ہمارے متروں کا پورن سوتنترتا کیلئے شور مچانا ویرتھ ہے۔
اگر بھارت انگلستان کے ساتھ سامیہ سولبھ نت پر بھراتری بھاؤ کو
اپنا آدرش بنائے اسی کو تو پالیسی کہتے ہیں یا پالیسی کسی اور بات کا
نام ہے ایک ست سنگی نے چھہتر ہزار روپیہ کی رقم کا غبن کیا ۔ آنچ

اوس معاملہ کو پولیس کے ہاتھ میں نہیں دیا۔ اس سے دو باتیں پائی
جاتی ہیں۔ اگر وہ روپیہ ست سنگ سبھا کا تھا تو مجرم کے ساتھ آپ کا
کوئی معاملہ ہوگا۔ ہاں اگر وہ صاحب جی مہاراج کی ذات خاص کا
روپیہ تھا اور مجرم سے کوئی خونی رشتہ یا تعلق بھی نہیں تھا تو یہ کام واقعی
مہاتماؤں کی صفت میں آتا ہے اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یا
تو صاحب جی مہاراج عالم الغیب نہیں تھے جیساکہ ست سنگیوں کو
اوتار ہونے کا دعویٰ ہے۔ اونہوں نے یہ بھی نہیں سمجھا کہ ہم دور اس سے
واپس آگرہ نہیں پہونچ سکتے اسلئے وہاں کس طرح معاملہ کو طے کرینگے
یا مہری صاحب جی مہاراج ست سنگ سبھا کے ہتیشی نہیں تھے۔ جو
اسقدر رقم کا وصول کرنا فضول سمجھا گیا۔ کچھ بھی ہو۔ علاوہ اس کے
جو صاحب جی مہاراج نے اپنے بہتر کے نامرد بنانے والے ست سنگی مجرم
کو ڈنڈ دینے سے چھوڑ دیا لکھا ہے یہ کوئی اون کے رحم کی بات نہیں
ہے بلکہ اونہوں نے تو اِس معاملہ کو ہر طرح کی جائز ناجائز کوشش
کرکے دبایا ہے ورنہ اسی وقت سے صاحب جی مہاراج کو گدی چھوڑ کر
بھاگنا پڑتا۔ اور نالایق بیٹے کو ست سنگ سے تنخواہ تو کیا ملتی بلکہ جیلخانہ
کاٹنا پڑتا۔ پھر بھی اس بیچارے غریب ست سنگی لڑکے کیلئے تو یہی سزا
کافی ہوگئی۔ کہ اوسکو کالج کی تعلیم اور ست سنگ کی رہائش سے محروم

کرکے اوس کو جلا وطن کیا گیا۔ افسوس ہے کہ ست سنگی بھائی ڈائری کے ایسے الفاظ پر ہرش کرتے ہیں اور اون کو اخباروں میں شائع کرایا جاتا ہے

صاحب جی مہاراج کا دیگر مذاہب کے آچاریوں سے مقابلہ

آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ دوسرے مٹھ دہاری کرم چاریوں کی طرح گدی تکیہ پر آپ نے بہار نہیں کیا۔ یہ بالکل ٹھیک ہے کیونکہ گدی تکیوں پر وہی مٹھ دہاری بہار کر سکتے ہیں جو زمین پر چوتڑ ٹیک کر بیٹھنا اور سدھ آسن سے بیٹھ کر سمادھی یوگ ابھیاس پرانا یام وغیرہ سدھیاں جانتے ہیں بیچارے صاحب جی مہاراج نے تو کبھی زمین پر چوتڑ ٹیک کر بیٹھنا ہی نہیں سیکھا کیونکہ رادھا سوامی مت تو یوگ ابھیاس پرانا یام بھی ادکرڈو بیٹھ کر کیا جانا سکھلاتا ہے۔ اور خود بجائے گدی تکیہ کے چاندی کی کرسی اور رکھشا گاڑی اور فرسٹ کلاس ریزرو ریلوے ٹرین میں بہار کرتے رہے حالانکہ رکھشا گاڑی کو سخت دھوپ میں چار بوڑھے آدمیوں سے کھچوایا جاتا تھا۔ اور آپکو ذرا رحم نہیں آتا تھا۔ دوسرے مٹھ دہاری ایسا نہیں کرتے دوسرے مٹھ دہاری آچاریہ تو لوگوں کو دھرم کا ہی اوپدیش کرنے والے ہوتے ہیں۔

آگے چلکر صاحب جی مہاراج نے لکھا ہے کہ آپ دیگر مٹھ دہاریوں کی

طرح بھینٹ کا مال اپنے اہار بیوہار میں خرچ نہیں کیا کرتے یہ بھی غلط
ہے کیونکہ آپ فاقہ کشی کی حالت سے ست سنگ میں تشریف لائے
تھے۔ تو یہ حشمت موجودہ بچوں کی تعلیم ولایت تک علاقہ کا خریدنا اور کچھ ہزار
روپیہ تک کی رقم کا غبن ہوجانا وغیرہ وغیرہ سب باتیں بھینٹ کا مال
ہے یا سری صاحب جی مہاراج کی پیداوار ہے۔ جواب صاف ہے
کہ سب کچھ ست سنگ کی بدولت۔ آپ نے رشی کیش بابا کالی کملی والے
کو بھی یہ ترغیب دی کہ اپنی دو لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی بھی دیال باغ کے
کاموں میں لگا کر مالک (صاحب جی مہاراج) کی دیا حاصل کریں۔ لیکن
سری صاحب جی مہاراج کو یہ علم نہیں تھا کہ بابا کالی کملی والے کی کل
آمدنی ادن ہی ست پرشوں، مہاتماؤں، یوگیوں، سنیاسیوں اتیت
لوگوں کیلئے وقف ہے جو کہ دنیاوی سنساری بیوہار کو قطعی تیاگ کرکے
تمام وقت روحانی اُنتی، ادھیاتمک گیان اور آتم تتو کی کھوج میں رہتے
ہوئے سنساری لوگوں کو اپنے دھارمک سکشا ہی کا اپدیش کرتے رہتے
ہیں اور اسکی نگرانی ایک ایسی کمیٹی دھرماتما سجن پرشوں اور دانی لوگوں کے ہاتھ
میں ہے۔ جو اس کل آمدنی کو دھارمک کاموں میں ہی خرچ کرنے کی ہدایت
کرتے رہتے ہیں اور بابا کالی کملی والا تو محض بطور منیجر اس پرمارتھی کام کا
پربندھک ہے اوسکو ایک پیسہ بھی ناجائز طریقہ پر خرچ کر دینے کا ادھیکار

نہیں ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ بددیانتی سے مہاتماؤں کے
نام غلط مصارف دان وغیرہ میں دِکھلاکر کوئی رقم علیحدہ اپنے ذاتی
حساب میں جمع کرلیتا ہو۔ ورنہ باباکالی کمبلی والے کے ہاں ہر کس وناکس
اتیت بھکھاری یا تریان وغیرہ کیلئے امدادی دروازہ کھُلا ہوا ہے۔
وہاں آپ جیسا دربار نہیں ہے کہ رادھاسوامی مت والوں کے سوائے دوسرے
سب کے لئے دروازہ بند ہے جیسا کہ ڈائری سے ظاہر ہے۔ وہاں نہ
آپ کیسا راجسی بھوجن نہ آپ کیسی زربفت وریشمی پوشاک۔ وہاں تو
کٹی بستر اور لنگوٹی ساتوِک بھکشا کا بیوہار ہے۔ آپ کو تو دیال باغ کا
محفوظ رکھنا اور اوس کی سہایتا کا ہی کام ہے اونکو تمام دُنیا بھر بلکہ ہر ایک
جیوماتر کی بھلائی کا دھیان رہتا ہے آپ نے ڈیری فارم دیال باغ سے
ایک گائے صاحب کمشنر بہادر آگرہ کو دی جسکے لئے آپ کے صاحبزادی
پریم سروپ جی نے صاحب بہادر کو خاص طور پر دانہ چارہ کی ترکیب
بتلائی جس سے وہ ۱۰ اسیر دودھ روزانہ صاحب بہادر کو دینے لگی۔
تو آپ لکھتے ہیں کہ ہماری گائے کا تو یہ حال اور انگریزوں کی گائے کا یہ
حال۔ گویا گائے بھی انگریزوں کی ہی طرفداری کرتی ہے۔ اس سے
دو باتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک تو اِن الفاظ سے کمشنر صاحب بہادر کو
خوش کرنا یا دوسری وجہ دیال باغ کی گایوں کو اوس خاص ترکیب سے

چارہ دانہ کا نہ دیا جانا اور ست سنگیوں پر یہ اظہار کرنا کہ آپ کو گایوں کے حالات سے ہی دیش کی اوستھا کا کتنا دکھ ہوتا ہے۔

سنج وہار کا مذاق

آپ لکھتے ہیں کہ جیسا محمد صاحب کو مسلمانوں کا عیسیٰ کو عیسائیوں کا بدھ اور مہابیر کو بودھ اور جین لوگوں کی طرف سے سنمان پراپت ہے وہی سنمان ایک لاکھ رادھا سوامی مت والوں کا صاحب جی مہاراج کیلئے ہے۔ رادھا سوامی مت والوں کیلئے اون کا پیغمبر ہمیشہ اس سنسار میں موجود رہتا ہے۔ اور وہ اونہیں اوپدیش کرتا ہے اسلئے رادھا سوامی مت والے صاحب جی کو اپنا محمد یا عیسیٰ یا رام یا کرشن مانکر پوجتے تھے۔ آجکل بھی رادھا سوامی مت والوں کا یہ وشواس ہے کہ اون کے ایک پیغمبر کے مرجانے پر اوس کی روح کسی دوسرے ست سنگی پرش کی آتما میں پرویش کرتی ہے کیونکہ جو کوئی کسی باہری چیشٹا کے ذریعہ اس روحانی شکتی کا چمتکار دکھلا پرچہ دیتا ہے اوسی کو اپنا پیغمبر مان لیا جاتا ہے اس بات سے گورنکھ چیلوں کا بھی ادھکار ضروری نہیں رہتا ہے۔ اون کا دعویٰ غلط ہوجاتا ہے پیارے بھائیو اس مضمون سے ایک تو مالک کل کی ڈگری خارج ہوجاتی ہے صرف پیغمبر رہ جاتا ہے۔ دوسرے آپ کے پیغمبر کی ہوس کبھی

نہیں ہوتی جبکہ وہ بدستور کسی دوسرے ست سنگی میں پرویش کرجاتی
ہے۔ کیونکہ موکش کی تعریف ہی یہ ہے کہ پھر واپس دنیا میں نہ آوے
جیساکہ جل میں جل روشنی میں روشنی۔ اسیطرح برہم میں برہم سماجاتا ہے
تیسرے ہرایک پیغمبر کی وفات کے بعد اوسکی دہار کا جھگڑا ہوتا ہے
جیساکہ سوامی جی کے گپت ہونے پر ایک ست سنگی کہتا ہے۔ کہ
وہ نج دہار یہاں سے اوچکر چلی گئی پھر کہدیا کہ وہ دہار برہمانڈ میں بیٹھی
ہوئی کام چلا رہی ہے (بموجب بچن نمبر ۲۵ سار بچن نثر) نے چولہ کو
تلاش کرنیکے لئے بارہ ماہ کے بعد کہدیا کہ فلاں استری کے چولہ میں دہار
براجمان ہے۔ مگر کارروائی کسی دیگر چولہ منش کی معرفت کررہی ہے
غالباً وہ (بکوجی ہونگی) استری کا چولہ چھوٹنے پر یہ سنبد ظاہر کیا
کہ وہ دہار اب فلاں منش چولہ میں آگئی ہے دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء میں استری
چولہ چھوٹنے کے سات ماہ بعد (غالباً وہ پنڈت برہم شنکر جی کی ہمشیرہ
شریمتی مہیشوری جی عرف بواجی صاحبہ ہونگی) جب اوس سے سوال کیا
گیا کہ کب اور کیسے وہ دہار اوس منش چولہ میں سمائی تو جواب ملا کہ
کچھ دنوں سے اوس چولہ کی جان کبھی چولہ سے نکل جاتی ہے۔ کبھی
پھر لوٹ آتی ہے۔ کم وبیش ۱۰۶ درجہ کا بخار برابر رہا آتا ہے۔
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تیاری (Last Time) ہورہی ہے،

اور کچھ عرصہ بعد اُمید ہے کہ فلاں صاحب سنت ستگورو ہو جاوینگے۔ غالباً
یہ موقعہ بابو کامتا پرشاد جی کے ہر تیو پر ہوا ہے۔ ایسی ایسی دل لگی رادھا
سوامی پنج دھار کی ہوتی ہیں۔ جیسا کہ صفحہ ۳۱-۳۲ پریم سندیسہ بابتہ سمہ ۱۹۱۴
صاحب جی مہاراج سے ظاہر ہے گویا بڑی مشکل سے صاحب جی مہاراج
نے غلط سلط پرچہ چمتکار دکھلا کر میدان مارا تھا۔ آپ نے لکھا ہے
کہ بہت سے ست سنگی بھائی سنت ست گورو کے گپت ہونے پر
اٹک گئے اسلئے ایک عرصہ تک نقلی یا فرضی پرمارتھی کارروائی
میں غلطاں پیچاں رہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ رادھا سوامی مت
کی تمام کارروائی نقلی اور فرضی ہی ہوتی ہے۔ ایسا ہی اب بھی سری
صاحب جی مہاراج کے بعد نہ تو گورمکھ چیلہ کو گدی ملی اور نہ کسی ست سنگی
نے چمتکار دکھلایا۔ سنا گیا ہے کہ مہتہ جی صاحب کوئی نہر کے
محکمہ میں اعلیٰ افسر ہیں اونکو اُکسایا جاتا ہے۔ لیکن وہ بہت سمجھدار
ہیں وہ گورو پدوی کے جھوٹے جھگڑے سے انکار کرتے ہیں۔ اور
اونہوں نے یوگتا کے ساتھ ست سنگ سبھا کی پریزیڈنٹی کا کام منظور
فرمایا ہے۔ جو سچائی کی بات ہے۔ شری صاحب جی مہاراج نے
رادھا سوامی پنتھ اور دوسرے مٹھ والے مہنتوں کی گدی نشینی کا
فرق بتلایا ہے۔ کہ مٹھا دھیش مہنتوں کی طرح رادھا سوامی پنتھ کے

آچاریہ کی گدّی اوس کی پتر کی سمپتی نہیں ہوتی ایک گورو کی مرتیو پر اوس کا سب سے یوگ اور دہرم کا انویائی دیکت ہی اوسکی گدی پر بٹھلایا جاتا ہے۔ تب اوس کے پُتر بھائی وغیرہ رادہا سوامی ول کے سادہارن سدشش کی طرح رہتے ہیں۔ یہ ایک طرح پر صاحب جی کا مضمون غلط ہے۔ اور ساربچن نثر بچن نمبر ۲۵ یتھارتھ پرکاش حصہ دویم دفعہ ۳۔۴۔۵ کے خلاف ہے۔ چونکہ دیگر مٹھ والے مہنتوں کے ساتھ تو استری پُتر بھائی وغیرہ کا تعلق ہی نہیں ہتا وہ تو سنگ اور نورتی مارگ بلکہ سنسار بھر کے تیاگی ہوتے ہیں اسلئے اونکی بجائے تو سمپر دائے میں سے کسی لائق کو ہی مہنت تجویز کیا جاتا ہے لیکن رادہا سوامی مت میں تو صریحاً بیوی، بچہ، بہن وغیرہ کا سمبندھ قایم رہتا ہے۔ جیساکہ پرتھم آچاریہ کے بعد اون کے بھتیجے دویم کے بعد اونکے صاجزادے سویم کے بعد اونکی بڑی ہمشیرہ شریمتی مہشوری جی نے کام سنبھالا۔ ہی کے بعد یہ جھگڑا ہی رہا۔ جیساکہ صفحہ ۳۱۔۳۲ سے ظاہر ہے پانچواں نمبر آپ کا ہے۔ چنانچہ آپ کا کوئی پُتر قابل ہی نہیں ہے۔ حالانکہ آپ نے تریلما بجلی منی ادہیاپہلا پاپہلا انگ ۸ سوتر ۵۲ کا حوالہ دیتے ہوئے اونکی پوجا کرانیکی کوشش بھی کی تھی۔ جیساکہ یتھارتھ پرکاش حصہ دویم صفحہ ۱۱۴ سے ظاہر ہے۔ لیکن آپ کا کام نہیں چلا۔

ست گوروں کی مرتیو پر رونیکی وجہہ

آپ نے یہ بھی ظاہر کرنیکی کوشش کی ہے کہ دیش میں اب بھی کتنے ہی
مٹھادھیش فرقہ بنائے بیٹھے ہیں اون کے مرنے پر اونکے ہی چیلے چپیٹوں
میں اونکا شوک منایا جاتا ہے باہر کی دُنیا اونکو جانتی بھی نہیں لیکن
صاحب جی مہاراج کی مرتیو پر جہاں رادھاسوامی مت والوں نے
بیحد رُودن کرتے ہوئے آنسو بہائے وہاں پر دیش کے سرکاری
غیر سرکاری لوگوں میں بھی آپکی مرتیو پر شوک ظاہر کیا گیا ہے یہ بالکل
ہیچ ہوگا کیونکہ صاحب جی مہاراج تو گھرستی اور سوارتھی اور موہ کی اگنی
میں پڑے ہوئے انسان تھے اونکی تعلیم ہی ایسی تھی۔ ہم نے پہلے بھی لکھا
ہے کہ الہ آباد کی نمائش کے موقعہ پر جو ست سنگی پلیٹ فارم ریلوے
پر آپکو سوار کرانے آئے تھے روانگی ٹرین کے وقت اُنکی جدائی میں زار
زار رونے لگے اونکے آنسو روکے نہیں رُکتے تھے۔ اب اُنکی مرتیو پر تو اُس
سے بھی زیادہ رودن کرنا مناسب ہی تھا۔ کیونکہ جب اس مت کے
اصول کے مطابق روح کی شانتی نہیں ہوتی اوسیوقت دوسرے
چولے میں چلی جاتی ہے تو اسلئے بھی مُکتی نہ پانے پر ست سنگیوں پریمیوں
کا رونا سچا ہے علاوہ اس کے آپ نے ست سنگیوں کو پڑھایا ہی

کہ اگر کسی استری کا خاوند یا بچہ کا باپ یا بوڑھے کا جوان بیٹا مر جاوے
تو اون کے لئے ہرگز خوشی کا موقعہ نہیں ہے اگر وہ خوشی ظاہر کریں تو
سمجھنا چاہیئے کہ وہ اون سے زندگی میں دکھی رہے تھے ایسی حالت
میں استری پتی برتا نہیں اور بچہ سعادتمند نہیں بوڑھا گئے ہوئے میں
لوگ تھو کہیں گے۔ اسی طرح پر اگر گہر سے ست سنگی اور پریمی اور
خاص الخاص کہلاتے ہوئے بھی پرم گورو کے گپت ہونے پر ذرا بھی
دکھ درد اون کی جدائی کا نہ سمجھیں تو سخت افسوس کا مقام ہے
اس سے بڑھ کر شرمناک بات کیا ہوگی ملاحظہ ہو صفحہ ۱۷۔ پریم سندیس ۱۹۱۷
چونکہ دیگر مہاتما سادہو اور مہاتما لوگ موکہش پدوی پاتے ہیں اور پریوار کا
تیاگ کر کے ہمیشہ کیلئے دنیا اور دنیا کے کاموں سے علیحدہ رہتے ہیں اسلئے
وہ آنسو بہانے سے اپنے چیلوں تک کو بھی منع کرتے ہیں کیونکہ وہ تو
بہت خوشی اور باجہ گاجہ کے ساتھ کھلے دروازہ موکہش حاصل کر سکتے
ہیں اونہوں نے تو کام کرودھ، موہ لوبھ اہنکار پر قابو پایا ہوتا ہے۔
نہ کہ صاحب جی مہاراج کی طرح سنساری دلدل میں پھنسے ہوئے
ہوتے ہیں۔ اون کی لاش کو تو خواہ دریا میں پھینکو خواہ زمین میں دفن
کرو۔ خواہ جنگل میں جانوران کے حوالہ کرو وہ ہر طرح سے بے پرواہ
ہوتے ہیں اونکو دیہہ ابھمان نہیں ہوتا ہے۔ رادہا سوامی مت والے

دیہہ سروپ کو مالک کل یا اوتار سمجھتے ہیں یہ اون کا اگیان ہے،
گیانوان کے لئے (سمادھ پرستی) یا کبھی دیہہ انت پر آنسو بہانا پاپ ہے،
صاحب جی مہاراج نے صفحہ ۲۰۸ یتھارتھ پرکاش پر لکھا ہے کہ اگر
کوئی ست سنگی یا ممبر پوتر کل کا لوگوں کو اس بات کی سکشا دے کہ
محض سمادھ پر کمبینٹ چڑھانے اور متھا ٹیکنے یا وہاں پرشاد رکھ کر
ڈکتا کر کھا لینے سے کلیان ہو جاویگا تو وہ اپنے اور ساتھیوں سمیت حضور
رادھاسوامی دیال کے حکم عدولی کے بھاری ڈنڈ کا بھاگی بنیگا اور جو
ست سنگی جان بوجھ کر اس غلطی میں پڑے گا وہ ست گورو وقت کی
دیا اور مہر سے قطعی محروم رہے گا۔ اس کا مطلب صرف یہ تھا کہ
صرف صاحب جی مہاراج کی ہی پوجا کریں ورنہ آپ نے بھی تو خود
اس کے خلاف عمل کیا ہے اور دیگر ست سنگیوں کے لئے بھی سال بھر
میں ایک دفعہ سمادھ کے درشن متھا ٹیکنا، سوامی باغ کے کنوئیں کا
پانی پینا ضروری قرار دیا ہے۔ علاوہ اس کے پرم پرش پورن دھنی
مہاراج صاحب کی انگریزی پوتھی دفعہ ۳۵ کے بھی یہ مضمون خلاف ہے،

سنت ستگورو کی روشن ضمیری

جب کوئی ست سنگی سنت ستگورو کے چرنوں کا دھیان کرتا ہے

تو اون کو اس امر کی اطلاع مل جاتی ہے اسی طرح پر اگر وہ حکم دیویں کہ فلاں مورت کے دھیان کرنیسے یا فلاں قبر پر متھا ٹیکنے سے فائدہ ہوگا اون کے حکم کی تعمیل کرنے پر اونکو ضرور اطلاع ملتی رہے گی۔

دیکھو صفحہ ۲۲-۲۳ پریم سندیش۔ حالانکہ رادہاسوامی مت کے اوتاروں کو اپنی موت بیماری اور ستسنگ کی چوری، ستسنگیوں کے اعمال اور مقدمات۔ پلیڈری کے سچ وجھوٹ کا اندازہ بھی نہیں ہو سکا جیسا کہ اون کے واقعات سے ظاہر ہے۔ یہ سب دوکانداری کا کام ہے۔ بھلا جو ستسنگی پنجاب سندھ یا مدراس وغیرہ میں صاحب جی مہاراج کے چرنوں کا دھیان کرتے ہیں اوس کی فوراً ہی اطلاع آگرہ دیال باغ میں صاحب جی مہاراج کو ہو جاتی ہے اس سے زیادہ گپ کیا ہو سکتا ہے۔

عدول حکمی

اگر یہ واقعہ سچ ہے کہ پرتھم آچاریہ سوامی شب دیال سنگھ جی سود کے روپیہ سے خرچ عیالداری چلانا برا سمجھتے تھے اسلئے اپنے تمام قرضداروں کو بلوا کر جنہے روپیہ ادا کرنیسے مجبوری ظاہر کی معاف کر کے اوس کی دستاویز اوس کے روبرو چاک کر دی اور جس نے ادا کیا

وصول کر لیا۔ پھر ادھیاپن کا رِبہ کو تیاگ کر پرمارتھ میں ہی لگ گئے
اور آپنے کئی توڑے روپیوں کے سڑک پر لٹا دئے اور پچھلے سنت
مہاتماؤں کی طرح ست نام کا ہی اوپدیش دیا کرتے تھے علاوہ اِسکے
آرچاریہ (۲۲) رائے صاحب اگر واقعی اپنی تمام تنخواہ میں سے اپنے عیال و اطفال
کا خرچ چھوڑ کر باقیماندہ سادھو سنتوں کو دان کرتے اور کھلا دیتے
تھے اور نیز ایسے تیاگی مشہور ہو گئے کہ آگرہ میں تمام کالستھ کھشتری
صاحبان اور اُن کی بیویاں اپنے شوہروں اور لڑکوں کو بالعموم منع
کرتے تھے کہ رائے صاحب کے مکان کے پاس سے ہو کر نہ نکلنا ورنہ
تارک الدنیا بن جاؤ گے اون کے ہمسایہ کی عورتیں بھی اپنے لڑکوں
کو انکے محل کے چراغ تک دیکھنے سے ہمیشہ منع کیا کرتی تھیں۔ کیونکہ
اونکو پورا وشواش ہو گیا تھا کہ جو کوئی اُن کے گھر کا چراغ دیکھ لیتا ہے
فقیر ہو جاتا ہے۔ تو میں نہایت زور کے ساتھ یہ عرض کرنے کیلئے
مجبور ہوں کہ سری صاحب جی مہاراج نے سر سے پاؤں تک رادھا
سوامی دیال کی حکم عدولی اور نافرمانی کا کام کیا ہے جیسا کہ اون کے
کارنامہ کارخانہ جات بنک ہائے ہر قسم کا تجارتی مہاجنی سوداگری
بیوہار چیلوں کو بھی تیاگی ہونے سے منع کرنا اور دان دھرم کرم وغیرہ
کا تشید ھ بتلا دینا صرف ست سنگیوں کے لئے ہی ہر کام محدود کر دینا

وغیرہ وغیرہ غرضیکہ ہر طرح کا سوارتھی کام کیا گیا ہے یا ست سنگی بھائی پچھلی سب باتیں غلط سمجھتے ہوں گے۔ سری صاحب جی مہاراج کا سوامی باغ کیلئے پریوی کونسل تک مقدمہ لڑا کر ست سنگ کا روپیہ برباد کرنا بھی تو اونکو سعادتمند چیلہ نہیں سمجھا جاتا ہے اور مقدمہ کی ناکامیابی سے یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ کا کوئی ادھیکار نہیں بلکہ زبردستی قبضہ لینا چاہتے تھے۔ یہ عمل بھی دھرم کے خلاف ہے۔ آپ تو یہانتک لالچ میں پھنسے ہوئے تھے کہ دیال باغ میں اسقدر کثیر سرمایہ ہوتے ہوئے بھی آپنے ست سنگیوں سے درخواست کی ہے کہ ہماری سنگت کے ایک لاکھ ممبر ہیں اگر سب کے سب پچاس روپیہ فی کس اس فنڈ میں کونٹ کریں تو سبھا کے ہاتھ میں فوراً پچاس لاکھ کی رقم آ جاوے پھر دیکھیں کیسے کوئی ست سنگی بھوکا رہ سکتا ہے اور بیروزگاری کی وجہ سے دکھ سہتا ہے۔ گیا ہی کو صاحب جی مہاراج کا ادھیاتمک گورو کی حیثیت سے لوگوں کو سنسارک ویراگ کا اپدیش دینا بتلایا جاتا ہے۔ صاحب جی مہاراج نے صفحہ ۹۶ دفعہ ۳ یتھارتھ پرکاش حصہ دوئم اپنا بھگتی مارگ بھی غلط لکھا ہے۔ کیونکہ بھگت سدا نشکام راگ دویش سے رہت ہر حال میں سنتوشی ہوتے ہیں یہاں پر بالکل اس کے خلاف عمل ہے۔ رادھاسوامی مت درشن صفحہ ۵-۷-۱۶-۱۷ پر اپنے کو پورن

برہمچاری اور پورے ابھیاسی ہونا بتلایا ہے - یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ برہمچریہ
کے سیون سے سمرن شکتی، دھارنا شکتی، اچھا شکتی، اوتساہ شکتی، شریر شکتی بہید بلوان ہوجاتی
ہیں - برہمچریہ ہی پربھو پریم اور آتم گیان کا سچا مارگ اور انسانی زندگی کا
پہلا زینہ ہے - برہمچاری کو زبان رسنا پر قابو صرف جیون رکھشا کیلئے بھوجن
کرنا چاہیئے نہ کہ ذائقہ کے لئے اور کبھی کبھی اوپواس بھی کرنا چاہیئے - یووتی
برہمچاری سپن نہیں دیکھتا - برہمچاری ہمیشہ ایکانت میں رہ کر دھرم شاستروں
کا وچار کرتا ہے - اخبارات پڑھنا چارپائی گدیلہ تکیہ پر سونا بھی منع ہے
دیو رشی پتر ترپن دیوتاؤں کی پوجا صبح و شام ہون کرنا - استری سے علیحدہ
رہنا ہوتا ہے رادھا سوامی مت میں تو سب کچھ اس کے خلاف ہوتا ہے
صاحب جی مہاراج نے سنت مت بھی غلط لکھا ہے کیونکہ دیال باغ
میں تو علانیہ پرورتی مارگ دکھلائی پڑتا ہے - جسکا منشا کارخانجات
وغیرہ دنیاوی ترقی قومی ترقی کیلئے اولاد بڑھانا دولت، عزت، رسوخ،
اور ثروت اور خطابات حاصل کرنا ہے بھگتی مارگ یا ست سنگ یا آتمک
دھرم تو بالکل اس سے علیحدہ ہی ہوتا ہے جس کا تعلق صرف روحانی ترقی
سے ہے وہ نورتی مارگ کہلاتا ہے - اچھے سنتوں کا یہ ماننا ہے کہ جب
تپ سب کرتب کرینگے لیکن لینگے کچھ نہیں کرم پھل کا تیاگ کرینگے
جب لنکا کام سنتوں کے تحت یعنی راج سنگھاسن پر بیٹھ گئے تب کوڑا

ڈھونے کا کام کیوں کیا جاوے جو لوگ سدھیوں کا پردرشن کرنام روپ کی پوجا کراتے ہیں وہ تو سنت ہو ہی نہیں سکتے۔ جیسا کہ صاحب جی مہاراج کا حال ہے کامنائیں جب سمپورن روپ سے نشٹ ہو جاتی ہیں تبھی نش سیچے سنت بھاؤ کو پراپت ہوتا ہے سب کامناؤں سے نورتی ہی سنت کا لکھشن ہے۔ سیچے سنت تو اپنے کو لوگوں میں پرگھٹ نہ کر کے ہی جگت میں دچرا کرتے ہیں وہ بھگوت اگیا انوسار کاریہ بھی کرتے ہیں مگر اون کو کچھ لینا ہی نہیں پوجا کروانی ہی نہیں اونکو پرشنسا سے کوئی سروکار ہی نہیں اور لوگوں کے سرٹیفکٹ نہ ہونیسے اون کا کچھ نقصان نہیں ہوتا پھر کیوں پرگھٹ ہو کر لوگوں کو پرچہ دیویں۔

وشے آنند اور پریم آنند

رادھاسوامی ست سنگ میں وشے آنند کو ہی ترجیح دیگئی ہے اسلئے ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ وشے آنند تو پریم آنند کا سخت دشمن ہے۔ پریم شکتی اوسی کا نام ہے جو گھر، دھن، استری، پتر، مان، حکومت کو چھوڑ کر بھی ضرورت جنگلوں میں سمادھی لگانیکی ہے۔ آج کل ودوانوں کے پریم ضرورت کی تلاش کو بھی دنیا کے چمکیلے بھوگوں نے اپنی طرف

کھینچکر غلام بنالیا ہے۔ یہ دنیاوی غلامی ہی تو روحانی دُنیا کی رکاوٹ ہے اسلئے شاستر وشئے آنند کو پریم آنند کا دشمن بتلاتا ہے۔ جائے غور ہے کہ دیال باغ آگرہ میں تو وشئے آنند اور دُنیا کے چٹکیلے بھوگ بلاس عیش و عشرت تھئیٹر، ڈرامہ، نمایش، دھڑا دھڑ بچہ پیدا کرنا اور ہر طرح کی دوکانداری، جائز اور ناجائز سیوا اور حکومت کا ہی بازار گرم ہے۔ وہاں پر شری صاحب جی مہاراج کا سچا ست سنگ بتلانا سراسر مغالطہ دینا ہے بلکہ سنساری لوگوں کیلئے دھار مک وشئے پر سبھا بلاس کرنیوالے ست سنگ کو ذلیل بتلانا اونکی شان کے بالکل خلاف ہے یاد رکھو ستوگن کا دھرم سنیاس ہی ہے شری کرشن نے ارجن کو رجوگنی ہونیکی وجہ سے کرم یوگ بتلایا تھا۔

دُرجن کی تعریف

(۱) وہ جو کہ گندے بھاؤں کو ہردے میں رکھ کر گندے نشیدھ کام کرنیکے لئے پرورت ہوتے ہیں۔ (۲) جو کام روپ بھوگ کو ہی سرب سُکھ نشچے کرکے اوسی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ (۳) جو سینکڑوں آشا باسناؤں سے جکڑے ہوئے سدا کام کرودھ پراین ہیں (۴) جو تچھ وشئے بھوگ کیلئے انیائے اتیاچار سے بہت سادھن

جمع کرنیکی ترشنا کرتے ہیں میں نے آج یہ پالیا کل اس منورتھ کو سدھ کرونگا۔ اوس شترو کو میں نے مار لیا اور شتروؤں کو بھی ماروں گا میں ایشور ہوں میں سمرتھ ہوں۔ میں من مانا بھوگ بھوگنے والا ہوں۔ میں دھن سمپن اور کلین ہوں میرے سمان اور کون ہے میں سب کو نیچا دکھلانے کیلئے یہ کرونگا۔ اس طرح پر جو اگیان سے موہت ہو اور گندی کلپناؤں میں بھولے ہوئے موہ کے پھندے میں پھنسے ہوئے اور وشے بھوگ میں جو ایتو آسکت ہیں وہ درجن گندے نرک میں گرتے ہیں (دیکھو گیتا ادھیائے ۱۶) ست سنگ ہی بدھی کی ملینتا کو جڑ سے دور کرتا ہے جھوٹ بولنے والوں کی بانی میں ست آجاتا ہے۔ پاپ کو ہٹاتا ہے۔ سب طرح کی اُنتی بردان کرتا ہے جیت کو پرسن کرتا ہے۔ ست سنگ سے منش پورن دجئی ہو جاتا ہے (دیکھو بھرتری ستک ۲۳) جسطرح اگنی دیو کا آسرا لینے سے سردی خوف اندھیرا تینوں کی نورتی ہوتی ہے اسیطرح سادھو پرشوں کا سیون کرنے سے پاپ سنسار کا خوف اگیان وغیرہ کچھ نہیں رہتا۔ جیسے دیہ دھاریوں کا جیون ان ہے ایسے ہی دین دکھیاؤں کا سہارا پرماتما ہے جیسا کہ پرلوک میں منش کا دھرم ہی دھن ہے یعنی رکھشک ہے اسی طرح سنسار سے ویاکل منشوں کے سنت جن تماہی پرم آشرے اور رکھشک

ہوتے ہیں. جن نربھاگ لوگوں کو اپنے آنند سروپ آتما کا انوبھو نہیں ہے وہی لبستر بھوشن کھانے پینے وغیرہ میں سُکھ مانکر اون کے لیے دوڑ دھوپ کرتے ہیں۔ ودّیا والوں کا بچن ہے کہ بھوگ بھوگنے سے پُن چھین ہوتا ہے پُن چھین ہونے سے پاپ کی وردھی ہوتی ہے. پاپ کی وردھی سے جھوٹا سنسار بھی اوسے سچا دکھلائی دیتا ہے. بھوگ آسکت پرشوں کے بھوگ بھوگنے سے اور پُن چھین ہونے سے جھوٹے سُکھ دُکھ بھی سچے دکھلائی دیتے ہیں اسلئے نیچ وشیوں کا خیال چھوڑکر ورکت ودیا والوں کا چِنتون کرنا چاہیئے۔ پربھو دھیان کے لیئے تو ویراگ اور اوپرا منتاہی سُکھ سادھن ہے جس سے رادھا سوامی مت والے بھاگتے ہیں اور اونکو نشیدھ اور تچھ بتلا دیا ہے۔

درلبھ پرش کون ہیں

(۱) لکشمی ہونے پر بھی کو مارگ گامی نہیں ہے سداچاری پراوپکاری اور سادھو سیوی ہے۔ (۲) شور بیر ہونے پر بھی جو اپنی تعریف نہیں کرتا (۳) سمراٹ ہونے پر بھی پکشپات رہت سم درشی پرجا کو پُتر کی سمان جان کر اوس کے بھلے میں رہتا ہے یہ تین پرش سنسار میں درلبھ ہیں

پراوپکار کیا ہے

یہ شنکا کرنا کہ اگر ہم دُنیاداروں سے اپیکشا رکھیں گے تو شریر کی رکھشا کیسے ہوگی کیونکہ وہ اونہیں کے ذریعہ تو ہوا کرتی ہے یہ بالکل فضول ہے۔ بلکہ ایسی شنکا کرنا موکھش مارگ کا ان ادھکارتا کا سوچن کرنا ہے۔ اور جو لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ گوڑھ چریا تو سوارتھ جیون ہے منش کو تو پراوپکاری بنا چاہیئے نہیں معلوم وہ کسکو پراوپکار سمجھتے ہیں۔ (۱) آیا وہ کیسکو فوراً سُکھ دینا۔ پرنیام میں خواہ وہ سُکھ خوفناک ہی ہو۔ (۲) یا پرنیام میں سکھ کاری اور تت کال میں دُکھ ہو۔ پراوپکار سمجھتے ہیں (۳) یا جس کام میں اوپکرتا اور اوپکاریہ دونوں کو بھاؤ میں سُکھ ملے وہ اوپکار ہے (۴) یا حقیقتاً کسی کا سکھ کاری ہو یا نہ ہو مگر جو کام سکھ کاری دوسرے نے مان لیا ہو اوس کا کرنا اوپکار ہے انمیں سے اوّلہ تو بالکل ہی نامناسب ہیں ہاں اگر سادھو برہمنوں اور سجن پرشوں کو اچھی طرح سے دُکھ دینا ہی اوپکار سمجھا جاوے اس خیال سے کہ اس وقت جتنا دُکھ ہوگا آیندہ اوس سے زیادہ سُکھ ملیگا۔ جیون تسوی بنے گا اور پراین وکیتیاں سادھو سماج میں آنا بند کردیں گی۔ اس سے بھارت کا دھن بھی سورکھشت رہیگا۔ جیسا کہ ہمارے شاستروں میں بھی نشچریہ دوہان کیا گیا ہے

اور اسی غرض سے جینی لوگ بھی سر کے بال اُکھاڑا کرتے ہیں
اون کا خیال ہے کہ دُکھ بھوگنے سے سب پاپ نشٹ ہوجاتی
ہیں اسلیئے اگر کوئی دُکھ نہ بھی چاہے تو بھی اوس کو دُکھی رکھنا بھی
اوپکار ہوا لیکن ایسا کرنے میں دُکھ دینے والیکی بہت ہانی
ہوگی ایسا کرنا بالکل انوچت ہے ایسا اوپکار بھی اچھا نہیں
جو لوگ بانی سے پرچار کرتے ہیں یا کئی سنستھائیں بناتے
ہیں اون کا اپنا زیادہ نقصان ہوتا ہے اور دوسروں کو لابھ
بہت کم۔ یہ بھی آپاتت ہے جس کام کو کرنے سے اپنا اور دوسروں
کا بھلا ہو وہی اوپکار ماننا چاہیئے۔ پس گوڑھ چریا والے پُرش کے
شریر سے صاف دالو ہی دور دور پہنچکر لوگوں کے بھاؤں کو پری نت
کرتی ہوئی کروڑوں ویکتیوں کو اُنت بنا دیتی ہے اوسکے درشنوں
آچرنوں سے ہی لوگوں کے خیالات پری ورتن ہوجاتے ہیں لوگوں
کے دلوں کی چابی اوسی کے ہاتھ میں رہتی ہے اوس پُرش کے بہ تو
کی طرف دھیان تو دیجیئے گا کچھ بولنا نہیں کچھ کرنا نہیں کسی سے کچھ
لینا نہیں اپنا بھی کچھ دینا نہیں لیکن تت کر ترک اوپکار کی بھی کچھ
سیما نہیں ہوتی سادھو مہاتما پرشوں کے چت روپی سرور ہمیشہ گمبھیر
اور پرسن ہی رہا کرتے ہیں۔

جگت کیا ہے

جارج ورکلے فلاسفر آئرلینڈ نے کہا ہے کہ جیسے سُپن کے پدارتھ ہم کو باہر دکھلائی دیتے ہیں لیکن ہیں ہماری اندر ایسے ہی جگت کے سب پدارتھ ہمارے من کے اندر ہیں۔ تلسی داس۔ نابھاجی۔ باشسٹ منی کا بھی بچن ہے۔ کہ جیسے جل کے اندر پرتی بمب نہیں ہے جو دیکھتا ہے اوسے ہی دکھلائی دیتا ہے ایسے ہی اپنی کلپنا سے متھیا یہ جگت دکھلائی دیتا ہے۔

برہم آنند کا پرتکش انوبھو

جیسے بادل کے ہٹنے سے سورج پرتکش دکھلائی دیتا ہے ایسے ہی درتیوں کے پورن نرودھ ہونے سے برہم آنند پراپت ہو کر برہم پد ملے گا۔

پُرشارتھ کیا ہے

ست سروپ جو اپنا ہی سروپ ہے اوس میں انترمکھ ہو کر ستھت کرنا ہی پُرشارتھ اور سب باتوں کا سار ہے۔

من اور بدھی کا دھرم کیا ہے

من کا دھرم ہے سنکلپ وکلپ کرنا اور نشچے کرنا بدھی کا دھرم ہے۔ سُکھ۔ دُکھ باسنا۔ دھرم۔ ادھرم۔

سوتنتر کون ہے

اندریوں کا غلام کبھی سوتنتر نہیں ہو سکتا۔ کون ہو سکتا ہے؟ جو سنیمی ہے۔ اندریاں جسکی غلام ہیں۔ جو اندریوں کا غلام نہیں ہے اندریوں پر جس کا پورا قابو ہے۔ من۔ بانی۔ شریر سے اور جو وشے بھوگ سے مُکت رہتا ہے وہی سوتنتر ہے۔

مکمل مذہب کون ہے

ویدانت کا مت ہے کہ تتو ایک ہے۔ اہل مذہب کا دعویٰ ہے کہ خدا ایک ہے اور جسکو خدا یا ایشور کہتے ہیں وہی ویدانت کا اصل تتو ہے۔ اصل کو خواہ کچھ بھی نام دیا جاوے اوس میں کچھ فرق نہیں آتا ایسا سمجھنے سے تمام اختلاف رفع ہو جاتے ہیں چونکہ مذہب کا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں کہ جو ہندو مذہب میں نہ ہو اسلئے ہندوؤں کا

مذہب مکمل ہے باقی اور مذاہب جزوی صورتیں ہیں اون میں سچائی ضرور ہے لیکن ہمہ گیر نہیں۔ کوئی بُت پرستی کا مخالف، وحدت پرستی کا موافق صرف ایک ایک بات پر اٹکے ہوئے ہیں باقی باتوں کو بُرا سمجھتے ہیں یا نظرانداز کردیتے ہیں اسلئے وہ مکمل نہیں کہے جا سکتے جیسا کہ سمندر بذات خود مکمل ہے۔ جیسے گنگا بہہ رہی ہے کوئی مشک بھرتا ہے۔ کوئی ڈولچی۔ کوئی لوٹا۔ کوئی لُٹیا جسکو جیسی پیاس ہے۔ وہ یہاں اپنی ضرورت کے موافق پیاس بُجھا لیتا ہے۔

ادھکاری کون ہے

جب انسانی طبیعت کو دُنیاوی معاملات کی طرف سے سیری۔ کم توجہی اور بے پرواہی ہونے لگتی ہے اور تجربہ کی وسعت ان سب کو فضول ثابت کرنے پر آتی ہے تب انسان کا دل سچی اور لاثانی راحت کی تلاش کرتا ہے بلکہ جو شخص دُنیاوی تجربوں کے مرحلہ سے گذر چکا ہے وہی اس کی وراثت کا حق دار ہے اوسی کو پاک شاستر ادھکاری بتلاتے ہیں۔

جگیاسو کو اپدیش

انسان کی پوجا پاٹ۔ روزہ۔ نماز۔ عبادت۔ بندگی اور جو کچھ بھی اینشور

کے لئے یا دھرم کے نام پر وہ کرتا ہے تب ہی سپھل ہو سکتی ہے جبکہ اپنے آپ کو وچار کرے ورنہ سب کچھ بے فائدہ ہے جیسا کہ کسی کپڑے پر اعلیٰ رنگ چڑھانے کیلئے پہلے اوس کا سفید ہونا ضروری ہے ایسا ہی انسان کو عشق الہٰی کے لئے اپنے قلب کو بالکل صاف اور بیداغ بنانا ضروری ہے جو لوگ کچے دودھ کے اُبال کی طرح اپنے ضمیر اور قلب کو کام کرودھ وغیرہ کے دھبّوں سے پاک کئے بغیر فوراً ہی ویراگ ہونے پر کسی سنت سادھو فقیر سے اہم برہماسمی کا اُپدیش حاصل کر لیتے ہیں اونکی وحدت کا رنگ سخت بدنما ہو جاتا ہے وہ بھگتی اور پریم اور ایکتا کی صرف ڈھینگ ہی مارتے ہیں جگیاسو کو لازم ہے کہ دوئی کے وہم کو جو ایک زہریلے سانپ کی مانند ہے فوراً تیاگ کر کے فضول بحث مباحثہ میں نہ پڑے۔ تکلہ کے بَل والی بات ہے کہ جب لوہار نے اُجرت لیلی تو بل کو نکالکر واپس دینا چاہیئے تھا یہی اگیان ہے۔ کہاں سے آیا کہاں گیا سب فضول ہے ؎

دل اگر سچا ہے پھر بدنام کیا اور نام کیا۔ گر خدا سے کام ہے کچھ پھر جہاں سے کام کیا

وید پڑھنے کا کون ادھکاری ہے

ادھیائے ۲۶ منتر ۲ یجروید کی رُو سے وید پڑھنے اور سُننے کا سب کو حق

حاصل ہے مثلاً گارگی دیو ہوتی۔ گوپیاں تارا ایرل بائی سیجو بائی چندر سکھی وغیرہ وغیرہ
جیاندو گیہ ہیں تو جان شروتی شودر کا نکہ ہنی سے وید پڑھنا لکھا ہے

سنیاس کی اقسام

یہ دو پرکار کا ہے (۱) وودوت سنیاس۔ جو گھر ہی میں گیان ہو کر جیون مکتی کے لیے سکھ کیلئے سنیاس لیا جاوے۔ جیسا کہ یاگولک بیدشنا وغیرہ وغیرہ اسکے لیے کسی گورو کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲) گیان کی اچھا سے یہ چار قسم کا ہوتا ہے۔

۱۔ پرم ہنس۔ جسکے اوپر کوئی پابندی شاستر کی نہیں ہے ودھی نشیدھ نہیں ہے صرف لوکاچار کے لیے ودھی رکھتے ہیں اصل میں ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

۲۔ ہنس۔ شاستروں کے سار کو نکال لینا۔ جیسا کہ ہنس دودھ اور جل کو علیحدہ کر دیتا ہے اس طرح پر جو شاستر آتما کو بتلانے والے ہیں اون کا گرہن اور پھر نا کا تیاگ کرتے ہیں۔

۳۔ بودھک۔ انتہ کرن کی سندھی کی خواہش یا گیان کی خواہش والے جیسا کہ تیرتھ یاترا کی خواہش والے۔ برہم لشٹ برہم گیان والے ڈنڈی سوامی وغیرہ۔

۴۔ کُٹی چک ۔ وہ ہے جو برودھا وستھا میں سنیاس لیکر اپنے
گاؤں کے آس پاس کٹیا بناکر سنسار سے اوپرام ہو کر جو کوئی روٹی
پہنچا دیوے کھا لیوے اور بھجن کرے۔

یوگ اور گیان کا فاصلہ اور پرم ہنس

موکش حاصل کرنے کیلئے گیان یوگ ایک شاہراہ ہے ویدوں کا
لب لباب یہ ہے کہ انسان کی ذات برہم کے برابر بلکہ خود برہم ہی
ہے جوں ہی ہم کو اپنی ذات کے مکمل ہونے کا گیان ہو جاتا ہے
یہ مادی دُنیا اور اوس کو وجود میں لانے والی مایا بالکل غائب ہو جاتی
ہے اس کا احساس قطعی محو ہو جاتا ہے یہی ہمارا منزل مقصود ہے
اس منزل پر پہنچکر انسان پورا پرم ہنس ہو جاتا ہے۔

دُنیا اور گیان

برہم سے علیحدہ دُنیا کا وجود نہیں ہے ایشور۔ جیو۔ دُنیا یہ تینوں
برہم کی جُدا جُدا حالتیں ہیں۔ سروپ ایشور۔ سروپ ہی جیو۔ سروپ
ہی جگت ہے۔ سروپ ہی مون یعنی گیان کی حالت میں خاموشی
ہے اوس وقت کوئی آواز بھی نہیں ہوتی۔ گیان وہ حالت ہے

جس میں ایشور۔ جیو۔ جگت اور برہم ایک ہی معلوم ہوتے ہیں یہ برہم کے سوائے اور کچھ نہیں۔ جگت متھیا ہے۔ کیونکہ یہ پیدا کیا گیا ہے۔ یہ نسبتاً ست ہے برہم کے اندر تبدیلی نہیں ہوتی مگر جگت تبدیل ہوتا رہتا ہے روحانی نقطۂ نظر سے اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ انسان کے اندر تین چیزیں، آتما۔ من جسم شامل ہیں آتما کی دو حالتیں ہیں۔ ایک تبدیل نہ ہونے والی۔ برہم۔ دوسری تبدیل ہونے والی۔ دُنیا۔ یہ جگت پرماتما کا ہی ظہور ہے۔

جیو اور من دونوں ایک ہیں

من کے اندر ورتی پیدا ہو جانے سے انسان کو جیو آتما کہنے لگ جاتے ہیں ورتیوں کے ملنے سے پہلے جیو کا وجود نہیں تھا۔ برہم کا عکس من پر پڑتا ہے اور وہ من کو چاروں طرف سے گھیر لیتا ہے۔ اوسکے اندر بھر جاتا ہے اور دونوں واسناؤں کے کارن اِدھر اُدھر مادی چیزوں میں گھومنے لگتے ہیں۔ دراصل جیو یعنی من کوئی چیز نہیں ہے۔

سنتوش

بعض بھائی کہتے ہیں کہ اگر سبھی سنتوش دھارن کرلیں تو سنسار کا کام

کیسے چلیگا یہ اُن کی سراسر بھول ہے۔ پیارے بھائیو اوس کی چنتا کرنا اسلئے صیحح نہیں ہے کہ جسنے سنسار بنایا ہے وہ سرب شکتیمان ہے۔ اگر اوس نے سنسار چلانا ہوگا تو خود جیسا مناسب سمجھے گا کرے گا۔ ہم تو نہ سنسار کے بنانے والے ہیں نہ بگاڑنے والے۔ اس سے زیادہ خوشی کیا ہوگی اگر سبھی لوگ بھوگ ترشنا کا تیاگ کر کے پرم سُکھ کے کارن سنتوش دہارن کر کے ہمیشہ کے لیئے امر ہو جاویں اپنے کھانے پینے کی اور کٹمب کے بھرن پوشن کی چنتا کرنا بھی فضول ہے کیونکہ شریر بنانے سے پہلے سب شریروں کا نرباہ کرنے والا پرالبدھ بنایا جاتا ہے۔ اوس کے موافق سب کا نرباہ ہو جاتا ہے۔ کرم انوسار ہر ایک جیو کے لیئے پہلے ہی سے۔ کون جاتی میں جنم لیگا۔ کتنی عمر ہوگی۔ کتنا بھوگ بھوگیگا۔ کیتنا سُکھ دُکھ ہوگا۔ کتنے دھن کا مالک ہوگا۔ کتنی پرتشٹھا ہوگی کتنے لڑکے لڑکی ہوں گے۔ وغیرہ وغیرہ سب کچھ طے ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک جیو منش ہو جاتا ہے۔ دوسرا دیوتا۔ تیسرا پشو۔ ایک جیو پچاس برس زندہ رہتا ہے۔ دوسرا سو برس تک تیسرا پیدا ہوتے ہی یا دو سال میں مر جاتا ہے۔ ایک جیو زندگی بھر سُکھی رہتا ہے۔ خواہ جنگلوں میں پوشیدہ ہی رہے۔ دوسرا جہاں کہیں جاتا ہے دُکھی ہی رہتا ہے۔ یہ سب پورب جنم کا کرم پھل ہے۔ یکساں حالت کسی کی نہیں رہتی

آج دھنی ہے تو کل نردھن آج نروگی ہے تو کل روگی ہو کر چلتا ہے وہ مالک چیونٹی کو کن ہاتھی کو من اوسکی ضرورت کے موافق دیتا ہے چیونٹی کا زیادہ پرشرم ہاتھی کو کچھ بھی پرشرم نہیں لیکن دونوں کا پیٹ ضرور بھر جاتا ہے اسلئے کھانے پینے کا فکر فضول ہے۔

پرماتم

ایک نہایت ہی نازک خیال چیز ہے اسکو خیال میں لانے کے لیئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اول ایسے لوگ اپنے من کو دوسروں کی بغیر ضا نہ خدمت ست شاستروں کے پڑھنے۔ سُننے۔ سمجھنے۔ ساڈھن کے ذریعہ اپنے اندر چار صفات وویک۔ ویراگ۔ شدسمپت اور خواہش آزادی کو پیدا کرنے اور تعلیمیافتہ سادھوؤں۔ سنیاسیوں کے ساتھ ست سنگ کرکے پاکیزہ بنائیں تب ہی اون کے اندر برہم کو جاننے پہچاننے اور سمجھنے کی طاقت پیدا ہو سکتی ہے۔ اور پھر شروَن منن ندھیاسن کے ذریعہ برہم تک پہنچ سکتے ہیں یہ سب سے زیادہ سیدھا اور سچا راستہ ہے۔

موکھش

کوئی حاصل کرنے والی چیز نہیں ہے۔ تم پیشتر سے ہی آزاد ہو اور ہمیشہ

آزاد ہو گے دراصل برہم سے علیحدگی کے خیال کو مٹانے کی ضرورت ہے۔ جس طرح دو چھوٹے برتنوں کا دودھ کسی بڑے برتن میں ڈالنے سے یہ تمیز نہیں ہو سکتی کہ کونسے برتن کا دودھ کونسا ہے اسیطرح برہم گیان ہونے پر برہم اور تم ایک ہی ہو جاتے ہو۔ غلامی اور آزادی کا خیال محض مایا کا کارن ہے۔

نروکلپ سمادھی

یہ دو قسم کی ہے (۱) وہ جس میں گیانی تمام دُنیا کو اپنے اندر دیکھتا ہے اور برہم میں وشواش رکھتا ہوا دُنیا کو محض خیالات کی حرکات کا نتیجہ اور پیدائش کا ایک طریقہ جانتا ہے یہ سب سے اعلیٰ ہے جس کو انسان حاصل کر سکتا ہے۔ بھگوان کرشن دتاتریہ جی اور بھگوان شنکر آچاریہ نے اسی کو حاصل کیا ہے۔ (۲) دوسری قسم کی نروکلپ سمادھی میں دُنیا بالکل نظر سے غائب ہو جاتی ہے اور گیانی شُدھ نرگن برہم میں مل جاتا ہے۔ یہاں پر راج یوگی اور برہم یوگی ایک ہو جاتے ہیں۔

سرشٹی

یہ خیال کرنا بالکل غلط ہے کہ برہم تو بذات خود مجسم آنند ہو لیکن وہ چیز جو برہم سے

پیدا ہوئی ہے مصیبت اور تکلیف اور رنج سے بھری ہو۔ ایشور سرشٹی ذرا سا بھی دُکھ نہیں دیتی بلکہ وہ تو موکش اور آزادی دلانے کی مددگار ہوتی ہے البتہ جیو سرشٹی ہیں اہنکار۔ کام۔ کرودھ۔ موہ۔ میرا اور تیرا دوش پائے جاتے ہیں پس تمام مشکلات کا یہی کارن ہے جو اگیان کا موجب ہے

گورو

یہ چار قسم کے ہوتے ہیں (۱) ماتا (۲) پتا (۳) آچاریہ (۴) ستگورو۔ انہیں ست گورو سچے گورو کہلاتے ہیں جو صرف پرمارتھی اور نورتی مارگ ہی بتلاتے ہیں اون سے صرف روحانی تعلق ہوتا ہے۔ آچاریہ تو دینی اور دنیوی گورو ہوتے ہیں جو کسی قدر سماجک اور کسی قدر آتمک دھرم کی تعلیم دیتے ہیں مگر سنت ستگورو کو آچاریہ گورو سے نسبت نہیں کیونکہ وہ مجلسی مریادا کے حامی ہیں اور یہ دھرم اور کرم کے جھگڑے سے ہٹا کر صرف پرمارتھ کی تعلیم دیکر مکتی پد کا ادھکاری بنا کر چوتھی اوستھا کی رہبری کرتے ہیں آدمی ہزار عالم اور عاقل ہو بال کی کھال نکالنے کی قابلیت رکھتا ہو۔ مگر چونکہ خود آتمک قابلیت نہیں ہے وہ کبھی دوسروں کو آتمک بھاؤ کی حرکت نہیں دے سکتا بات بنانا روحانیت کے مضمون پر تقریر کرنا سُنی سُنائی بات کا اعادہ کرنا سب جانتے ہیں۔

رادھا سوامی مت کا طریقہ یوگ ابھیاس

اگرچہ آپنے یوگ کو تچھ سمجھکر تیاگ بھی رکھا ہے لیکن آپ کے پرتھم آچاریوں نے جو طریقہ یوگ ابھیاس اپنے چیلوں کو بتلایا بھی ہے وہ ناظرین کی توجہ کا محتاج ہے آپ لکھتے ہیں کہ جسطرح پر پاخانہ جاتے ہوئے بیٹھا کرتے ہیں اس طرح پر اُکڑوں آسن پر بیٹھکر دونوں کہنیاں ہاتھوں کی گھٹنوں پر رکھکر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے سے داہنے کان کے سوراخ کو نرمی اور آہستہ سے بند کرلو جس سے باہر کی آواز سُنائی نہ پڑے اور آنکھ اور مُنہ بھی بند کرلو۔ ہاتھوں کی دونوں چھوٹی انگلیاں ناک کی جڑ پر دونوں آنکھوں کے درمیان اور باقی انگلیاں ماتھے پر دونوں طرف رکھکر اندر کی آواز دائیں طرف کی سنو بائیں طرف کی مت سنو۔ اگر پاؤں تھک جاویں تو پاؤں پھیلا کر چوتڑ زمین پر ٹیک لیویں۔ کیسا اچھا طریقہ یوگ ابھیاس کا ہے جسکو رادھا سوامی دیال نے پندرہ سال تک متواتر کیا اور تین تین یوم تک کمرہ میں بند رہ کر کیا۔ پاخانہ وغیرہ کے لئے بھی باہر نہیں نکلے اسی طریقہ سے سُرت شبد ابھیاس والے ست سنگی کو رادھا سوامی دھام جاتے ہوئے راستہ میں دشو لوک۔ برہمن لوک شکتی لوک کرشن لوک۔ رام لوک برہم اور پار برہم اور جین مت والوں کا نروان پد عیسائیوں کے خدا کا گھر اور مسلمانوں کے مقامات ملکوت و جبروت و لاہوت

وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں دکھلائی پڑتی ہیں۔ جو نیچے درجہ کی ہیں اسی وجہ سے
کتاب جگت پرکاش کے سرورق پر خاص ہدایت کیگئی ہے کہ یہ جگت اُنکو ہی
بتلائی جاتی ہے جنکو یہ یقین ہوجاوے کہ رادھاسوامی کا سنت خدا اور پرمیشور
سب کا پیدا کرنیوالا ہے یہ کسی غیر ست سنگی کو نہ دکھلائی جاوے کیونکہ
مسلمان تو قرآن کے پابند اور ہندو ویاس وشسٹ اور وید کے قیدی
ہیں انکو یہ باتیں سُنانا بھی نہیں چاہیئے۔ اگرچہ ست سنگی بھائیوں نے
اپنا دین ایمان بھی سنت ستگورو صاحب جی مہاراج کو دیدیا ہے
جیسا کہ اون کی پرارتھنا سے ظاہر ہے تاہم میں اپنے رادھاسوامی بھائی
سُرت شبد ابھیاس والوں سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اگر دین ایمان
نہیں تو جسکو وہ زیادہ سے زیادہ قسم کے لائق سمجھتے ہوں اوسکی قسم کھاکر
یہ تو بتلادیں کہ کسی بھی بھائی نے رادھاسوامی دھام یا راستہ مندرجہ بالا
مقامات سے کوئی مقام آجتک دیکھا بھی ہے ورنہ آیندہ کیلئے دوسرے
بھائیوں کو تو اس دھوکہ سے بچا دیویں رادھاسوامی مت درشن صفحہ ۲۶
پر بھی اسی غرض کیلئے ہر کسی ابھیاسی کو ابھیاس کی جگتیاں پوشیدہ
رکھنے کا وعدہ دینا لکھا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ ایسے ابھیاس کے وقت
گُدا اور اِندری کا جُھکاؤ نیچے کی طرف رہتا ہے جس سے بواسیر کا عارضہ
لازمی ہے اوس کے علاوہ ماتھے پر متواتر ہاتھ رکھنے اور آنکھوں کی

جڑ پر اُنگلی رکھنے سے دماغ کی رگوں کو نقصان پہنچکر دوران سر اور درد سر ہو جایا کرتا ہے بلکہ بعض تو نپٹ اندھا بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ دہلی میں ایک ست سنگی مہاتما اندھا بن بیٹھا ہے وغیرہ وغیرہ آپ لوگوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ لالہ شِب دیال جی عرف رادھا سوامی دیال نے ۴۰ سال کی عمر تک ست نام کا ہی اوپدیش کیا اون کے پتا لالہ دلوالی سنگھ صاحب بھی نانک پنتھی تھے اور صاحب جی مہاراج نے بھی اپنے کو گورو نانک صاحب کا اوتار بجائے گورو گوبند سنگھ صاحب ظاہر کر کے کچھ سکھوں کو پھسلایا ہے اور اپنی کتابوں میں نانک صاحب اور کبیر صاحب کے بچنوں سے بہت امداد لی ہے پس جبکہ گورو نانک صاحب کا یہ اوپدیش ہے کہ وید مقدس اوسی ذات پاک سے ظہور میں آئے۔ اوس کے نام کی تاثیر سے ہی شاستر پوران وید انیک ہدایتوں کی بارش ہوئی اگرچہ اوس کی محمدت میں لاکھوں گرنتھ ہیں جنمیں اول وسر نام مقابل بید ہی سمجھے جاتے ہیں علما و حکما و غو فاہر ایک عالم میں ویدوں کی تلاوت سے ہی اوسکا حمد کرتے ہیں۔ اور کبیر صاحب کا بھی بچن ہے کہ۔

کہیں کبیر ہم کاشی آئے گورو رام رام سمجھایا تھا
سمر تھ کا پروانہ ہنس اوبھارن آیا تھا

ہم کو آپ لوگوں کی حالت پر رحم آتا ہے۔ اسلئے ہم آپ صاحبان کی بہبودی کا خیال رکھتے ہوئے مکمل حالات رادہاسوامی مت کے پیش کرتے ہیں آشا ہے کہ آپ تعصب کو بالائے طاق رکھ کر ایکمرتبہ ضرور دھیان دیویں گے۔

اوم۔ شانتی۔ شانتی۔ شانتی

مطبوعہ سوتنتر پریس لمیٹڈ مظفرنگر یو۔پی

فہرست کتب

تیار کردہ پرم ہنس سوامی سرب آنند جی

(۱) بھگوا بستر یا سچّا سنیاسی اُردو۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپکو معلوم ہوگا کہ چوتھے آشرم میں سنیاس کی کیوں ضرورت ہے۔ سچّے سنیاسی کی شناخت کیا ہے اور اُسکی کیا ڈیوٹی ہے۔ کہاں سے اور کب یہ فرقہ پیدا ہوا اور کیوں پیدا ہوا۔ گھرستی کو اصلی یا نقلی سادھو کی کسطرح شناخت کرنا چاہیئے۔ بھگوا بستر کیوں ضروری ہے اور اس سے کیا فائدہ ہے قیمت صرف ۱/

(۲) ہمالیہ درپن اردو۔ اس کتاب کے ملاحظہ سے آپکو ہمالیہ پہاڑ کے اچھے اچھے اور متبرک مقامات کی سیر کا مکمل حال معلوم ہو جائے گا مثلاً کشمیر یاترا امرناتھ جی۔ نیپال یاترا سری پشوپتی ناتھ جی۔ ریاست ٹیرھی۔ گڈھوال۔ المورٹہ جسمیں یاترا سری جمنوتری گنگوتری۔ سری کیدارناتھ جی و سری بدری نارائن جی کا حال مکمل طور پر درج ہے۔ یعنی کس کس مقام پر کیا کیا سیر اور درشن ہوگا۔ کس کس راستہ سے سفر ہوگا۔ راستہ میں

کیا کیا تکالیف ہونگی - کیا سامان ساتھ لیجانا ضروری ہوگا - کم سے کم کسقدر خرچہ ہوگا - اور کسقدر ایام صرف ہوں گے - دھرم شالاؤں کھشتروں اور پہاڑی لوگوں کے اخلاق کے مفصل حالات درج ہوں گے وغیرہ وغیرہ - قیمت صرف ۶

(۳) **ڈنڈی سوامی وو ستھا ہندی (ناگری)** اس کے پڑھنے سے آپ لوگوں کو پتہ لگے گا کہ موجودہ سنیاسی مہاتماؤں کی کیا حالت ہے - اونکی دھوکہ بازی سے بچنا اور اون کو راہ راست پر لانیکی ہدایت ضروری درج ہیں - قیمت صرف آدھ آنہ (۰/)

(۴) **کلجگ کا اوتار اور اسکی پوری حقیقت** اس کتاب میں رادھا سوامی مت کی دھوکہ بازی کے مفصل حالات اور انکا سناتن دھرم آریہ سماج - سکھ مذاہب کے اوتاروں و سنت مہاتماؤں سے مقابلہ کر کے شاستر و کت ست سنگی لوگوں کو اپدیش دیا گیا ہے - قیمت صرف ۰/

ملنے کا پتہ

ماسٹر شانتی سروپ مالک موٹر ورکس مظفر نگر

ماسٹر آنند سروپ بی - اے - ایل - ٹی - ایف - آر - جی - ایس ماسٹر نانک چند ہائی سکول میرٹھ

سردار ہر نام سنگھ سوہن سنگھ بک سیلرس ہردوار -

رام سرن داس بک سیلرس ہردوار -

ملنے کا پتہ

۱- ماسٹر شانتی سروپ مالک موٹر ورکس مظفر نگر

۲- ماسٹر آنند سروپ بی۔ اے۔ ایل۔ ٹی۔ ایف۔ آر

جی۔ ایس۔ ماسٹر نانک چند ہائی اسکول میرٹھ

۳- سردار ہرنام سنگھ سوہن سنگھ بک سیلرس ہردوار

۴- رام سرنداس بک سیلرس ہردوار-